لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان
یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا
حلیہ محمد عربی ﷺ
پیغام ہدایت
خطیب عمر حیات

حلیۂ محمد عربی ﷺ ـ پیغامِ ہدایت

عمر حیات

نستعلیق مطبوعات
B-2-عمران آرکیڈ چوک چوبرجی لاہور
0300-4489310
E-mail: nastalique@ yahoo.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب ۲۱/۳۳)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ کی یاد کرتا ہے۔''

حلیۂ محمدِ عربی ﷺ -- پیغامِ ہدایت

اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیٰ ﷺ کو جہاں سراپا ہدایت بنایا وہاں انہیں ایسا حُسن و جمال بھی بخشا کہ جسے دیکھ کر اپنے تو کُجا غیر بھی بے ساختہ پکار اُٹھتے ہیں:

''یقیناً محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول (ﷺ) ہیں''۔

مبلغِ اعظم ﷺ کے حلیۂ مبارک کو دیکھتے ہی کہنا پڑتا ہے کہ بلاشبہ ہادیٔ عالم ﷺ کے اعضاو جوارح بھی اپنے اندر اولادِ آدم (علیہ السلام) کے لیے رُشد و ہدایت کے بے مثال و بے شمار پیغامات رکھتے ہیں جس کا اندازہ اس کتاب کے پڑھنے سے ہی ہوگا۔

عمر حیات

ایم۔فل۔علوم اسلامیہ

ایم۔اے۔عربی و اسلامیات

فاضل۔درسِ نظامی

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ○

القرآن

طبع اوّل: رجب المرجب ۱۴۲۷ھ / اگست ۲۰۰۶ء

تعداد: 1000

فنی تدوین و کتابت: ارشد علی ارشد

0300-5262052-0300-6969739

پروف ریڈنگ: محمد اشفاق قریشی وعلامہ محمد بشیر

قیمت: 200 روپے

طابع: حاجی حنیف پرنٹرز، لاہور

مصنف: خطیب عمر حیات

مکان نمبر 255/12 آر-اے بازار، لال کرتی

نوشہرہ کینٹ، صوبہ سرحد (پاکستان)

فون: 0321-5102882-0321-5622136

نستعلیق مطبوعات

B-2-عمران آرکیڈ چوک چوبرجی لاہور

0300-4489310
E-mail: nastalique@ yahoo.com

انتساب

ان پاک نگاہوں کے نام جنہوں نے سِرَاجِ مُنیر ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیا

اور ان صاف دل مؤمنوں کے نام جنہوں نے نبی شہیر ﷺ کی پاکیزہ صورت دیکھتے ہی کلمۂ شہادت پڑھ لیا

اور ان شہداء کے نام جنہوں نے نبی عزیز ﷺ پر اپنی جانیں نثار کر دیں

اور ان پاکباز انسانوں کے نام جنہوں نے حُلیۂ بشیر ﷺ کا ذکر سنتے ہی اپنی زبانوں پر درود وسلام کا وِرد جاری کر دیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِ مَحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ [1]

''اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما

جس طرح تو نے رحمت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

اور (اے اللہ!) تو حضرت محمد ﷺ

اور ان کی آل پر برکت نازل فرما

جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر''۔

۱۔ سنن النسائی، کتاب السھو، باب کیف الصلوۃ علی النبی ﷺ، ص۱۹۱، ج ۱

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

(الاحزاب ۳۳/ ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر رحمت بھیجتے ہیں۔
اے ایمان والو! تم بھی اُن (ﷺ) پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ، خالقِ کائنات اور ارحم الراحمین پروردگار کی لاکھوں رحمتیں اور درود وسلام ہوں اپنے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر جو پوری انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح وفلاح کا درد لیے مبعوث ہوئے اور جنہوں نے اپنی راحتوں کو دوسروں کی آسانیوں کی نذر کر کے ایک مثالی، صالح، مسلمان معاشرہ دنیا کو دیا۔

رسولِ کریم ﷺ نے ربِ رحیم کے حکم سے مخلوقِ خدا کو اتنا کچھ دیا اور ان کے لیے اتنا کچھ کیا جتنا کہ اولادِ آدم (علیہ السلام) سوچ بھی نہیں سکتی۔ اسی لیے اپنے تو اپنے غیروں نے بھی رحمتِ مجسم ﷺ کو تمام مرسلین و مصلحین میں سرِفہرست شمار کیا ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کے لیے متعدد زبانوں میں بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں اور قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی۔ آپ ﷺ کی سیرت پر نہ صرف مسلم قلم کاروں نے لکھا بلکہ غیر مسلموں نے بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

زیرِ نظر کتاب مولانا عمر حیات صاحب کی شبانہ روز سعی و کاوش کا نتیجہ ہے۔ کتاب مکمل پڑھنے کے بعد میری رائے یہ ہے کہ شمائلِ نبوی ﷺ پر آج تک لکھی جانے والی کتب میں مولانا کی یہ تالیف ایک انتہائی وقیع اور گراں قدر اضافہ ہے۔

کتاب درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

ا۔ مستند مواد پیش کیا گیا ہے۔ ب۔موضوعات کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

ج۔ حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ د۔ کتاب اختلافی مواد سے پاک ہے۔

ہ۔ کتاب جدید اسلوب سے ہم آہنگ ہے۔ و۔ مواد کو عملی زندگی سے وابستہ کیا گیا ہے۔

ز۔ جسمِ رسول ﷺ سے مقصدِ بعثتِ رسول ﷺ کو بلیغ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

جناب عمر حیات صاحب کس قدر خوش نصیب ہیں کہ انھوں نے فخرِ انبیا ﷺ کا پیغام آپ ﷺ کے حلیۂ مبارک کے واسطے سے بڑے ہی پُر کشش اور حسین انداز میں پیش کیا ہے۔ محسنِ انسانیت کے حلیۂ مبارک کے حوالے سے انسانیت کے لیے آسمانی پیغام کو ''حلیۂ محمدِ عربی ﷺ ۔ پیغامِ ہدایت'' کے رُوپ میں پیش کرنا یقیناً آپ کا حصہ ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

اللہ کریم مؤلف کی اس سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو ان کے لیے اور ہم سب کے لیے باعثِ نجات بنائے۔ اس سعیِ جمیل پر عمر حیات صاحب ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ربِ علیم ان کے علم، استعداد اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

احقر

پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی

انچارج فیصل مسجد اسلامک سنٹر، دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

فہرس

عرضِ مؤلف

جب میرے دل میں فضیلت مآب ﷺ کے حلیۂ مبارک اور ان سے نمایاں ہونے والے پیغامات پر لکھنے کی خواہش پیدا ہوئی تو سوچ میں پڑ گیا کہ مجھ جیسا کم علم اس مشکل موضوع پر کیا لکھے گا؟ کئی بار اس کا ارادہ کیا اور پھر ترک کر دیا۔ کافی عرصہ اسی کش مکش میں گزر گیا۔

آخرکار اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے میں نے استخارہ بھی کیا اور اس کی حقیقی روح تک پہنچنے کے لیے اہلِ علم حضرات سے مشورہ بھی کیا۔ جب اس موضوع پر لکھنے کے لیے میری ہمت بندھائی گئی تو میں نے بسم اللہ پڑھ کر سیرت کا کام اُٹھا لیا اور پھر خداوند قدوس کے فضل و کرم سے نہایت ہی قلیل مدت میں اس کی تعبیر ''حلیۂ محمد عربی ﷺ ۔ پیغامِ ہدایت'' کی شکل میں ظاہر ہوگئی۔

میں اس نعمتِ عظمیٰ پر اللہ جل جلالہ کا شکر بجالاتا ہوں اور ساتھ ہی اپنے محسنین کا بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس عظیم الشان مقصد کے بجالانے میں میری راہنمائی فرمائی۔

میرے اِنہی کرم فرماؤں میں ایک جناب کرنل محمد طیب صاحب بھی ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح و تزئین میں میری راہبری فرمائی۔ بندہ، محترم کی اس عنایت و شفقت کا زندگی بھر احسان مند رہے گا۔

اس کتاب کی ادبی اور فنی تدوین میں جس شخصیت نے میری بھرپور راہنمائی فرمائی وہ میرے محسن ومکرم جناب محمد افضل منیر صاحب ہیں جنھوں نے نہ صرف اسے سیرت کی مستند ومعتبر کتاب بنانے میں میری مدد فرمائی بلکہ اس کے لیے انھوں نے ایک معنی خیز تقریظ بھی تحریر فرمائی جس سے کتاب کی اصل غرض وغایت نمایاں ہوتی ہے۔

میں جامعہ عثمانیہ (پشاور) کے مہتمم جناب مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا بھی بے حد احسان مند ہوں جنھوں نے مجھے اپنے مدرسہ کی لائبریری سے ہمہ وقت مستفید ہونے کی اجازت عنایت فرمائی۔

انتہائی ناشکری ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے نکتہ شناس دوست مفتی نور الاسلام صاحب کے پر خلوص مشوروں اور علمی نکتوں کی فراہمی پر ان کا شکریہ ادا نہ کروں۔ میری کتاب کو علمی وادبی پارہ بنانے میں موصوف نے جس جاں فشانی سے میری امداد فرمائی یقیناً وہ قابلِ رشک بھی ہے اور قابلِ تعریف بھی۔

اسی طرح میں جناب خطیب محمد ریاض صاحب کا بھی نہایت ہی ممنون ہوں جنھوں نے میری تحریری کاوش کا نہایت باریک بینی سے مطالعہ فرما کر بعض اصلاح طلب پہلوؤں اور زوائد وعیوب کی نشان دہی فرمائی۔

یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ کتاب مُرتب کرتے وقت مجھے ایک مخلص دوست جناب ارشد علی ارشد صاحب کی معاونت حاصل رہی جو نہ صرف ایک ماہر کمپوزر ہیں بلکہ ایک بہترین نقاد، ادیب اور شاعر بھی ہیں۔

موصوف نے اس کتاب کو اپنے وسیع تجربے اور فہم وبصیرت سے کمپوز بھی کیا اور اِسے علم وادب کا حسین مرقع بنانے میں اپنا دینی فریضہ بھی سرانجام دیا۔

بندہ جناب کا سوائے دُعا کے شُکریہ ادا ہی نہیں کر سکتا۔

اس موقع پر میں اپنے شفیق دوست جناب خطیب دار الامین صاحب کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکرادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اس کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے میں اپنے پُرخلوص اورزرّیں مشوروں سے نوازا۔

اسی طرح میرے مہربانوں میں ایک مہربان جناب مفتی حمید اللہ صاحب بھی ہیں جنہوں نے موضوع سے متعلق سیرت کی کتب اور تخریجِ احادیث میں میری خوب راہ نمائی فرمائی۔ میں محترم کی اس مہربانی کا عمر بھر شکر گزار رہوں گا۔

یقیناً میری شکر گزاری کے بہت زیادہ مستحق میرے قابلِ قدر رفیق جناب عبدالبصیر صاحب بھی ہیں جنہوں نے اس کتاب پر عالمانہ ومحققانہ نظر ڈال کر نہ صرف اس کے بعض مستور گوشوں پر تنقید وتنقیح فرمائی بلکہ اپنی احسن آراء وصلاح سے اس کتاب کو گلدستہ حُسنِ سیرت بنانے میں اہم کردارادا کیا۔

آخر میں، مَیں ان تمام اصحاب، احباب، اہلِ علم حضرات اور اساتذۂ کرام کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اپنے قیمتی مشوروں اور علمی کتابوں سے نواز کر ایک بلند مرتبہ سیرت کی کتاب تحریر کرنے اور پیش کرنے کے قابل بنایا۔

(فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ جَزَاءٍ)

طالبِ دُعا

عمر حیات

تقریظ

حضرت مولانا عمر حیات صاحب موجودہ دور میں صالح فکر رکھنے والی عظیم شخصیت ہیں۔ موصوف نہایت معتدل مزاج اور وسیع القلب ہیں۔ علم وحکمت کے شیدائی اور دعوت وتبلیغ کے سودائی ہیں۔ اپنے بیان وکلام اور نشترِ قلم سے اسلامی معاشرے میں بد اعمالیوں کے ناسوروں کو چاک بھی کرتے ہیں اور اس پر مرہم رکھنے میں بھی فکرمند نظر آتے ہیں۔

ان کے من میں ایک ہی دُھن سوار ہے کہ اسلام غالب اور تمام ادیان مغلوب ہو جائیں۔ تمام عالَمِ اسلام اتحادو اتفاق کی لڑی میں پیوستہ ہو کر باہمی اُخوّت و پیار کا مُظہر اور اُلفتُ و ایثار کا پیکر بن جائے۔

اپنے اسی مقصد وغرض کی تکمیل کے لیے انہوں نے اس سے قبل ایک کتاب ''چاند کا پیغام بنی آدمؑ کے نام'' تصنیف فرمائی جو کہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسی سلسلہ کی دوسری کڑی زیرِ نظر کتاب ''حلیۂ محمدِ عربی ﷺ ۔۔ پیغامِ ہدایت'' ہے۔

اس موضوع پر قلم اٹھانا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن تھا مگر ربِّ قُدوس نے موصوف کی دستگیری فرمائی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سچّی محبت کے جذبے نے اس مشکل کو آسان کر دیا۔

محترم نے زیرِ نظر کتاب کو بڑے ہی انوکھے انداز میں مرتب فرمایا ہے جس کا دل پذیر اندازِ تحریر دامنِ دل کو کھینچ کھینچ کر ذوقِ مطالعہ کی طرف لے جاتا ہے۔

جناب مؤلف نے مکمل مہارت اور کامل دسترس کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو مکالماتی انداز میں الفاظ وکلمات کا جامہ پہنا کر نہایت خوب صورتی کے ساتھ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔

جملوں کی سلاست اور روانی کو برقرار رکھ کر شستہ اور عام فہم اسلوب اپنایا ہے۔ نئی نئی تراکیب استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اور قارئین کرام کو ایک نئے رنگ وآہنگ سے روشناس کرایا ہے۔

فاضل مؤلف نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حلیۂ مبارک کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔

اس کتاب میں صاحبِ قلم نے ایک اچھوتا مکالماتی انداز اپنا کر اس طریقہ سے رسالتِ مآب ﷺ کے حلیہ مبارک کا تذکرہ بطور سیرت کے کیا ہے۔ اس نوشتہ میں موصوف نے سراپائے رسول ﷺ سے مستنبط ہونے والے پیغامات کا ایسا حسین رنگ باندھا کہ جس کے سامنے قوسِ قزح کی خوب صورتی بھی ماند دکھائی دیتی ہے۔

یہ سیرت کی کتاب ہے مگر عام سادہ اور مروّجہ سیرت نگاری کے طرزِ تحریر سے ہٹ کر اس میں وعظ وتبلیغ، ترغیب ووعید اور دیگر اہم مضامین کو نبی پاک ﷺ کی ذات اقدس سے اخذ کر کے انہیں ایسے دل نشین پیرائے میں بیان کر دیا گیا کہ جس سے یہ کتاب شرابِ طہور ہوگئی۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کتاب (Two in one) کا مِصداق ہے۔

جناب مؤلف نے اپنے بیانات کو قرآن وحدیث اور قابلِ اعتماد ماخذ ومراجع سے مزین کیا ہے۔ اس سے جہاں موصوف کے مطالعہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ کتاب ایک مستند دستاویز کی حیثیت بھی اختیار کرگئی ہے۔

مصنف محترم کی محنت قابلِ صد تحسین اور کاوش لائق صد تبریک ہے کہ انھوں نے

نہایت جگر کاوی کے ساتھ یہ بلند مرتبہ مجموعہ تیار کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِسے قبولِ عام فرمائے۔ اولادِ آدم (علیہ السلام) اس سے نفع اندوز ہو اور جناب مؤلف کے لیے صدقہ جاریہ بن کر ان کے لیے شفاعتِ رسول ﷺ کے حصول کا باعث بنے (آمین یا رَبَّ الْعٰلَمِیْن)

راقم الحروف آخر میں قارئین کرام کی خدمت میں بصد ادب و احترام یہ التجا کرے گا کہ غور و فکر سے اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اِنْ شآء اللہ اندھیروں سے اجالوں میں آجائیں گے۔

خادم دین وملت

محمد افضل منیر (ایم۔اے پنجاب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ۙ

وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ۝ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً

مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ۝

(سورۃ طٰہٰ ۲۰ / ۲۵ تا ۲۷)

''بولا: اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لیے کھول دے

اور میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے

اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے تا کہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔''

افتتاحیہ

ہادیٔ برحق ﷺ کی ذات اقدس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لکھا جا رہا ہے اور اِن شآءَ اللہ قیامتِ کبریٰ تک لکھا جاتا رہے گا۔

محبوبِ کبریا ﷺ کی سیرت مطہرہ کو تو نقاشِ ازل ہی بخوبی بیان کر سکتا ہے جس نے سرورِ کائنات ﷺ کو تمام قسم کے ظاہری و باطنی اچھائیوں و خوبیوں سے نوازا تو پھر اس میدان میں آدمی کی کیا مجال کہ وہ اپنی کم علمی و کم فہمی کی بنا پر ربِ ذوالجلال کے کامل واکمل رسول ﷺ کے شمائل وفضائل کا کماحقہٗ احاطہ کر سکے!

لیکن اس کمزوری کے باوجود سیرت نگاروں نے حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر لکھنے کی جو سعیٔ جمیل کی ہے وہ یقیناً قابلِ تحسین بھی ہے اور لائقِ تقلید بھی۔

آج تک نہ تو کوئی فرد اپنے مُرشد کی زندگانی کے تمام گوشوں کو بیان کر سکا اور نہ ہی کسی بشر میں اتنی طاقت کہ وہ اپنے پیشوا کی سوانح عمری کو ایسا آشکارا کر سکے جیسا کہ محمد ﷺ کے قلم کاروں نے نمایاں کیا۔

اکثر مصنفین ، مؤلفین اور مؤرخین نے حیاتِ مبارکہ کے ایک ایک گوشہ کو اپنی کتابوں اور سینوں میں ایسا محفوظ کر لیا گویا کہ وہ جواہر ہوں کسی صدف میں یا نگینے ہوں کسی اُنگشتری میں!

ویسے تو مضمون نگاروں نے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بڑی تفسیر و تفصیل سے بیان کیا ہے تاہم آپ ﷺ کے اعضا و جوارح سے بنی نوعِ انسان کو کیا پیغامات ملتے ہیں؟ یہ موضوع ابھی تشنۂ تکمیل تھا اور متقاضی تھا کہ کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بندہ اللہ عزوجل کی توفیق سے سیرت کے اس مستور پہلو کی نقاب کشائی کرے تاکہ دنیا والوں پر واضح ہو جائے کہ نہ صرف خَاتَمِ الانبیاء ﷺ کے اقوال وافعال بلکہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بھی بجائے خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر میرا دل چاہا کہ میں بھی اس پہلو پر خامہ آرائی کروں لیکن اپنی کم ہمتی اور کم مائیگی کا شدید احساس بھی لاحق تھا۔ خیر یہی جذبہ لے کر ایک دن میں اپنے استادِ محترم افضل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اپنی آرزو کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنی ناسمجھی و بے حیثیتی کا بھی تذکرہ کیا۔

انہوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''بیٹا! فکر نہ کیجئے! اللہ جَلَّ شانہ کے ہاں نہ تو صلاحیت درکار ہے اور نہ ہی اسے کسی کی قابلیت سے سروکار ہے۔ اس کے ہاں شرطِ محبوبیت صرف قبولیت ہے۔ تم ''حلیۂ محمدِ عربی۔۔ پیغامِ ہدایت'' لکھنا شروع کردو اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہوگا کیوں کہ اس کا وعدہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ [1]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھادیں گے اور بے شک اللہ خلوص والوں کے ساتھ ہے''۔

یہ نصیحت فرما کر انہوں نے میری ہمت بندھائی۔ پھر اسی دن میں قلم و کاغذ لے کر بیٹھ گیا

لیکن لکھنے سے قبل دعا کرتے ہوئے کہا:

''اے عرشِ عظیم کے ربّ: تیرا یہ عاجز بندہ بغیر تیری توفیق ونصرت کے ایک جملہ تو بہت بڑی بات ہے ایک کلمہ یا ایک حرف تک لکھنے کی نہ تو قوت رکھتا ہے اور نہ ہی حوصلہ۔
پس تو میرے دل ودماغ کے دریچوں کو کھول دے اور میرے قلم میں زور پیدا کردے۔
اے پروردگارِ عالم! تو مجھے اپنی جناب سے ایسا علم عطا کر جو نفع دینے والا ہو اور میرے لیے ایسے اسباب مہیا کر جس سے یہ مشکل ودشوار کام آسان ہو جائے۔
اے اللہ! تو ہی تو ہے جو اپنے بندوں کی لغزشوں اور غلطیوں کو معاف کرنے والا ہے۔
پس میری خطاؤں سے درگزر فرما۔''

مشورہ ودعا کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اِس موضوع پر کام کرنا شروع کر دیا۔
اِس موضوع سے متعلق جو مواد بھی مجھے اَربابِ دانش اور مستند کتب سے حاصل ہوتا اسے تحریر کرتا رہا جسے آج میں آپ حضرات کے سامنے ''حلیۂ محمدِ عربی ۔۔ پیغامِ ہدایت'' کے عنوان سے کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ممکن ہے خاکسار کسی مقام پر لڑکھڑا بھی گیا ہو۔ بندہ اس لغزش پر اپنے رحیم وکریم ربّ سے بخشش ومغفرت کا طلب گار ہے اور ساتھ ہی پڑھنے والوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ مجھ خطا کار کی خطاؤں کو نظر انداز کر کے اطلاع برائے اصلاح دے کر میرے ساتھ عفوودرگزر کا معاملہ فرمائیں۔

والسلام

عمر حیات

ا۔ سورۃ عنکبوت ۶۹/۲۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

(سورۃ التین ۹۵/۴)

''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔''

اعتقاد بر رسولِ اجمل ﷺ

خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ حسین اور خوب صورت بنایا۔

اسے ظاہری حسن و جمال بھی عطا کیا اور باطنی خوبیوں سے بھی نوازا۔
اسے تدبیر وتطہیر کا طریقہ بھی سکھایا اور تسخیرِ کائنات کا سلیقہ بھی سمجھایا۔
اسے ہدایت ومعرفت کا چمکارا بھی عطا کیا اور عروجِ انسانیت کا قرینہ بھی سُجھایا۔
اسے عقل و شعور کا پُتلا بھی بنایا اور علم و حکمت کا مجسمہ بھی ٹھہرایا۔

یہی وجہ ہے کہ انسان اپنی ساخت و بناوٹ، شکل وصورت، عقل وفہم اور علم و دانش کے اعتبار سے تمام ذی روح میں ایک اعلیٰ وارفع مقام کا حامل ہے۔

ان تمام کمالات وعجائبات سے سجا سجایا گلدستۂ حسن اور نمونۂ حُسن و جمال اگر اس عالم میں کوئی ہے تو وہ صرف اور صرف رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی ہے۔
اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ اپنے ظاہری و باطنی محاسن اور عملِ صالح کی بنا پر دنیا بھر کے لوگوں میں ایک باا ثر، معزز اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

مُنَزَّہ'' عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ

فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ (شرف الدین بوصیریؒ)

''صاحبِ جمال ﷺ اپنے محاسن وکمالات میں شریک سے پاک ہیں۔
آپ ﷺ کے حسن وکمال کا جوہر منقسم نہیں ہے''

یعنی حسن و جمال کی تمام رونقیں صاحبِ جاہ وجلال کی ذات اقدس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ ہمیں جہاں کہیں بھی کوئی حسن، خوبی یا عمدگی دکھائی دیتی ہے تو سمجھ لو کہ یہ اُسی آفتابِ عالم تاب ﷺ کی چمک دمک ہے جس کا فیضان تمام ذی روح کے لیے عام ہے۔

فَجَمَالُہٗ مَجْلٰی لِکُلِّ جَمِیْلَۃٍ

وَلَہٗ مَنَارُ کُلِّ وَجْہٍ نَیِّرٗ (السید محمد وفی)

''حضور ﷺ کا حسن تمام خوب صورت چہروں کے لیے آئینہ ہے اور آپ ﷺ کا (تمام بدن) ایک روشن مینار ہے۔ جن (. کی روحانی، جسمانی اور ظاہری روشنی) سے ہر چیز منور و روشن ہو رہی ہے۔

اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں:

''اِنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْتِقَادًا اَنَّہٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ اٰدَمِیٍّ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاھِرَۃِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ سِرُّ ذٰلِکَ اَنَّ الْمَحَاسِنَ الظَّاھِرَۃَ اٰیَات عَلَی الْمَحَاسِنِ الْبَاطِنَۃِ وَالْاَخْلَاقِ الزَّکِیَّۃِ'' [1]

''حضور ﷺ کی ذات اقدس پر اُس وقت کامل ایمان ہوگا جب انسان کے قلب میں یہ پختہ یقین آجائے کہ جو ظاہری حسن و جمال بدنِ مصطفےٰ ﷺ میں نمایاں ہے وہ کسی اور انسان کے جسم میں نہیں ہے کیوں کہ ظاہری شکل وصورت کی لطافت باطنی طہارت و پاکیزگی پر دلالت کرتی ہے''۔

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے، نہ ہم سر، نہ نظیر

نہ کوئی اس کا مماثل، نہ مقابل، نہ بدل (محسن کاکوروی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث مذکورہ فتویٰ کی تائید کرتی ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَحْسَنَ النَّاسِ قَوَامًا وَّ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْھًا وَّ اَحْسَنَ النَّاسِ لَوْنًا'' [2]

''رسول اللہ ﷺ قد و قامت کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین

اور چہرے کی زیبائی اور رنگت کی خوش نمائی کے لحاظ سے

تمام انسانوں میں خوب صورت ترین تھے''۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا:

وَ اَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَ اَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل چہرہ میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا اور برتر انسان کسی عورت نے کبھی نہیں جنا،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں،

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود چاہتے تھے،!

اس بات کا یقین وایمان بھی رکھا جائے کہ خدائے بزرگ و برتر نے عالم افروز صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص علاقے یا طبقے کے لیے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے انسانوں اور جنّات کی رشد وہدایت کے لیے ارسال فرمایا ہے۔

پس فوز وفلاح کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ قرآنِ ناطق صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان کا اتباع اور ادب جان و دِل سے کیا جائے اور اس عالم گیر دعوت اور ہمہ گیر دستورِ حیات کی پیروی کی جائے جسے نگارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لیے لے کر آئے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ یٰاَیُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ" ۝ ۳۰

''آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو!

میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں،

جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،

وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمّی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر

اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آ جاؤ۔''

۱۔ اتحاف السادة المتقین، بیان صورته ﷺ وخلقته، ص۱۴۴، ج۷

۲۔ دیکھیے: کنز العمال، حدیث نمبر ۱۸۵۵۵، ج۷

۳۔ سورۃ الاعراف ۱۵۸/۷

باب اوّل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ

اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ

(سورۃ النور ۲۴/ ۳۵)

''اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے

جس میں چراغ ہو

اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو''۔

خاورِ حجاز ﷺ کی درخشانیاں

وہ بھی کیا اچھا دور تھا کہ جب نور الحق صاحب کی زیرِ نگرانی ہر دو ماہ بعد چند اہلِ علم حضرات کی ایک علمی و ادبی نشست ایک معروف عمارت کے ہال کمرہ میں منعقد ہوتی تھی لیکن جب سے موصوف اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تب سے علم و حکمت کی یہ مجلس کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔

اس انجمن کا کام دینی امور کی تحقیق و تدقیق، اسلامی کتب کی تصنیف و تالیف اور جدید فقہی مسائل کا حل تلاش کرنا تھا۔

میں باقاعدگی سے اس محفلِ دانش میں حاضر ہوتا اور ایک گوشہ میں خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر علما کی عالمانہ و محققانہ گفتگو سنتا اور ان کی نکتہ سنجیوں سے خوب لطف اندوز ہوتا۔ اس علم و ادب کی بزم کا آخری اجلاس ربیع الاول کی یکم تاریخ بروز جمعرات (۱۴۲۵ھ) ہوا تھا۔ اجلاس کے آغاز پر نور الحق صاحب نے سب سے پہلے صاحبِ علم احباب کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور پھر ان سے فرمانے لگے:

''چوں کہ اس ماہ میں خیر البشر ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے۔ اسی لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ آج کی اس پُر رونق تقریب میں ''سیرتِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے'' کا ایک اجمالی تذکرہ کیا جائے تا کہ ذکرِ منصور ﷺ کے نور سے ہمارے قلوب معمور ہو جائیں پھر اس کے بعد مطلوبہ امور زیرِ بحث لائے جائیں گے۔''

جوں ہی حاضرین محفل نے ان کی اس بات کی تائید فرمائی تو نور الحق صاحب نے حافظ متین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ سعادت سب سے پہلے آپ ہی حاصل فرمائیں''۔

انھوں نے نور الحق صاحب کا شکریہ ادا کیا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر فرمانے لگے:

''میں آپ لوگوں کو (سیرت سے متعلق) اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔

ہوا یوں کہ ایک روز مسجدِ نبوی ﷺ میں روضۂ رسول ﷺ کے قریب خوب صورت سائبان تلے بیٹھا مقبرۂ ابو بتول ﷺ کی طرف نظریں جمائے عقیدت سے دیکھ رہا تھا کہ دفعتہً میری نظروں میں حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث پھر گئی جس میں نبی اقدس ﷺ کے بارے میں دو آدمیوں کی بات چیت کچھ اس طرح تھی۔

قَالَ رَاَیْتُ الْبَارِحَةَ ، کُلَّ نَبِیٍّ فِی الْاَرْضِ، مَعَ کُلِّ نَبِیٍّ مِّنْھُمْ اَرْبَعَةُ مَصَابِیْحَ مِصْبَاحٌ'' مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِصْبَاحٌ'' مِّنْ خَلْفِهٖ وَ مِصْبَاحٌ'' عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَ مِصْبَاحٌ'' عَنْ یَّسَارِهٖ وَمَعَ کُلِّ رَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ مِصْبَاحٌ'' مِصْبَاحٌ'' اِذْ قَامَ رَجُلٌ'' مِّنْھُمْ فَاَضَآءَتِ الْاَرْضُ، فِیْ کُلِّ شَعْرَةٍ فِیْ رَاْسِهٖ مِصْبَاحٌ'' قُلْتُ مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوْا مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ) فَقَالَ کَعْبٌ'' رضی اللہ عنہ لِلْمُحَدِّثِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ عَمَّنْ تُحَدِّثُ؟ قَالَ عَنْ رُّؤْیَا رَأَیْتُهَا الْبَارِحَةَ. فَقَالَ کَعْبٌ'' رضی اللہ عنہ وَاللّٰهِ لَکَنَّکَ (بِمَعْنٰی لَکَاَنَّکَ) نَشَرْتَ التَّوْرَاةَ فَقَرَأْتَ ھٰذَا فِیْھَا!

(ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا:)

''میں نے گذشتہ شب ایک خواب دیکھا۔(کیا دیکھتا ہوں کہ) تمام انبیا علیہم السلام رُوئے زمین پر موجود ہیں اوران میں سے ہر نبی کے پاس چار چراغ ہیں۔ ایک چراغ اس کے سامنے ہے دوسرا اس کے پیچھے ہے۔تیسرا اس کے دائیں اور چوتھا اس کے بائیں جانب ہے اور ہر وہ شخص جوان کے ساتھ ہے اس کے پاس بھی ایک چراغ ہے۔

(پھر کیا دیکھتا ہوں کہ) اسی اثنا میں ان میں سے ایک شخص اٹھتا ہے جس کی روشنی سے تمام زمین بُقعۂ نور بن جاتی ہے۔

(یہ دیکھ کر میری عقل دنگ رہ گئی) کہ اس کے سر کا ہر بال ایک روشن چراغ ہے۔

میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟

تو انبیا علیہم السلام نے فرمایا: ''یہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ (جو اس وقت ان کے قریب ہی پیچھے بیٹھے ہوئے تھے) نے اس خواب سنانے والے سے پوچھا!

''اے اللہ کے بندے! تم نے یہ حکایت کہاں سے لی؟

اس نے کہا: ''یہ خواب ہے جو میں نے گزشتہ شب دیکھا''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم اگر آپ تورات کھولیں تو اس میں (محمد ﷺ) کے متعلق یہی کچھ پائیں گے''۔

یہ حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد حافظ متین صاحب فرمانے لگے:

''جوں ہی یہ حدیث مقدسہ ختم ہوئی میری زبان پر درود و سلام کا ورد جاری ہوگیا۔ میں نے پاس ہی رحل پر رکھا ہوا قرآن پاک اٹھایا تاکہ کچھ دیر تلاوت کرلوں۔ فرقانِ حمید کھولا ہی تھا کہ میری نظر سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۵ پہ جم گئی۔حاشیہ پر نگاہ دوڑائی

تو "مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوۃٍ" کے بارے میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث دکھائی دی۔ جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مثال سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی ہے۔

انھوں نے اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرمایا:

"مِشْکٰوۃٍ" (طاق) سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے۔ جب کہ "زُجَاجَۃٍ (شیشہ) سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہے اور اس میں "مِصْبَاحٌ" سے مراد چراغِ نبوت ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت کا اعلان نہ بھی فرماتے تب بھی یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نبی و رسول ہیں۔ جس طرح زیتون کے تیل کو اگر آگ نہ بھی چھوئے تب بھی وہ بھڑک اٹھتا ہے"۔ [۲]

اور فرمایا: "اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ

مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط کا مصداق خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اس کا مصداقِ عام "مومن کا دل" ہے"۔

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "گویا مومن کا سینہ ایک طاق (مشکوٰۃ) کی مانند ہے جب کہ اس کا دِل (زُجاجۃ) کی مثل ہے جس میں (قرآن اور ایمان کا) ایک روشن چراغ ہے جو اپنی نورانی کرنیں بکھیر کر ظلمتِ کفر کو بقعۂ نور بنا دیتا ہے۔ جس طرح چراغِ آسمان چاند کو اپنی ضیا سے روشن و منور کرتا ہے اسی طرح چراغِ عالمِ افروز (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) رُشد و ہدایت کے نور سے قلبِ مومن کو ضیا افروز بنا دیتے ہیں۔

یہ ارشادات فرمانے کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

ان کے بیان کے بعد علامہ شامل نے اسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

قلبِ منیرﷺ کی ضوافشانیاں

سراجِ منیرﷺ کا سراپا نبوت ورسالت سے قبل بھی درخشاں تھا اور بعثت کے بعد بھی تاباں تھا۔

آفتابِ نبوتﷺ سے نکلنے والی پُر نور شعاعیں جس سے بھی چھو جاتیں اُسے روشن ومنوّر کر دیتیں۔

فطرتِ سلیمہ رکھنے والے اس چمکتے دمکتے دیپ پر نظر ڈالتے ہی پہچان لیتے اور بلا تامل کہہ اٹھتے کہ یہ نورانی شفق کا ٹکڑا حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

لِمَ لَایُضِیْٓءُ بِکَ الْوُجُوْدُ وَ لَیْلُہ‘

فِیْہِ صَبَاحٌ مِّنْ جَمَالِکَ مُسْفِر‘ (السید محمد وفی)

''رشکِ قمرﷺ کے انوار سے سارا عالمِ وجود اور اس کی رات کیوں نہ چمک اٹھے کیوں کہ اس میں ایسی صبح ہے جو رُخِ رخشاںﷺ کے جمال کے صدقے روشن ہے''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ۔

''اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمدﷺ اور ان کی آل پر ان کے حسن و جمال جتنا درود بھیج''۔

علامہ شامل نے نبی کریمﷺ کی شان میں یہ بھی فرمایا:

''یہ وہی ضیا افروزﷺ ہیں جن کا سینہ کشادہ اور قلب انوارِ ربانیہ سے معمور ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝

الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۝ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝ ۳؎

''کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی پشت توڑ رکھی تھی اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کر دیا''۔

علامہ نے سوال کرتے ہوئے پوچھا:

''وہ کون سا عظیم الشان بار آپ ﷺ پر تھا جس سے آپ ﷺ اتنا گراں بار ہو رہے تھے؟

پھر خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ ﷺ کی ہمتِ عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی تھی۔ قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے ان پر فائز ہونا دُشوار معلوم ہوتا ہوگا۔ اللہ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا، وہ دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکا ہوگیا''۔[۴]

یہ ارشاد فرما کر انہوں نے سکوت اختیار کر لیا۔

ان کے بعد پروفیسر خلیل صاحب نے (اسی موضوع پر بولنے کی) اجازت چاہی۔

اجازت ملتے ہی انھوں نے فرمایا:

دلِ روشن کی اُڑان

''نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے تذکرے سے میرا خیال مختلف سمتوں میں دوڑنے لگا ہے اور ذہن میں یہ سوال اُبھرنے لگا کہ ہم اپنے جسموں اور دلوں کو کیسے روشن اور پاک صاف کریں؟ کیوں کہ جہاں تک آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات اقدس کا تعلق ہے تو ان کا کیا کہنا!۔ وہ تو بذاتِ خود نور کا ایک بحرِ ذخار ہیں''۔

یہ ارشاد فرمانے کے بعد پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''یقیناً اگر ہم اس نور کے دریا، رسولِ خدا ﷺ کے حلیہ مبارک اور ان ﷺ کے اقوال و افعال سے چلّو بھر بھر کر پییں گے یعنی اِن پر عمل پیرا ہوں گے اور (وحی کے)

اس نتھرے پانی سے اپنے جسموں کی باقاعدگی سے صفائی بھی کرتے رہیں گے تو پھر ہمارے اندر نہ تو کوئی (کفر و شرک، کینہ و بغض اور حسد و تکبر وغیرہ کی) گندگی رہے گی اور نہ پھر ہمارے اعضاو جوارح سے کسی قسم کی کوئی (نافرمانی و سرکشی کی) بُو آئے گی''۔

یہ فرمانے کے بعد پروفیسر صاحب نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ ۵

''سو جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا، اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر چل رہا ہے۔ کیا ایسا شخص اور جن کے دل سخت ہیں برابر ہو سکتے ہیں؟ سو بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے سخت ہیں۔ یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں''۔

پروفیسر صاحب نے اس آیتِ کریمہ کی وضاحت فرمائی:

''یعنی کیا! وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے لیے کھول دیا ہو اور وہ نورِ شریعت کی طاقت کے بل بوتے پر اللہ جل شانہ کے راستے میں بھی اُڑا چلا جا رہا ہو۔ برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے جس کا دِل بند اور پتھر سے زیادہ سخت ہو اور وہ اوہام و رسوم کے اندھیروں میں بھی ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو؟''

یہ سنتے ہی اہلِ مجلس نے کہا: ''نہیں، ہرگز نہیں''۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے فوراً کہا:

''دیکھیے! جب تک ہم اپنے دلوں کو نورِ محمدی ﷺ سے معمور، نگاہوں کو نگاہِ رسول ﷺ سے پُر نور اور جسموں کو سراجِ منیر ﷺ سے روشن و منور نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک نہ تو ہم اونچی پرواز کر سکتے ہیں اور نہ ہی معراجِ انسانیت کی بلندیوں کو چھو سکتے ہیں''۔

پروفیسر صاحب نے تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر اسی بیان پہ اکتفا کیا۔

خداوند قدوس کے دُلارے قلوب

ان کے بعد صادق امین صاحب نے درود شریف پڑھ کر فرمایا کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اٰنِیَۃً مِّنْ اَھْلِ الْاَرْضِ وَ اٰنِیَۃُ رَبِّکُمْ قُلُوْبُ عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ وَ اَحَبُّھَآ اِلَیْہِ اَلْیَنُھَا وَ اَرَقُّھَا'' ۶

''زمین کے بسنے والے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں اور تمہارے ربّ کے ظروف اس کے نیک بندوں کے قلوب ہیں۔ ان میں سے بھی اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا وہ بندہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے زیادہ نرم و ملائم ہو''۔

انہوں نے فرمایا:

''اللہ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر بھلا کس کا دل خلائق کی تکلیفوں پر رنجیدہ و افسردہ ہو سکتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو آپ ﷺ سے بڑھ کر خلقِ خدا کے لیے لطافت و ملائمت کے جذبات رکھتا ہو!''

یقیناً تقدس مآب ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسی لیے محبوبِ سبحانی ﷺ کا دل اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزیز ترین اور نزدیک ترین ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں بھی ایک عمدہ اور پاکیزہ دل کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا:

قَلْبٌ '' اَجْرَدُ فِیْہِ مِثْلُ السِّرَاجِ یُزْھِرُ ......

فَاَمَّا الْقَلْبُ الْاَجْرَدُ فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ سِرَاجُہٗ فِیْہِ نُوْرُہٗ ۷

'' ایسا دل صاف شفاف ہوتا ہے ...... یہ (دل) دیپ کی مانند چمکتا ہے ......

پس صاف و خالص دل مومن کا دل ہے۔ اس کا چراغ (قلب) اس کے نور (ایمان) سے (دمکتا ہی رہتا) ہے۔''

پھر انھوں نے دل کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

''دل ایک آئینہ کی طرح ہے جسے خواہشات اور گناہوں کی دبیز تہیں اندھا کر دیتی ہیں۔ اگر انسان ندامت کے ساتھ آنسو بہاتا ہوا اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا رہے اور حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتا ہوا اپنے دل کو ربِ کائنات کے حضور پیش کر دے تو خدائے رحمٰن بھی اپنے بندے پر رحمت نچھاور کرتا ہوا اس کے دھندلے آئینہ پر نور کا مینہ برسا کر چمکا دیتا ہے۔

اگر انسان دائمی طور پر اپنا دل باری تعالیٰ کی طرف پھیر دے اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی ضیا افروز کرنوں کی طرف کر دے تو پھر ربّ ذوالجلال بھی اس کے دل میں ایسی روحانی قوت اور زندہ تمنا بھر دیتے ہیں کہ جس کے بل بوتے پر یہ خاک کا پتلا وہ کچھ کر دکھاتا ہے جسے دیکھ کر فرشتے بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر انسان اپنے دل کا پیالہ سراجِ منیر ﷺ کی نورانی کرنوں سے بھرتا رہے تو خورشیدِ رسالت ﷺ کی یہ روحانی تجلیات نہ صرف اس کا قلب روشن و منور کر دیتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان روحانی شعاعوں کی برکات سے اس کے قلب کو خود منبعِ نور بنا دیتا ہے جس سے نور چھلک چھلک کر اس کے تمام وجود میں ایسے سرایت کر جاتا ہے جیسے بدنِ انسانی میں خون۔

انہی انوار سے انسان کے اعضا و جوارح ایسے چمک اٹھتے ہیں جیسے آئینہ سورج کی شعاعوں سے دمک اٹھتا ہے پھر ایسے ہی صاف و شفاف آئینہ میں انسان وہ کچھ دیکھنے لگتا ہے جس کا وہ خود بھی خیال و گمان تک نہیں کر سکتا ایسے ہی قلب سے علم و حکمت کی ضیا بار کرنیں پھوٹ کر تاریکیوں میں نور کا مینہ برسا کر انھیں اجالوں میں بدلتی ہوئی نمایاں دکھائی دے رہی ہوتی ہیں۔''

یہ کہہ کر صادق امین صاحب خاموش ہو گئے۔ ان کے بعد نورالحق صاحب نے مفتی مجیب صاحب سے درخواست کی کہ وہ بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔
نورالحق صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:

قلبِ سلیم کے ناز و نعم

دیکھیے! ہم نبی کریم ﷺ کی ضیا فشانی سے اپنی شخصیت کو اسی وقت درخشاں و تاباں بنا سکتے ہیں جب کہ ہم صاف، عمدہ اور پاکیزہ دل رکھتے ہوں۔ دوسروں کے لیے نرم گوشہ اور زبان شیریں رکھتے ہوں۔ اللہ ہی کی بندگی اور اس کے نبی ﷺ کی فرماں برداری کرتے ہوں۔ اپنا وقت خدا کی یاد اور اس کی مخلوق کی خدمت گزاری میں لگا دیتے ہوں۔ اللہ جل شانہ کے لطف و کرم کی امید اور اس کے قہر و جلال کا خوف بھی رکھتے ہوں تو پھر ان ہی کو اللہ تعالیٰ انعام و اکرام میں بھی وہ کچھ عطا کرتے ہیں جس کا بندہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ۙ۝ لا ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ۝ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ'' ۝ ۸

''غرض جو بھی کوئی خدائے رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہو گا اور رجوع ہونے والا دل لے کر آئے گا اس کو حکم ہو گا کہ اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ دن ہمیشگی کا ہے۔ ان لوگوں کو وہاں سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زائد ہے''۔

مفتی صاحب نے اتنے بیان پر اکتفا فرمایا۔
ابھی اور بھی کئی اہلِ علم حضرات اس موضوع پر بولنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ

نورالحق صاحب نے عرض کی:

''یقیناً نبی پاک ﷺ کی شان اقدس کا جتنا بھی ذکر کیا جائے کم ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت، سیرت اور صفات اس قدر اکمل، جامع اور بکثرت ہیں کہ ان کا احاطہ کم تر انسان کے بس میں کہاں؟ اسی لیے جو کچھ بیان ہوا ہے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ربِّ ذوالجلال سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری روحوں اور جسموں کا تعلق اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ سے جوڑ دے جن کی اطاعت سے افسردہ روحیں تر و تازہ اور مردہ جسم زندہ ہو جاتے ہیں''۔

سب نے اس دعا پر آمین کہا۔ پھر قدرے وقفے کے بعد وہ حضرات دوسرے اہم دینی امور میں مگن ہو گئے۔

۱۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفتہ وما نشرت بہ الانبیاء وامُمُھا، ص۳۹۰ تا ۳۹۱، ج۳

۲۔ دیکھیے: تفسیر البغوی (تفسیر معالم التنزیل) ص۴۱۷، ج۳

۳۔ سورۃ الم نشرح ۹۴/۱ تا ۴

۴۔ دیکھیے تفسیر عثمانی، زیر تفسیر سورۃ الم نشرح ۹۴/۱ تا ۴ حاشیہ نمبر۵

۵۔ سورۃ الزمر ۳۹/۲۲

۶۔ کنز العمال، الفصل الثالث فی خطراتِ القلب، تقلبہ. فرع فی النھی عن الکلام فی ذاتِ اللہ من الاکمال، حدیث نمبر ۱۲۰۷، ص۲۴۱، ج۱

۷۔ مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی قلب المومن وغیرہ ص۶۳، ج۱

۹۔ سورۃ ق ۵۰/۳۳ تا ۳۵

باب دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥

(سورۃ بقرہ ۲/۱۴۶)

''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا ہی پہچانتے ہیں
جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے،
ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے''

کوہِ فاران کا نیرِ تاباں ﷺ

ایک روز میرا ایک عزیز ثناء اللہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا:

''آؤ! آج اُس اللہ والے کی زیارت کر آئیں''۔ میں نے پوچھا: ''کس اللہ والے کی؟''

فرمانے لگے: ''محمد حسیب صاحب کی''۔ میں نے کہا: ''میں نے ان کا نامِ نامی تو سنا ہے لیکن ان سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی''۔ کہنے لگے:

''تو پھر آیئے! آج ہی ان سے مل آئیں۔ انھیں دیکھتے ہی آپ کہہ اٹھیں گے کہ واقعی یہ صاحبِ نظر بزرگ ہیں۔''

میں نے کہا: ''بھائی مجھے تو ایسے ہی خدا رسیدہ بزرگوں کی تلاش رہتی ہے۔''

فرمانے لگے: ''پھر دیر کس بات کی۔ جلدی کرو چلیں۔''

خیر ہم نے ان سے ملنے کے ارادے سے سفر شروع کر دیا اور تقریباً تین گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد آخر کار ہم ان کے گاؤں پہنچ گئے۔

پتا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ مسجد سے مُلحق اپنے حجرے میں تشریف فرما ہیں۔

ہماری دستک سنتے ہی دروازہ کھولا اور بڑے ہی پرتپاک انداز سے ہمارا خیر مقدم کیا۔

ثناءاللہ سے تو ان کی خوب شناسائی تھی لیکن مجھ سے ناواقف تھے۔ ان کے پوچھنے پر ثناءاللہ نے میرا مختصر سا تعارف کرایا۔

سب سے پہلے انھوں نے ہماری آبِ زم زم اور کھجوروں سے خاطر تواضع فرمائی۔ تب ہم جانے کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت سے نوازا ہے۔ ہم نے انھیں فریضۂ حج کی ادائیگی پر مبارک باد دی اور ساتھ ہی درخواست کی کہ وہ ہمارے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ جل شانہ ہمیں بھی مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائے۔ انھوں نے ہمارے لیے دل جمعی کے ساتھ دعا فرمائی۔

اس کے بعد چائے پیش کی گئی۔ اس دوران ثناءاللہ نے محمد حسیب صاحب سے پوچھا:

''حضرت! حج کا سفر کیسا رہا؟'' انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ سفر اگرچہ مشقتوں سے خالی نہیں لیکن اس میں جو بے شمار مادی وروحانی اور انفرادی واجتماعی فوائد ہیں وہ کسی اور عبادت میں نہیں۔''

ثناءاللہ نے عرض کی: ''کوئی عجیب وغریب واقعہ جو آپ کو اس مسافرت میں پیش آیا ہو، ہمیں بھی سنائیں تاکہ ہمارا ایمان بھی تازہ ہو جائے۔'' اس پر انھوں نے برجستہ کہا:

وہ نظر نواز تجلیاں، وہ سکوتِ دل، وہ سکونِ جاں
یہ کسے مجال مِلا سکے جو نظر کو پردۂ نور سے؟ (حمید صدیقی)

شعر سنانے کے بعد فرمانے لگے:

''اس سفر کا ایک ایک لمحہ وثانیہ بڑا ہی تعجب انگیز ہوتا ہے۔ اس سفر میں انسان بڑی ہی عجیب وغریب چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ میرے لیے تو وہ یقیناً ایک عجب وقت تھا۔ میں آپ لوگوں کو ان کیفیات وحالات کا کیا بتاؤں''؟

ثناء اللہ نے اصرار کرتے ہوئے کہا" کچھ تو ارشاد ہو"

فرمانے لگے:"لو، پھر سنو! ایک دن میں روضہ طیبہ کے سامنے بیٹھا ہدیہ درود وسلام پیش کر رہا تھا کہ ایک خوب رُو نوجوان میرے پہلو میں آ بیٹھا اور زیرِ لب سلام و نیاز پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آنسوؤں کے نذرانے بھی نذر کرتا رہا۔

ہم دونوں جب اپنے اپنے وظائف سے فارغ ہوئے تو میں نے اس سے علیک سلیک کے بعد پوچھا:" آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ اس نے جواب دیا:" یمن سے" میں نے کہا:" وہ یمن جس کے بارے میں سرورِ عالم ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَفِیْ یَمَنِنَا [1]

"اے اللہ! ہمارے لیے شام ویمن کو بابرکت بنا دے"

اس نے مسرور لہجے میں کہا:" جی ہاں! وہی یمن"۔

میں اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس سے مختلف سوالات کرتا رہا اور وہ مجھے بڑی شیریں زبان میں جوابات دیتا رہا۔ اس کی شائستہ و عمدہ گفتگو سن کر مجھے اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان عالمِ دین ہے۔ اب میں بے تکلفی سے ہٹ کر ادب واحترام کی کیفیت میں آ گیا۔ میں نے ان سے درخواست کی" وہ یمنی محدثین میں سے کسی کی کوئی حدیث سنائیں" وہ نوجوان فاضل میری التجا کے جواب میں فرمانے لگے:

"میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق میں شمائلِ نبوی ﷺ کے باب میں لکھی ہے":

"ایک مرتبہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کو رسولِ خدا ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی غرض سے یمن بھیجا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَا نِّی لَا خُطُبُ یَوْماً عَلَی النَّاسِ وَ حِبر'' مِّنْ اَحْبَارِ الْیَھُوْدِ وَاقِف'' فِیْ یَدِہٖ سِفْر'' یَنْظُرُ فِیْہِ فَنَادٰی اِلَیَّ ، فَقَالَ: صِفْ لَنَا اَبَاالْقَاسِمِ ، فَقَالَ عَلِیّ'' : رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ، وَلَیْسَ بِالْجَعْدِالْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ ھُوَرَجِلُ الشَّعْرِ اَسْوَدُہٗ، ضَخْمُ الرَّأْسِ، مُشْرَب''لَوْنُہٗ حُمْرَۃً عَظِیْمُ الْعَیْنَیْنِ، شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ، طَوِیْلُ الْمَسْرُبَۃِ وَ ھُوَ الشَّعْرُ الَّذِیْ یَکُوْنُ فِی النَّحْرِ اِلَی السُّرَّۃِ اَھْدَبُ الْاَشْفَارِ، مَقْرُوْنُ الْحَاجِبَیْنِ صَلْتُ الْجَبِیْنِ بَعِیْدُمَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ اِذَا مَشٰی یَتَکَفَّاءُ کَاَنَّمَا یَنْزِلُ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ اَرَقَبْلَہٗ مِثْلَہٗ وَ لَمْ اَرَبَعْدَہٗ مِثْلَہٗ

''میں ایک دن (یمن) کے لوگوں کو وعظ کر رہا تھا۔ اس (مجمع میں) میں نے یہودیوں کے ایک عالم کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جسے وہ دیکھتا چلا جاتا تھا۔ اس نے مجھے پکارتے ہوئے کہا: (جناب)

''ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ تو فرمائیں!''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے (صاحب جمال صلی اللہ علیہ وسلم کے خدوخال کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کوتاہ قامت ہیں اور نہ ہی زیادہ لمبے (بلکہ میانہ قد ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفیں نہ تو بہت زیادہ گھنگریالی ہیں اور نہ ہی بالکل سیدھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال قدرے خم دار گھونگریالے (اور) سیاہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ انور (اعتدال کے ساتھ) بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل ہے۔ (سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک آنکھیں (نہایت پیاری پیاری اور) بڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک پُرگوشت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارکہ پر بالوں کی ایک باریک دھاری ہے۔ وہ دھاری سینہ سے ناف تک ہے۔

(نبی اقدس ﷺ) کی پلکیں دراز اور ابروئیں پیوستہ ہیں۔ آپ ﷺ کی پیشانی مبارکہ کشادہ ہے۔ آپ ﷺ کے مونڈھوں کے درمیان کا فاصلہ (دوسروں کی نسبت قدرے) زیادہ ہے (اللہ کے رسول ﷺ) جب چلتے تو ایسا لگتا گویا کہ وہ اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں۔

(انھوںؓ نے فرمایا)

''میں نے آپ ﷺ جیسا (حسین وجمیل انسان) نہ تو پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں دیکھا''

(جوں ہی حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہہٗ یہ کہہ کر خاموش ہوئے) تو یہودی عالم پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی صفات بیان کرتے ہوئے کہنے لگا:

فِیْ عَیْنَیْہِ حُمْرَۃٌ حَسَنُ اللِّحْیَۃِ، حَسَنُ الْفَمِ، تَامُّ الْاُذُنَیْنِ، یُقْبِلُ جَمِیْعًا وَّ یُدْبِرُ جَمِیْعًا.

فَقَالَ عَلِیٌّ '' ھٰذِہٖ وَاللّٰہِ صِفَتُہٗ فَقَالَ الْحِبْرُ: وَشَیْءٌ'' اٰخَرُ قَالَ عَلِیٌّ '' وَمَاھُوَ؟ قَالَ الْحِبْرُ: وَفِیْہِ جَنَآءٌ'' قَالَ عَلِیٌّ '': ھُوَالَّذِیْ قُلْتُ لَکَ کَاَنَّمَایَنْزِلُ مِنْ صَبَبٍ قَالَ الْحِبْرُ: فَاِنِّیْ اَجِدُ ھٰذِہِ الصِّفَۃَ فِیْ سِفْرِ اٰبَآئِیْ، ......

قَالَ عَلِیٌّ'' ؓ: ھُوَ ھُوَ، وَھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ''

''ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں اور ان کی داڑھی (بھی) بے حد خوب صورت ہے۔ ان کا منہ نہایت ہی حسین وجمیل ہے۔ ان کے کان (مبارک) کامل ومکمل ہیں۔ جب سامنے دیکھتے تو پورے بدن کو پھیر کر دیکھتے اور جب پیچھے نظر ڈالتے تب بھی مکمل پشت پھیر کر نگاہ کرتے۔''

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہہٗ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہی آپ ﷺ کی خوبی ہے''

اس یہودی عالم نے کہا: ''ان کا ایک اور امتیازی وصف بھی ہے''

حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا: ''وہ کون سا؟''

اس نے کہا: ''آپ ﷺ کی پشت پر (مہرِ نبوت کا) نشان ہے''۔

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہٗ نے فرمایا: ''یہ وہی ہستی ہیں جن کے بارے میں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جب آپ ﷺ روانہ ہوتے تو ایسا لگتا ہے گویا کہ وہ کسی اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں''۔

اس صاحب علم وفضل یہودی نے کہا:

''یہ اوصاف میں نے اپنے آباؤاجداد کی مقدس کتاب (تورات) میں پائے ہیں۔''

(ان محاسن کے علاوہ بھی اس یہودی عالم نے رحمتِ عالم ﷺ کی بہت سی خوبیاں بیان کیں) پھر اس کے بعد اس یہودی عالم نے بھرے مجمع میں اقرار وتصدیق کرتے ہوئے برملا کہا:

''فَاِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّہٗ نَبِیّ'' وَاَنَّہٗ رَسُوْل'' وَاَنَّہٗ اُرْسِلَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔''

اورکہا: ''فَعَلٰی ذٰلِکَ اَحْیٰی.'' اسی پر میرا جینا ''وَعَلَیْہِ اَمُوْتُ'' اور اسی پر میرا مرنا ہے ''وَعَلَیْہِ اُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ'' [۲] اور اسی پر میں ان شآءاللہ اٹھایا جاؤں گا۔

یمنی عالم کی بیان کردہ حدیث مبارکہ سنانے کے بعد محمد حسیب صاحب نے فرمایا:

''سفرِ حرمین شریفین سے واپسی پر ایک دن میرا ذہن ماضی کی یادوں میں کھو گیا اور ایک ایک گزری ہوئی بات کا خیال آنے لگا۔ مجھے اس یہودی عالم کی بخت آوری پر رشک آنے لگا کہ اسے صحیفہ آسمانی میں اللہ کے رسول ﷺ کی صفات کی جوں ہی تصدیق ملی تو فوراً حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا جب کہ دیگر یہودی حق چھپا کر مجرمانہ خیانت کے مرتکب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اسی خیال کے ساتھ میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ کیا

سرورِ عالم ﷺ کے قدسی صفات کے ساتھ ان کے ساتھیوں کے اوصاف بھی اپنے نبی کریم ﷺ کے مناقب کے ساتھ آسمانی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔؟ اس کا جواب مجھے فوراً آیت مقدسہ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ [۳] کی صورت میں ملا۔ یعنی! ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔

سماوی کُتب میں صفاتِ محبوب ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

''خداوند سینا سے آیا اور ساعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہُوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی۔'' [۴]

خداوند کا سینا سے آنا موسیٰ علیہ السلام پر طُورِ سینا سے تورات اُتارنا ہے۔

ساعیر سے ظاہر ہونے کا مطلب عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اُتارنا ہے۔

(کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارضِ مقدس ساعیر کی ایک بستی ناصرہ سے تعلق رکھتے ہیں)

اور کوہِ فاران سے اللہ تعالیٰ کا جلوہ گر ہونا مکہ کے پہاڑوں سے محمد ﷺ کو تمام عالَم کی ہدایت کے لیے نورِ نبوت دے کر بھیجنا ہے اور لاکھوں قدسیوں سے مراد فرشتہ خصلت صحابہؓ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ جن کی تعداد و تقدیس کا مظاہرہ سن 10 ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر دیکھا گیا اور آتشی شریعت بھی ہمارے رسول ﷺ کی ہے۔

یوحنا میں آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیش گوئی موجود ہے۔

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیوں کہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں'' [۵]

یہ دنیا کے سردار۔ وہی سرورِ کائنات ﷺ ہیں جنہیں عیسیٰ علیہ السلام احمد ﷺ کہتے ہیں

اور آپ ﷺ کی ان الفاظ میں بشارت سناتے ہیں:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ ط ۶

''اور (میں) خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا''

حضرت ابن مریم علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمھیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ ۷

انسائیکلو پیڈیا میں بھی لکھا ہے

"Muhammad (PBUH) was one of the most influential men of all time ۱

محمد ﷺ کی شخصیت تمام ادوار کے انسانوں میں سب سے زیادہ متاثر کن تھی''

افضلیت پہ تیریؒ مشتمل آثار کتب،

اولیت پہ تریؒ متفق ادیان و ملل (محسن کاکوروی)

محمد حبیب صاحب، آپ ﷺ کی شان میں یہ گزارشات بیان کرنے کے بعد فرمانے لگے:

''اگر کوئی ان سب نشانیوں، پیش گوئیوں اور ظاہری محاسن وخوبیوں کا علم رکھتے ہوئے بھی رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﷺ پر محض ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتا تو نہ لائے لیکن یاد رہے کہ اس جرم کی پاداش میں خالق دو جہاں بھی اسے ملعون ومردود اور اپنی رحمت وہدایت سے کوسوں دور کر دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسوں کو ہدایت دے بھی کیسے کہ جب ان کے پاس شہرہ آفاق رسول ﷺ آئیں تو مذاق وتکبر سے کہنے لگیں:

''قُلُوْبُنَا غُلْفٌ'' ''ہمارے دلوں پر غلاف ہے اور (فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا

بہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ) 9

''پھر جب ان کے پاس وہ (نبی آخر الزماں ﷺ) آ گیا جس کو (خوب) پہچانتے تھے تو اسی سے کفر کر بیٹھے۔ سو کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

لیکن ان کے برعکس ایسے سلیم الفطرت لوگ بھی ہیں جو خاتم المرسلین ﷺ کے رسولِ برحق ہونے کا برملا اعتراف واقرار کرتے ہی رہتے ہیں۔

خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کا اقرار

انہی سعید روحوں میں ایک وہ یہودی بھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے پاس کنیسہ جا کر اس کی عیادت کریں۔

چناں چہ آپ ﷺ یہودیوں کے عبادت خانہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے کچھ یہودیوں کو بیٹھا پایا۔ ان میں ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اللہ کے نبی ﷺ کی صفات پر پہنچا تو فوراً رک گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

''تم کیوں خاموش ہو گئے؟'' ان ہی میں ایک جانب پڑا ہوا بیمار یہودی فوراً بول اُٹھا:

''کیوں کہ اس کے بعد خداوند عالم کے (آخری) نبی رحمتِ عالم ﷺ کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں اس لیے یہ رک گئے۔''

پھر وہ مریض یہودی خود اُٹھا اور تورات لے کر اسے پڑھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ جب وہ ابوالقاسم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف پر پہنچا تو وہ برملا کہہ اٹھا۔

''یہ ہیں آپ ﷺ کی صفات اور آپ ﷺ کی اُمت کی خوبیاں!''

اور پھر کہنے لگا:

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔'' ۱۰

اسی اقرار کے ساتھ ہی وہ دینِ محمدی ﷺ میں داخل ہو گیا۔

ایسے ہی لوگوں کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اللہ جل شانہ نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ ۱۱

''جو لوگ اس اُمّی رسول و نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں توریت اور انجیل میں انہیں وہ نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں جائز بتاتا ہے اور ان پر گندی چیزیں حرام رکھتا ہے اور ان پر سے بوجھ اور قیدیں جو ان پر (اب تک) تھیں اتار دیتا ہے۔

سو جو لوگ اس (نبیؐ) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا۔ سو یہی لوگ تو ہیں (پوری) فلاح پانے والے۔''

محمد حسیب صاحب نے جوں ہی آیت مبارکہ کا ترجمہ ختم کیا اور ابھی آگے کچھ فرمانے ہی والے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

''کون؟'' باہر سے آواز آئی۔ ''اُستاد جی! انجینیر عبداللہ صاحب تشریف لائے ہیں۔''

''اچھا، بیٹا! ٹھیک ہے۔'' یہ سن کر حسیب صاحب فوراً اُٹھے اور اپنے خلوت خانہ سے نکل پڑے اور چند لمحات کے بعد مہمانِ گرامی کے ساتھ اپنی کوٹھڑی میں واپس تشریف لے آئے۔

ہم نے بھی آنے والے مہمان سے مصافحہ کیا۔ حسیب صاحب نے ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے عبداللہ صاحب کو بتایا کہ یہ مہمان مجھے ملنے کے لیے بہت دُور سے تشریف لائے ہیں"۔
اُنھوں نے دعا دیتے ہوئے کہا: "اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے۔"

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ہم نے حسیب صاحب سے اجازت چاہی اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ واپسی کے وقت بھائی ثناء اللہ نے کہا:
"جس طرح پاکیزہ غذا، صاف ستھری آب وہوا، شفاف اور تازہ پانی جسمانی صحت کے لیے ضروری ہے اسی طرح نیک اور اچھے لوگوں کی رفاقت، ابرار صالحین کی ہم نشینی روحانی صحت کے لیے ضروری ہے اور بہترین انسان وہی ہوتا ہے جس کا جسم اگر تنومند اور توانا ہے تو روح بھی فرحاں وشاداں ہو۔" [۱۲]
اور مزید کہا: "یقیناً محبوبِ حقیقی سے لو لگانے والوں کے پاس بیٹھنے سے نبی کریم ﷺ کا سچا عشق بھی حاصل ہوتا ہے اور ربّ رحیم کی خوشنودی ورضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ بزرگوں کی صحبت سے سینہ بھی کھلتا ہے اور دِل کی کلی بھی کھلتی ہے۔"

۱۔ البخاری الجامع الصحیح، کتاب الاستسقاء باب ماقیل فی الذلازل و الایات، ص۳۵۱، ج۱

۲۔ تاریخ مدینہ دمشق ،باب صفۃخلقہ و معرفۃخلقہ ص۲۴۹ تا۲۵۰، ج۳

۳۔ سورۃالفتح ۲۹/۴۸

۴۔ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ، استثناء، ب۳۳ آیت نمبر۲، ص۲۰۱

۵۔ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ، یوحنا، ب۱۴ آیت نمبر۳۱

۶۔ سورۃ الصّف ۶/۶۱

۷۔ ایضاً نمبر۵، باب۱۶ آیت نمبر۱۲ تا ۱۴

۸۔ The world Book Encyclopaedia Page 910 V No.13

۹۔ سورۃ البقرہ ۸۹/۲

۱۰۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب ماجآء فی الکتب من نعتہ وَمابشرت بھاالانبیاء وأممھا، ص۳۸۹ ج۳

۱۱۔ سورۃ الاعراف ۱۵۷/۷

۱۲۔ الحکمۃ، کتاب اخلاقیات، باب نیک اور بری مجلس کے اثرات، ص۴۴۸

باب سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ

(سورۃ الاحزاب ۲۱/۳۳)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے
ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے
اور بکثرت اللہ کی یاد کرتا ہے۔''

محاسنِ رسول ﷺ میں پیغامِ ہدایت

جنید میرا ایک انتہائی مخلص دوست ہے۔ جب وہ پچھلے دنوں حرمین شریفین کی زیارت کر کے لوٹا تو میں ان سے ملنے گیا۔

خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد اس نے مجھے اثناءِ گفتگو بتایا۔

''مجھے وہ کبھی نہیں بھولے گا''

یہ کہہ کر وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔

میں نے پوچھا ''کون؟'' کہنے لگا: ''وہ درویش جس نے میری آنکھیں کھول دیں اور میری زندگی میں ایک زبردست انقلاب برپا کر دیا''

یہ کہہ کر اس نے ایک آہِ سرد بھری اور پھر اسی آہِ جگر کے ساتھ آبدیدہ حالت میں مجھ سے کہا:

''کیا میں آپ کو اُس اللہ والے کی حیرت انگیز اور ایمان افروز گفتگو نہ سناؤں؟ جس نے مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر کے زندگی کا قرینہ سکھا دیا''۔

میں نے کہا: ''جنید! تم بھی عجیب آدمی ہو۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔''

پھر وہ میری چاہت وطلب دیکھ کر کہنے لگا:

''ہوا یوں کہ ایک روز میں غارِ ثور کے دہانے کھڑا کوہِ جگر علیہ السلام اور آپ ﷺ کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ دونوں ذی وقار و ذی شان ہستیاں اس پہاڑ کی کھوہ میں جانی دشمنوں سے کیسے صحیح سلامت رہیں؟

جب کہ وہ سراغ رساں اور مردم آزار غار کے بالکل قریب آ لگے تھے۔

پاس ہی کھڑے ایک عمر رسیدہ شخص نے کہا:

''بیٹا! دشمن اگر قوی است، نگہبان قوی تر است یعنی دشمن اگر زبردست ہے تو خدا جو نگہبان ہے اس سے بھی زبردست ہے'' اور فرمایا: ''جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے؟''

جُنید نے کہا:

میں ان کا یہ کلام سن کر ورطۂ حیرت میں پڑ گیا اور پوچھا:

''محترم! آپ کو اس بات کی اطلاع کس نے دی ہے؟''

فرمانے لگے: ''میرے اللہ نے جس کی بخشش و فیض کسی پر بند نہیں۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا [1]

یعنی مومن اور غیر مومن دونوں جب کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کو مدد دیتے ہیں۔ تیرے خدا کی بخشش و فیض کسی سے بند نہیں۔

یہ فرماتے ہی وہ بزرگ کہنے لگے:

''یہ وہی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کے قلبِ اطہر پر سکینہ نازل فرمائی اور خدائے تعالیٰ نے وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا [2] فرما کر بتلا دیا کہ ''ہم نے اس کی ایسے لشکروں کے ساتھ مدد کی جنہیں تم نے نہ دیکھا''

مزید کہا:

''یہ اسی تائیدِ غیبی کا کرشمہ تھا کہ مکڑی کا جالا جسے اَوْھَنُ الْبُیُوت بتلایا ہے۔ بڑے بڑے مضبوط و مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا'' [۳]

اس طرح ربِّ جلیل کے محبوب حضرت محمد ﷺ اور محبِّ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار میں تین روز قیام فرمانے کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں ان کے معاون عامر بن فہیرہ اور راہ شناس عبداللہ بن اریقط تھے۔ [۴]

وہ دشوار گزار راستے طے کرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں انھیں ایک خیمہ دکھائی دیا۔ وہ سب اس خیمے کے پاس آپہنچے اور وہاں کھڑی خاتون اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا سے پوچھا ''محترمہ! کیا آپ کے پاس دودھ یا گوشت ہے تاکہ ہم آپ سے خرید لیں؟ (ہمیں بھوک و پیاس نے نڈھال کر رکھا ہے)''

اس (عورت) نے کہا:

''بخدا! ہمارے پاس اگر کچھ ہوتا تو آپ لوگوں کی میزبانی میں تنگی نہ ہوتی۔''

اللہ کے نبی ﷺ نے دیکھا کہ خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری بندھی ہوئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا یہ بکری جو ہے''

اس نے کہا: ''بکری تو ہے، لیکن اس میں دودھ کہاں کہ آپ حضرات کو پیش کروں؟ اسے تو کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے چھوڑ رکھا ہے''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اجازت ہو تو اسے دوہ لوں؟''

اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا بولیں: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان اگر آپؐ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دوہ لیں۔''

آپ ﷺ نے بکری کے تھن پر اللہ کا نام لے کر ہاتھ پھیرا اور اسے دوہنا شروع کر دیا دودھ کا برتن بھر گیا اس میں سے خود بھی پیا اور اپنے رفقاء کو بھی پلایا

اور پھر اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنہا کے گھر والوں کے لیے بھی الگ سے ایک دودھ کا بھرا برتن چھوڑا اور سُوئے منزل روانہ ہو گئے۔

جب اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنہا کا خاوند گھر لوٹا تو اس نے اسے اللہ کے رسول ﷺ کی آمد کا واقعہ سنایا تو اس کے خاوند نے اپنی زوجہ سے کہا:

''اچھا! ذرا اس کی کیفیت تو بیان کرو؟''

اس پر اس کی بیوی نے نہایت دِل کش انداز سے صاحبِ جمال ﷺ کے رنگ رُوپ کا ایسا نقشہ کھینچا کہ گویا سننے والا آپ ﷺ کو اپنے سامنے موجود محسوس کر رہا ہو۔

اُمّ معبد رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنہا گویا ہوئیں:

رَأَیتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، حَسَنَ الْخَلْقِ، مَلِیحَ الْوَجْهِ لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَة''، وَلَمْ تُزْرِبِهِ صَعْلَة''، قَسِیم'' وَسِیم''، فِیْ عَیْنَیْهِ دَعَج''، وَفِیْ اَشْفَارِهٖ وَطَف''، وَفِیْ صَوْتِهٖ صَحَل''، اَحْوَرُ، اَكْحَلُ، اَزَجُّ اَقْرَنُ فِیْ عُنُقِهٖ سَطَع''، وَفِیْ لِحْیَتِهٖ كَثَافَة'' اِذَا صَمَتَ فَعَلَیْهِ الْوَقَارُ، وَاِذَا تَكَلَّمَ، سَمَاوَعَلَاهُ الْبَهَاءُ حُلْوُالْمَنْطِقِ، فَصْل'' لَانَزْر'' وَلَاهَذْر''، كَاَنَّ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتُ نَظْمٍ یَنْحَدِرْنَ، اَبْهَی النَّاسِ وَاَجْمَلُهٗ مِنْ بَعِیْدٍ، وَاَحْلَاهُ وَاَحْسَنُهٗ مِنْ قَرِیْبٍ، رَبْعَة'' لَاتَشْنَؤُهٗ عَیْن'' مِنْ طُوْلٍ وَلَا تَقْتَحِمُهٗ عَیْن'' مِنْ قِصَرٍ، غُصْن'' بَیْنَ غُصْنَیْنِ فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا، وَاَحْسَنُهُمْ قَدًّا، لَهٗ رُفَقَآءُ یَحُفُّوْنَ بِهٖ اِنْ قَالَ اسْتَمَعُوْالِقَوْلِهٖ، وَاِنْ اَمَرَ تَبَادَرُوْااِلٰی اَمْرِهٖ مَحْفُوْد'' مَحْشُوْد''، لَاعَابِس'' وَلَامُفْنِد''.

فَقَالَ بَعْلُهَا: هٰذَا وَاللّٰهِ صَاحِبُ قُرَیْشٍ الَّذِیْ یُطْلَبُ، وَلَوْ صَادَفْتُهٗ لَالْتَمَسْتُ اَنَّ اَصْحَبَهٗ وَلَاَجْهِدَنَّ اِنْ وَجَدْتُ اِلٰی ذٰلِكَ سَبِیْلًا۔ ۵

''میں نے حسن و جمال سے آراستہ، خوب صورت ساخت سے مزیّن اور سہانا مکھڑا رکھنے والا حسین و جمیل انسان دیکھا ہے۔ ان کا پیٹ نہ تو توند والا ہے اور نہ ہی ان میں گنجے پن کی خامی ہے۔ وہ نہایت ہی جمالِ جہاں تاب میں ڈھلے ہوئے آدمی ہیں۔ ان کی آنکھ کا تارا سیاہ اور کشادہ ہے۔ وہ دراز مژگان رکھنے والے خوب رُو آدم زاد ہیں۔ ان کی آواز میں اعتدال اور کلام میں خوش الحانی پائی جاتی ہے۔ ان کے نین سفید و سیاہ اور پلکیں سرمائی رنگت ہیں۔ وہ باریک بھنوؤں اور پیوستہ ابرو والے (ماہِ تمام) ہیں۔ ان کی گردن لمبی اور ریش مبارک گھنی ہے۔ جب خاموش ہوں تو باوقار لگتے ہیں اور جب گفتگو فرمائیں تو شان دار لگتے ہیں۔ دُور سے دیکھنے میں سب سے تاب ناک اور پُر جمال لگتے ہیں اور قریب سے دیکھنے میں سب سے حسین و جمیل لگتے ہیں۔ وہ اپنی شیریں بیانی کی وجہ سے لوگوں میں ایک عظیم مقام رکھتے ہیں۔ اُن کا کلام چاہے قلیل ہو یا کثیر واضح اور دوٹوک ہوتا ہے۔ ان کا کلام نہ تو بے مقصد اور مبالغہ آمیز ہوتا اور نہ ہی اتنا مختصر کہ اسے سمجھنا دشوار ہوتا۔ اُن ﷺ کا اندازِ بیاں ایسا (دل کش و دل نشین ہوتا) گویا کہ لڑی سے موتی جھڑ رہے ہوں۔ ان کا قد، قدِ رعنا ہے جو دیکھنے میں نہ تو لمبا لگتا اور نہ چھوٹا معلوم ہوتا بلکہ ان کے موزوں قد کو دیکھنے سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ وہ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی مانند ہیں جو سب سے زیادہ تازہ و خوش منظر ہے۔ ان کے رفقاء ان کے گرد حلقہ باندھے ہوئے کھڑے رہتے ہیں۔ وہ ان کے لیے اپنی پلکوں سے زمین جھاڑتے ہیں۔ جب وہ انھیں کوئی حکم دیتا ہے تو وہ اپنے اطاعت کے بازوؤں ان کے سامنے بچھا دیتے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل میں شتابی کرتے ہیں بلکہ وہ تو اپنی آنکھیں ان کے قدموں تلے بچھا دینے میں (فخر محسوس) کرتے ہیں۔ وہ نہ تو ترش رو ہیں اور نہ ہی لغو گو ہیں۔

(محسنِ انسانیت ﷺ کے محاسن سنتے ہی) اس کا شوہر (اَکثَم) بے ساختہ پکار اٹھتا ہے)
''اللہ کی قسم! یہ تو وہی قریشی نبی ﷺ ہے جس کی زمانہ کو ایک مدت سے تلاش و جستجو تھی۔
میرا ارادہ ہے کہ آپ ﷺ کی رفاقت اختیار کروں اور کوئی راستہ ملا تو ایسا ضرور کروں گا۔''
جنید نے کہا: جوں ہی حدیث ختم ہوئی اس خدارسیدہ بزرگ نے مجھے کہا:
''اے میرے عزیز! اس واقعہ کے کچھ روز بعد ہی ابومعبد رَضِی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے''۔ ٦

رُخِ رَخشاں کی رخشانیاں

جنید نے کہا کہ میں نے اس بزرگ سے عرض کی:
''حضرت مجھے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کی مزید تفصیل تو بتا دیجئے؟''
فرمانے لگے بیٹا! میرے نبی اقدس ﷺ کا چہرۂ انور ماہِ کامل کی طرح روشن اور (موزوں) گولائی لیے ہوئے تھا۔'' ٧
علامہ طیبی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:
''آپ ﷺ کا چہرہ اقدس نہ تو بہت زیادہ گول تھا اور نہ ہی بہت زیادہ لمبا'' ٨
بلکہ ان دونوں کے حسین امتزاج نے رخِ انور کو انتہائی خوب صورت بنا رکھا تھا۔
شمع رخسار ﷺ کے چہرے کی نورانیت اس قدر تھی کہ دیکھنے والا آپ ﷺ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر دنگ رہ جاتا تھا۔
روایات کے مطابق سورج آپ ﷺ کے چہرے میں رواں ٩ اور طلوع ہوتا دکھائی دیتا تھا۔'' ١٠
یہ حسین مکھڑا بذاتِ خود اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے پیامبر اور سچے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات میں اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آتا تھا۔

جنوبی ہند کے ایک ممتاز بدھ مذہبی راہنما سوامی آنند اپنے ایک مضمون "پیغمبرِ اعظم۔ایک معجزہ" میں لکھتے ہیں:

"ایک بدرِ کامل ایسا بھی ہے جو اس دھرتی پر چلتا پھرتا بھگوان وایشور کا پیغام نظر آتا ہے۔" [11]

جنید نے بتایا کہ وہ بزرگ یہ قول نقل کرنے کے بعد مجھے فرمانے لگے:

"بیٹا! نبی ﷺ کے امتیاز و شناخت کا ذریعہ صرف ان کا اخلاق ہی نہیں۔اس کی زبان کا ایک ایک حرف، اس کی معصوم شکل وصورت اور اس کی ایک ایک ادا اعجاز اور سرتاپا اعجاز ہوتی ہے۔" [12]

جنید: میں نے اس بزرگ سے عرض کی:

"محترم! آپ تو مجھے کوئی شیخ الحدیث نظر آتے ہیں۔"

فرمانے لگے:

"نہیں: بیٹا! نہیں، شیخ الحدیث تو بہت بلند پایہ علمی شخصیت ہوتی ہے۔احقر غلام رسول ہندوستان کے ایک قصبے میں واقع ایک مدرسہ میں شعبہ حدیث کا ایک ادنیٰ سا خادم ہے۔"

رُخِ انور ﷺ کی روشنیاں

جنید: "حضرت! یہ فرمائیں کہ کیا نبی مکرم ﷺ کے رخِ انور کا نورانی پرَتو ہمارے چہروں پر بھی پڑ سکتا ہے؟"

فرمایا "ہاں کیوں نہیں! کثرتِ سجود اور باطنی طہارت سے تمہارے چہرے بھی تابناک اور پُرنور ہو سکتے ہیں"

انھوں نے حوالے کے طور پر یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔

"سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُودِ" [13]

"ان کے نشان سجدے کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔"

گویا چہرے بشرے کی نورانیت، حقیقت میں عبدیت و للٰہیت، خوف وخشیت اور حُسنِ نیت کی وہ کرنیں ہیں جو باطن سے چھَن چھَن کر جسموں اور چہروں پر نمودار ہو کر انھیں پُرنور بنا رہی ہوتی ہیں۔

ماہ منیر ﷺ کا یہ فرمان ذیشان اس حقیقت کی ترجمانی ہے:

مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ [۱۴]

''جو رات کی تاریکی میں کثرت سے اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو دن میں اس کا چہرہ حسین وجمیل دکھائی دیتا ہے۔''

اس دانائے راز نے مجھے یہ ارشادِ نبوی ﷺ بھی سنایا:

فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَاصَلّٰى [۱۵]

''جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے''

گویا اس کی وجاہت کا نور اسے سراپا نور بنا دیتا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ بھی سنائی:

عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِلِلّٰهِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُلِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَادَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْكَ بِهَاخَطِيْئَةً [۱۶]

''تو سجود کی کثرت کر، کیوں کہ جب بھی تو ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

اس پیرِ طریقت نے اس حدیث مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی عبادت کے صلے میں جہاں اس کے گناہ دھو دیتا ہے وہاں اسے نورِ تقویٰ کا زیور بھی عطا فرماتا ہے جس سے دل میں گناہ وخطا کے اثر سے پیدا ہونے والے سیاہ دھبے دور ہو جاتے ہیں اور مَن کی دنیا نُورٌ ''عَلٰی نُوْرٍ ہو جاتی ہے۔

جس کی شعاعیں اس کے چہرے سے ایسے منعکس ہوتی ہیں جیسے بادلوں میں بجلی کوندتی ہے۔ پارسائی کے نور سے انسان کے چہرے میں ایسی محبوبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اسے دیکھتے ہی آنکھیں فرطِ عقیدت سے جھک جاتی ہیں اور اس کے لیے دل میں ادب واحترام کے جذبات خود بہ خود پیدا ہو جاتے ہیں۔

چشمانِ رسول ﷺ کے حسین نظارے

جنید! میں نے کہا: ''محترم! قبلۂ دو عالم ﷺ کی آنکھوں کا تذکرہ بھی فرما دیجیے؟''

میرے اس سوال کے جواب میں انھوں نے مجھے پیار سے دیکھا اور پھر فرمایا:

''اے میرے چشم و چراغ! میرے نبی ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور کشادہ تھیں اور آپ ﷺ کی دراز پلکوں میں بلا کا حسن تھا۔ [۱۷] آپ ﷺ کی آنکھیں بے حد خوب صورت اور عمدہ تھیں اور ان کی سفیدی میں سرخ ڈورے بھی تھے۔ [۱۸]

آپ ﷺ کی یہ وہ نمایاں صفت ہے جس کا آسمانی صحیفوں میں بھی بڑی صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ [۱۹]

آپ ﷺ اپنے جسم و چشم کی حفاظت کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ ان دونوں کی سلامتی کے لیے دعا بھی ان الفاظ میں مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِي فِيْ بَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ [۲۰]

''الٰہی! میرے بدن اور میری آنکھ کو عافیت میں رکھ (یعنی انہیں تمام قسم کی بیماریوں سے محفوظ فرما) اور اسے میرا وارث بنا یعنی میری بصارت کو میری وفات تک صحیح سلامت رکھ۔''

یہ اس دعا کی قبولیت کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کی نظر آخری دَم تک سالم اور تیز رہی۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَاتَرَوْنَ ۲۱ ''جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے۔''

آپ ﷺ کو رات کی تاریکی میں بھی ایسا دکھائی دیتا جیسا کہ دن کی روشنی میں دکھائی دیتا۔ آپ ﷺ کی نگاہ زبردست تجلیات کے سامنے بھی خیرہ نہ ہوتی۔ جیسا کہ عالم بالا میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان آیات کو بڑے سکون وکمال کے ساتھ دیدۂ دل سے بھی دیکھا اور ظاہر کی آنکھ سے بھی ملاحظہ فرمایا۔

اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کی نگاہ کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے فرمایا:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی ۲۲ ''ان (پیغمبرؐ) کی نگاہ نہ تو بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔''

جنید نے کہا: ''ابھی قریب تھا کہ وہ بزرگ آئینہ رخسار ﷺ کی مبارک آنکھوں کی مزید ستائش بیان فرماتے۔ میں نے اس خدشہ سے کہ کہیں وہ مجھ سے جلد رخصت نہ ہو جائیں اور میرے سوالات دھرے کے دھرے ہی رہ جائیں ان سے کہا''

''میاں جی! آنحضرت ﷺ کی آنکھوں میں تو دُرِنایاب جیسی چمک دمک تھی اور ان کی نگاہ کیمیا میں بے انتہا تاثیر بھی تھی کہ جس ذرہ پر وہ پڑتی اسے وہ آفتاب بنا دیتی تھی۔

آنکھ کے اک اشارہ سے تو نے معا بدل دیے

ذہن کے سب تصورات، قلب کے سب تاثرات (ظفر علی خان)

مختصر یہ کہ آپ ﷺ کی آنکھیں ہر اعتبار سے اعلیٰ معیار کی تھیں۔

بھلا! یہ تو بتایئے کہ ہم اپنی آنکھیں کیسے حسین وجمیل بنا سکتے ہیں؟''

میرے سوال کے جواب میں انھوں نے فرمایا:

خوب تر آنکھوں کے رموز

''نظریں جھکا کر تم اپنی آنکھوں میں حسن پیدا کر سکتے ہو اور میرے پروردگار کا حکم بھی یہی ہے۔

یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِھِمْ ۲۳ ''نیچی رکھیں اپنی نظریں''

اگر آدمی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا رہے اور ناجائز امور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں میں ایسی نورانی قوت بھر دیتے ہیں کہ پھر وہ اسی نور کے طفیل فرش پر بیٹھا ہوا بھی عرشِ الٰہی دیکھ رہا ہوتا ہے۔''

دِلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اُٹھتے

نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی ! (علامہ محمد اقبالؒ)

پھر فرمانے لگے:

''بیٹا! اگر تم ایمان کا لطف اٹھانا چاہتے ہو تو پھر اپنی نظروں کو شیطان کے قبضے سے بچالو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

''اِنَّ النَّظَرَ سَھْم'' مِنْ سِھَامِ اِبْلِیْس مَسْمُوْم''، مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ ۲۴

''نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو شخص باوجود دل کے تقاضے کے اپنی نظر پھیرے تو میں (اللہ) اس کے بدلے اس کو ایسا پختہ ایمان دوں گا کہ جس کی لذت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

مخبر صادق ﷺ کا فرمان ہے۔

عَیْنَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ، عَیْن'' بَکَتْ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ مِنْ خَشْیَۃِ اللہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَعَیْن''بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ ۲۵

''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرا دیا ہو۔''

اے نورِ چشم: آنکھ وہی اچھی ہے

☆ جس میں حیا کی چمک ہو اور وفا کی دمک ہو۔

☆ جو طوطا چشمی سے منزہ اور بے حیائی سے مُبرا ہو۔

☆ جو محارمِ الٰہی سے رکتی ہو اور عاجزی سے جھکتی ہو۔

☆ جو خوفِ خدا سے روتی ہو اور راہِ خدا میں جاگتی ہو۔

ایسی ہی آنکھ کے اعزاز میں فرمایا:

مَنْ حَفِظَ بَصَرَهٗ . اَوْرَثَهُ اللّٰهُ نُوْرًا . فِیْ بَصِیْرَتِهٖ ۲۶

''جس نے اپنی آنکھ کی حفاظت کی تو اللہ جل شانہ اس کی بصیرت میں نور بھر دے گا۔''

اور اس آنکھ کی خوب صورتی کا کیا کہنا! جو ''فَهُوَ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ '' ''اللہ کے نور سے دیکھتی ہو''

ایسی صفات رکھنے والی آنکھیں اس روز (اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ'') ۲۷

''اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہی ہوں گی۔''

صوتِ رسول ﷺ اور رس بھرے بول

جنید! جب وہ خداشناس آنکھوں کو خوب صورت بنانے کے رُموز بیان فرما چکے تو میں نے عرض کی: ''محترم! معجز بیاں ﷺ کی آواز میں تو کٹاریاں بھری ہوئی تھیں یعنی آپ ﷺ کی آواز نہایت ہی مؤثر، معتدل اور شیریں تھی۔ ان کی سحر بیانی کا کیا کہنا! جو بھی ان کی رسیلی آواز پر کان دھرتا اس کا دل ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوتا۔

جنید!''میں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے عرض کی:

''یہ تو فرمائیں کہ ہم اپنی آوازوں میں مٹھاس کیسے بھریں؟''

فرمانے لگے: ''میاں! یہ کون سا مشکل کام ہے؟ بس تم اپنی آواز میں لوچ پیدا کرلو''

میں نے پوچھا: ''لوچ پیدا کرنے کا کیا مطلب ہے؟''

اس فقرے کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا:

''تم اپنی آواز میں نرمی پیدا کرکے اپنے بول میں رس بھردو۔ مثل مشہور ہے۔

''زباں شیریں ملک گیری ، زبان ٹیڑھی ملک بانکا''

یعنی نرم زبان سے بہت سے کام نکل جاتے ہیں جب کہ سخت کلامی سب کو دشمن بنادیتی ہے۔

میرے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ الرِّفْقَ لَایَکُوْنُ فِیْ شَیْیءٍ اِلَّازَانَهٗ وَلَایُنْزَعُ مِنْ شَیْیءٍ اِلَّاشَانَهٗ ۲۸

''نرمی جس چیز میں ہو اُس کو زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے الگ کرلی جائے اُسے بدنما بنادیتی ہے۔''

مقولہ بھی ہے ''لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش''

یعنی نرمی و مہربانی کر تاکہ غیر بھی تیرے غلام بن جائیں۔

اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی مہربانی، رحم دلی اور خوش مزاجی کی یوں تعریف وتوصیف فرمائی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۲۹

''پھر یہ اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے ہے کہ آپ اُن کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تندوسخت طبع ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوگئے ہوتے۔''

خوش الحانی، لسانِ منیر ﷺ

اس کے بعد جنید کہنے لگا کہ میں نے اس بزرگ سے کہا:

''اجی! اللہ کے نبی ﷺ کی زبانِ اطہر کی کیا بات ہے! جس کی تاثیر سے مردہ دل زندہ اور زندہ دل تابندہ ہو جاتے ہیں''

میری بات سنتے ہی وہ بزرگ فرمانے لگے:

''بیٹا! اس ذات اقدس کی سحر بیانی کا کیا کہنا! جس کا دل آب زم زم سے اور زبان آبِ کوثر سے دُھلی ہوئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زبان میں نرمی وشیرینی بھی تھی اور خوش الحانی وخوش بیانی بھی تھی۔

رفیع الشان ﷺ کا کلام و بیان نہایت ہی فصیح و بلیغ اور واضح وشگفتہ بھی ہے اور مختصر، جامع اور برجستہ بھی ہے۔

قادرُ الکلام ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ ۳۰

''مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔''

قدرت نے نبی عزیز ﷺ کو ایسے نادر کلام سے نوازا کہ جس کے الفاظ قلیل اور معنیٰ کثیر ہیں۔ گویا آپ ﷺ کا کلام دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہوا۔ اور جسے وحی کی تائید بھی حاصل ہو تو پھر اس کا کلام معنی خیز اور پر مغز کیوں نہ ہو؟ اور اُس کی زبان لعل کیوں نہ اگلے؟

ربِّ علیم نے رسول کریم ﷺ کے چشمۂ کلام کا پتا دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ؕ

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝ۙ ۳۱

''اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں کرتے ہیں۔
ان کا (کلام تو) تمام تر وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''
پھر اس بزرگ نے آیتِ مقدسہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
''عزیز من! احمد مجتبیٰ ﷺ وحی کے بغیر لب کشائی نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے دہن مبارک سے کوئی بات خلافِ واقعہ نہ نکلتی تھی آپ ﷺ کے منہ مبارک سے ایک حرف بھی ایسا نہ نکلتا تھا جو خواہشِ نفس پر مبنی ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے جو کچھ بھی نکلتا تھا وہ حق و سچ ہی ہوتا تھا۔
پس ان ہی گونا گوں اوصافِ سخن سے متصف شخصیت اگر اس عالم میں کوئی ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہے کہ جن کے قلبِ اطہر پر ربّ ذوالجلال نے اپنا کلام قرآنِ پاک اتار کر انھیں ایسا عظیم اعزاز اور منفرد کلام عنایت فرمایا کہ جس کا مقابلہ نہ تو جن کر سکتے ہیں اور نہ انس اور نہ ان دونوں میں اتنی قوت و ہمت کہ اس جیسے فصیح و بلیغ کلام کا ایک چھوٹا سا نمونہ یا نظیر ہی دنیا کو پیش کر کے دکھا دیں''۔

زباں ہی میں پنہاں ہے عزت وذلت

جنید! میں نے اس اللہ والے سے عرض کی:

''قبلہ! یہ عظیم الشان نبی ﷺ کی ذی شان زبان سے نکلے ہوئے کلام کی شان ہے۔
اچھا! یہ تو بتائیے کہ ہم کون سا عمل کریں کہ جس کے طفیل ہم بہ آسانی جنت میں داخل ہو جائیں''؟
فرمانے لگے: ''بیٹا! اگر ثواب لُوٹنا ہے تو اپنی زبان کو لگام دو اور شرم گاہوں کو تھام لو تا کہ تم باغِ رضوان (جنت) میں داخل ہو جاؤ۔ بلکہ بہشت خود تمہاری طرف بڑھ کر آئے گی۔

جیسا کہ میرے ربّ کا ارشاد ہے

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۳۲؎ ''اور جنت متقین کے نزدیک کردی جائے گی''

میرے آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وَ قَاہُ اللّٰہُ شَرَّاثْنَیْنِ وَلَجَ الْجَنَّۃَ، مَابَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَابَیْنَ رِجْلَیْہِ، مَابَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَابَیْنَ رِجْلَیْہِ، مَابَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَابَیْنَ رِجْلَیْہِ'' ۳۳؎

''جسے اللہ تعالیٰ نے دو جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور دو ٹانگوں کے درمیان یعنی شرم گاہ کے دو شروں سے بچالیا وہ باغِ قدس (جنت) میں داخل ہو گیا۔

(یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی)

ایک بار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ

وَھُوَ یَجْبذُلِسَانَہٗ. فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ مَہْ، غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ

'' وہ اپنی زبان کھینچنے ہی لگے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رُک جایئے۔ ارے! یہ کیا کر رہے ہو؟ اللہ آپ کی بخشش فرمائے''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اِنَّ ھٰذَا اَوْرَدَنِی الْمَوَارِدَ" ۳۴؎ "یہی زبان (ہی تو) ہے جو مجھے خطرات میں ڈال دیتی ہے"۔

مثل مشہور ہے ''زبان ہی ہاتھی چڑھاوے زبان ہی عمر کٹواوے''

یعنی زبان سے ہی آدمی کی عزت ہوتی ہے اور اسی سے جان گنوانے تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تہذیب و متانت کا درس دیتے ہوئے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ ۳۵؎

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو اللہ تمہارے اعمال قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔

جنید: ''اس آیتِ کریمہ کی تھوڑی سی تفصیل تو فرمائیے''

فرمانے لگے: ''بیٹا آیتِ مبارکہ تم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ تم جب بھی بات کرو تو اسے خوب تولو۔ جچی تلی اور پکی بات منہ سے نکالو۔

اور بیٹا دیکھو! میرے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد رکھو:

'' جَمَالُ الرَّجُلِ فَصَاحَةُ لِسَانِهٖ ۳۶ آدمی کا جمال اس کی زبان کی فصاحت میں ہے''

میرے چراغِ چشم: میری بات غور سے سن۔ انسان کے تمام اعضا میں جو خصوصیت زبان کو حاصل ہے وہ بدن کے کسی حصے کو نہیں۔ ہے تو یہ چھوٹی سی لیکن اس کی آفت بہت بڑی ہے۔ اگر انسان اپنی زبان پر قابو پالے تو وہ بے شمار خطاؤں، گناہوں اور دنیا و عقبیٰ کی ہلاکتوں سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے''۔

جنید: ''حضورِ والا! زبان کو کیسے قابو کیا جا سکتا ہے اور اس کے شر سے کیسے بچا جا سکتا ہے''؟

اس بزرگ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا: ''بس اسے احتیاط سے چلاؤ۔''

☆ نہ تو کسی پر طعنہ مارو، نہ ہی کسی کا عیب اچھالو۔

☆ نہ کسی کی ہنسی اڑاؤ، نہ کسی کا دل دکھاؤ۔

☆ نہ کسی کی غیبت کرو، نہ کسی پر تہمت دھرو۔

☆ نہ کسی کی چغلی کھاؤ، نہ کسی کی ٹوہ لگاؤ۔

☆ نہ کسی کا راز کھولو، نہ کسی سے جھوٹ بولو۔

یہ نصیحت فرمانے کے بعد انھوں نے اپنی گردن جھکالی اور قدرے توقف کے بعد پھر گویا ہوئے:

''اور ہاں بیٹا تم اپنی زبان پر قابو پا کر ہی متقی بن سکتے ہو اور پھر یہی زُہد و تقویٰ تمھیں ایسی بہشت میں لے جائے گا جس کا ذکر میرے پروردگار نے یوں فرمایا ہے:

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ۙ ۳۷

''ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جس میں یہ داخل ہوں گے، ان (باغوں) کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہوں گی انھیں ہر چیز (مل جائے گی) جو کچھ وہ چاہیں گے اس طرح کا عوض اللہ اہلِ تقویٰ کو دیتا ہے''۔

جنید: ''حضرت جی ایک بات پوچھوں؟''

انھوں نے کہا: ''پوچھو! پوچھنے میں حرج ہی کیا ہے؟''

جنید کہنے لگا میں نے ان سے کہا:

''محترم میرے بار بار سوالات پوچھنے سے آپ کہیں برا تو نہیں منا رہے؟''

اس بزرگ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''نہیں بھئی نہیں اگر ہم نہیں بتائیں گے تو پھر کون تمہاری راہ نمائی کرے گا۔

میرے نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

اَلۡعِلۡمُ خَزَائِنُ ، وَ مِفۡتَا حُهَا السُّوَالُ، فَا سۡأَلُوۡا یَرۡحَمُكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّهٗ یُؤۡجَرُ فِیۡهِ اَرۡبَعَةٌ'' السَّائِلُ ، وَالۡمُعَلِّمُ، وَالۡمُسۡتَمِعُ، وَالسَّامِعُ وَالۡمُحِبُّ لَهُمۡ ۳۸

''علم (ایک ایسا) خزانہ ہے جس کی چابی سوال ہے۔ بس سوال کرو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔ کیوں کہ علم کے بارے میں سوال کرنے پر چار بندوں کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ ان میں ایک تو سوال کرنے والا ہے جب کہ دوسرا معلم ہے جو سوال کا جواب دیتا ہے۔ تیسرا وہ فرد ہے جو دھیان و توجہ سے سنتا ہے اور چوتھا وہ ہے جو اُن سے محبت رکھتا ہے۔''

داڑھی! خدا کا نور

جنید نے کہا: میں نے مذکورہ حدیث سنتے ہی اس اللہ کے پیارے سے عرض کی:

''حضرت! آپ نے جو اُمِ معبدؓ والی حدیث بیان کی اس میں یہ بات بھی تھی کہ آنحضرت ﷺ کے رخِ انور پر گھنی وسیاہ داڑھی (جن میں صرف گنتی کے چند سفید بال تھے) نہایت ہی خوب صورت لگتی تھی جو آپ ﷺ کے چہرے کی رونق و جلالتِ شان کو اور بھی نمایاں کرتی تھی اور آپ ﷺ کے جسم بے مثل کے حسن کو چار چاند لگاتی تھی۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا ہم بھی داڑھی رکھ کر اپنے چہرے کو خوب تر بنا سکتے ہیں؟''

اس بزرگ نے فرمایا:

''بیٹا! داڑھی خدا کا نور ہے۔ چہرہ تب ہی حسین لگے گا جب اس پر داڑھی سجی ہوئی ہو۔ اس سے جسم کا جمال بھی ابھرے گا اور قلب کا حال بھی پھوٹے گا۔''

جنید: ''اے استاد العلما! کیا حضرت آدم علیہ السلام داڑھی کے ساتھ پیدا کیے گئے تھے؟''

جنید نے بتایا کہ یہ سوال سُن کر انھوں نے تبسم کیا اور فرمایا:

''جی ہاں! ان کی پیدائش داڑھی کے ساتھ ہی ہوئی تھی۔''

میں نے کہا: ''اس پر کوئی دلیل؟''

انھوں نے ثبوت میں یہ آیت کریمہ پیش کی:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ﴿۹۵﴾ ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا''

فرمانے لگے: عزیز من! جیسا کہ تم جانتے ہی ہو کہ تمام مخلوق میں افضل واحسن انبیاء علیہم السلام ہی ہیں جو اپنی ہیئت وساخت، صورت وشباہت اور اپنے عطائی اوصاف کی وجہ سے سب سے حسین بلکہ کامل ترین شخصیات ہیں۔

بیٹا! کیا کوئی مائی کا لال یہ ثابت کر سکتا ہے کہ کسی نبی علیہ السلام کی داڑھی نہیں تھی؟''

میں نے فوراً کہا: ''حَاشَا ثُمَّ حَاشَا! ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔''

میرا یہ کلمہ سننے کے بعد انھوں نے فرمایا:

''اگر داڑھی رکھنا حسن کے منافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح (پیغمبر علیہ السلام) کی زبان سے زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح داڑھی منڈوانے یا کتروانے کا فرمان بھی جاری فرمایا ہوتا۔

لیکن اللہ جل شانہ نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ مرد کے چہرے کی وجاہت اوراس کے جثّے کی زینت داڑھی میں ہی پنہاں ہے۔

''اگر داڑھی کسی درجہ بھی خلافِ فطرت ہوتی تو قدرت کے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ مَردوں کے چہرے کی کھال کو بھی ایسا ہی بنا دیتی جیسا کہ خواتین کے چہروں کی موجودہ شکل ہے۔'' [۴۰]

جنید: ''جناب! کیا قرآن پاک میں کہیں داڑھی کا ذکر ملتا ہے؟

فرمانے لگے: ''کیوں نہیں! آپ سورہ طٰہٰ پڑھیں۔

اس میں تمھیں یہ آیت کریمہ ملے گی: ''قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَاتَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَ اْسِیْ'' [۴۱]

''(ہارون علیہ السلام نے) کہا (موسیٰ علیہ السلام سے) اے میرے ماں جائے بھائی! میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑیے۔''

جنید: ''محترم! کیا اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا بھی کوئی فرمان مبارک ہے؟

انھوں نے فرمایا: جی ہاں! کیوں نہیں! ایک نہیں کئی فرمودات موجود ہیں۔''

جنید: ''حضرت! ان میں سے ایک دو تو بتا دیں!''

''انھوں نے کہا: ''میرے آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا:

اَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوْا اللُّحیٰ [۴۲] ''مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

ایک اور مقام پر یہ ارشاد فرمایا: اِنْھَکُوْا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحیٰ [۴۳]

مونچھوں کو اچھی طرح کاٹو اور داڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔''

یہ تو تم نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سنے اب ان فرمودات پر عمل کے لیے اللہ جل شانہ کا فرمان بھی سن لیں:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ'' [۴۴]

''اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو
اور جس سے وہ تمہیں روک دیں۔ رک جایا کرو۔''

اس بزرگ نے اس آیتِ مبارکہ میں امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اس میں ''مَآ اٰتٰکُمْ '' ہر امر کو اور ''وَمَا نَھٰکُمْ'' ہر نہی کو شامل ہے۔ داڑھی رکھنا چوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے اسی لیے یہ واجب العمل ہے اور رسول ﷺ کی اطاعت تو دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ [۴۵]

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی''

جنید نے بتایا کہ اس دانش ور بزرگ نے مجھ سے کہا:

''اے فرزندِار جمند! میری بات پر کان دھرو!''

میں نے کہا: ''عالی جناب ! آپ کا یہ خادم ، جناب ذی وقار کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ہر کلمہ وجملہ بڑے ہی دھیان وتوجہ کے ساتھ سن رہا ہے۔

فرمانے لگے: ''یہ بات پلے باندھ لو کہ داڑھی انسان کی شخصیت میں ایک عجیب نکھار پیدا کرتی ہے۔ داڑھی کٹانے سے ایک طرف چہرے کا قدرتی حُسن ماند پڑتا ہے تو دوسری طرف یہی منڈوانے کا عمل انسان کے اندر کئی جسمانی وروحانی خرابیاں اور بیماریاں پیدا کر دیتا ہے۔

اسی لیے آج ہی سے توبہ کرلینی چاہیے اور اتباع رسول ﷺ میں داڑھی چھوڑ دینی چاہیے کیوں کہ داڑھی انسان کے

☆ حسن و جمال کو نکھارتی اور چہرے کی شان کو اُبھارتی ہے۔

☆ اِس میں شرم و حیا کی افزودگی اور قلب و رُوح کی نمودگی ہے۔

پھر فرمانے لگے: ''میں پوچھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں اور عشق کے دعویداروں کو اپنے نبی ﷺ کی صورت سے پیار ہے تو پھر وہ اپنے رخساروں پہ ان کی سنت کو سجا کیوں نہیں لیتے؟

اے فرزندِ رشید! یاد رکھو داڑھی اسلامی شعار اور چہرے کا وقار ہے۔

خوش آوازیٔ نبی عزیز ﷺ

جنید: پھر وہ بزرگ میری طرف مخاطب ہوئے: ''کیا تم نبی اقدس ﷺ کی آواز کے متعلق بھی کچھ جانتے ہو یا نہیں''؟

میں نے کہا: ''آپ ہی بتا دیں'' فرمانے لگے: 'میری طرف متوجہ ہو جاؤ''۔

میں ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ انھوں نے مجھ پر شفقت کی نگاہ ڈالی اور یہ حدیث سنانے لگے:

مَابَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ اَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ صَوْتًا ؎۴۶

''اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا وہ (انتہائی) خوب صورت چہرے والا اور حسین آواز والا تھا اور تمھارا نبی ﷺ (تو) ان سب سے زیادہ حسین اور شیریں آواز والا تھا''۔

پھر فرمانے لگے: ''اور ہاں جس طرح میرے حضور ﷺ کے چہرہ انور میں از حد کشش نمایاں تھی بالکل اسی طرح آپ ﷺ کی آواز میں بھی نرمی و گدازی عام تھی۔

آپ ﷺ جب بھی کوئی وعظ و نصیحت فرماتے یا پھر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے اس

وقت آپ ﷺ کا لب و لہجہ اور طرزِ ادا ایسی دل نشیں اور دل موہ لینے والی ہوتی کہ جس سے نہ صرف انسان متاثر ہوتے بلکہ جنات تک آپ ﷺ کی دل گداز آواز سنتے ہی بلا تامل کہہ اٹھتے:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًاo ''۲۷

''کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست بتلاتا ہے۔
سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے
اور ہم اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہ بنائیں گے''۔

جنید نے کہا: پھر وہ بزرگ زبان و آواز کی تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے:

''قرآن پاک میں بھی پڑھتا ہوں اور آپ بھی۔ ایک قاری بھی پڑھتا ہے اور عامی بھی۔
عالم بھی پڑھتا ہے اور عامل بھی۔ عربی بھی پڑھتا ہے اور عجمی بھی۔
لیکن جب کوئی اسے تجوید و ترتیل اور حُسنِ قرأت کے ساتھ پڑھتا ہے تو سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔
انھیں ایک عجیب طمانیت و حلاوت محسوس ہونے لگتی ہے۔

اب تم اندازہ لگاؤ اس خوش خو اور خوش الحان رسول ﷺ کی پرسوز اور رقت انگیز آواز کا جس کی تاثیر سے مُردہ دِل زندہ اور پژمُردہ روح تابندہ ہو جاتی ہے اور پھر ان دونوں میں جان آنے سے زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔
یہ فرما کر وہ بزرگ خاموش ہو گئے۔

دل آویز آواز کا حصول

جنید نے کہا کہ میں نے ان سے پوچھا! حضرت! ہمیں بھی کوئی ایسا گُر بتائیں کہ ہم بھی جِنّات کو اپنے قابو میں کرلیں۔ میری بات سنتے ہی وہ دانش مند بزرگ زیرِ لب مسکرادیے اور نصیحت دیتے ہوئے فرمانے لگے:

''بیٹا! پہلے تم انسانوں کو اپنے قابو میں کرلو''۔ میں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمانے لگے: ''یہ کوئی ناممکن نہیں۔ اس کے لیے صرف جگر سوز آواز کی ضرورت ہے۔ میں نے پوچھا یہ دِل گداز آواز کیسے حاصل ہو؟'' فرمانے لگے:

''دل آویز آواز سے'' اور یہ اسی وقت بنتی ہے جب کہ تم نہ اونچا اور چلّا کر بولو اور نہ ہی سخت آواز میں گفتگو کرو۔ اپنی آواز کو نیچا اور پست رکھو۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَ اغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِکَ ؕ اِنَّ اَنۡکَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِیۡرِ ۝ ۴۸

''اور اپنی آواز پست رکھ۔ بے شک سب سے بُری آواز گدھے کی ہوتی ہے''

دیکھو! لب کھولتے وقت تمہاری آواز تیز و تلخ نہ ہو جائے ورنہ تُندی و تیزی میں گدھے کی آواز کے مشابہ ہو جائے گی۔ پس یاد رہے:

☆ دِل آویز آواز نرم و لطیف بھی ہوتی ہے اور مؤثر و دِل گداز بھی۔

☆ یہ آواز سریلی اور رسیلی بھی ہوتی ہے اور موزوں و معتدل بھی۔

☆ اس میں اتار چڑھاؤ کی چاشنی بھی ہوتی ہے اور مقناطیسی کشش بھی۔

☆ یہ آواز نہ تو بے آب و بے لطف ہوتی ہے اور نہ ہی بے رنگ و بے کیف۔

میرے عزیز! اگر خدا کی توفیق سے تجھے ایسی صفات پر مبنی آواز میسر ہو جائے تو پھر اس نعمتِ خداوندی کا شکر ادا کرنے میں ذرا سستی و غفلت نہ کرنا کیوں کہ اللہ جل شانہ کا ارشادِ گرامی ہے:

"لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ" ۴۹ "اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا"

موزوں جسم کا معتدل شکم

جنید نے بتایا کہ میں نے اُس خدا رسیدہ ولی سے عرض کی:

''مرشدی! جناب نے جوامّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بیان کی تھی اس میں وہ صاحبِ جمال ﷺ کے حلیہ مبارک کی کتنے حسین انداز میں تصویر کھینچ کر رکھ دیتی ہیں جس میں وہ آپ ﷺ کے بطن کی ستائش ان الفاظ میں کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ صاحبِ کرم ﷺ کا شکم مبارک لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ'' نہ تو بڑا تھا نہ ہی نکلا ہوا تھا۔

بلکہ بندۂ ناچیز نے تو اپنے اساتذہ کرام سے یہاں تک سنا ہے کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک کشادہ اور سینے سے برابر نہایت ہی خوش نما دکھائی دیتا تھا۔ ۵۰ نبی اقدس ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک (لمبی) لکیر تھی۔ اس کے علاوہ بطن و سینے پر اور کہیں بال نہ تھے''۔

میری بات سن کر وہ خدا شناس کہنے لگا:

''بیٹا: سراجِ منیر ﷺ کے تمام اعضائے مبارکہ کا حُسن خداداد تھا۔ تاہم نبی کریم ﷺ کی احسن تدابیر نے ان کے قدرتی حسن کو اور بھی تاب دار بنا رکھا تھا۔

جنید نے بتایا کہ میں نے سوال کرتے ہوئے پوچھا:

''حضرت! رسولِ کریم ﷺ اپنے پیٹ کی حفاظت کیسے فرماتے تھے؟''

انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''اللہ کے نبی ﷺ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے؛ نہ تو زیادہ کھاتے اور نہ کھانے کی خواہش سے پہلے تناول فرماتے۔

ابھی بھوک باقی ہی ہوتی تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا بلکہ انھیں تو شکم سیری سے شدید نفرت تھی۔ اکثر و بیش تر روزے رکھتے جس سے صالح خون پیدا ہوتا جو بدن و بطن کو چست اور بیماریوں سے دُور رکھنے میں معاون ثابت ہوتا۔

ان ہی حفاظتی تدابیر اور اکلِ حلال کے التزام و اہتمام سے آپ ﷺ کا پیٹ تندرست رہتا اور نظامِ شکم درست کام کرتا۔

بدن و بطن کے اصولِ صحت

جنید نے بتایا کہ اس بزرگ نے پھر مجھے یہ حدیث مبارکہ سنائی:

رَاٰی رَجُلاً عَظِیْمَ الْبَطْنِ فَقَالَ بِاُصْبُعِہٖ فِیْ بَطْنِہٖ
وَ قَالَ : لَوْ کَانَ ھٰذَا فِیْ غَیْرِ ھٰذَا لَکَانَ خَیْرُ الَّکَ ۵

''(ایک بار نبی کریم ﷺ نے) ایک بڑے پیٹ والے آدمی کو دیکھا تو اس کے پیٹ کی طرف اپنی انگلی مبارکہ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''کاش تیرا پیٹ ایسا نہ ہوتا تو تیرے لیے بہت بہتر ہوتا''

یہ حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد اس صاحبِ دل بزرگ نے مجھ سے کہا :

''بیٹا! میرا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ جو لوگ مقدار سے زیادہ کھاتے ہیں اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے بلکہ جو ملتا ہے اسے بلا تحقیق نگلتے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کے پیٹ بے ڈھنگے اور بھونڈے ہو جاتے ہیں جن سے ان کے خوب صورت بدن کی بناوٹ انتہائی بھدی اور بُری دکھائی دینے لگتی ہے۔

اسی لیے بیٹا! اپنے آپ کو حرام کا مال کمانے اور کھانے سے بچاؤ کیوں کہ لقمہٗ حرام میں زہرِ قاتل ملا ہوا ہوتا ہے جو نگلتے وقت تو مزے دار لگتا ہے لیکن پیٹ میں جا کر ہل چل مچا دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ حرام خوری انسان کی سیرت و شخصیت کو بھی مسخ کر دیتی ہے۔

یاد رکھو!

مالِ حرام انسان کو عیش کا بندہ بھی بناتا ہے۔

اور اسے ناچ رنگ کا دِلدادہ بھی بناتا ہے۔

یہی ناپاک مال انسان کو غرور و تکبر کا بگولا بھی بناتا ہے۔

اور اسے ریاکار، مکار اور ناشائستہ بھی بناتا ہے۔

حرام کا مال ہضم و ہڑپ کرنا کتنا نقصان دہ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے پیٹ میں انگارے بھرنے سے تعبیر فرمایا ہے۔

اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ ۵۲

''سو ایسے لوگ تو اپنے سینوں میں بس آگ ہی (آگ) بھرتے ہیں۔''

اور حکیم و علیم ذات نے یہ بھی فرمایا:

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ۵۳

''اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق'' یعنی ناجائز طریقے سے''

جنید نے کہا کہ اس کے بعد وہ صاحبِ بصیرت بزرگ مجھ سے فرمانے لگے:

''اے لختِ جگر! تم فاقوں سے مر جاؤ لیکن ایسی دولت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو غیر اسلامی اور غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہوئی ہو''

جنید نے کہا کہ میں نے مؤدبانہ لہجہ میں عرض کی:

''حرام مال سے کون سا مال مراد ہے؟ اس کی تھوڑی سی تفصیل تو فرما دیں؟''

انھوں نے فرمایا:

''بیٹا! حرام مال کی فہرست بہت لمبی ہے۔ تاہم میں تمھیں ان میں سے چند ایک بتائے دیتا ہوں۔ دیکھیے!

☆ جیسے خیانت و رشوت سے حاصل کیا ہوا مال پلید ہے۔

☆ اسی طرح دغابازی و زبردستی سے ہتھیایا ہوا مال بھی غلیظ ہے۔

☆ جس طرح ناجائز خرید و فروخت سے حاصل شدہ مال نجس ہے۔

☆ اسی طرح چوری، جُوا اور لاٹری سے آیا ہوا مال بھی ناپاک ہے۔

☆ جس طرح سود اور اس کے کھانے کے تمام ذرائع ناروا ہیں۔

☆ اسی طرح وہ چیزیں بھی حرام ہیں جن پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

اس کے بعد وہ صاحبِ دل بزرگ فرمانے لگے۔

''میرے پروردگار نے رزقِ حلال کھانے، اس کا اہتمام کرنے اور شیطان سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يَآ يُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلاً طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ۱۶۸

''اے انسانو! زمین پر جو کچھ حلال اور پاکیزہ موجود ہے اس میں سے کھاؤ (پیو) اور شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''

یہ آیتِ مقدسہ سنانے کے بعد اس صاحبِ فراست بزرگ نے فرمایا:

''کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ساری دنیا معیشت کی ناہمواری کے روگ میں مبتلا ہے۔ اس کا یہ روگ آج اور ابھی دور ہو سکتا ہے بشرطیکہ تمام عالم اس آیتِ کریمہ پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہو جائے اور ساتھ ہی وہ اسلام کے معتدل معاشی نظام پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو شیطان کے پھیلائے ہوئے نظاموں اور غیر فطری نظریات سے بچالیں''۔

جنید نے کہا کہ میں نے دورانِ گفتگو اس بزرگ سے عرض کی:

''آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میری دُعا درگاہِ الٰہی میں ہمیشہ شرفِ قبولیت پائے''

وہ میری عرض سنتے ہی فرمانے لگے:

''بیٹا! تو لقمۂ حلال کا التزام کرلے۔ خود بخود مُستجابُ الدَّعوات بن جائے گا''۔

جنید نے بتایا کہ پھر میں نے ان سے سوال کرتے ہوئے پوچھا:

''کیا آپ کے پاس پیٹ کو خوب صورت بنانے کے لیے کچھ اور بھی نکتے ہیں؟

فرمانے لگے:

''بیٹا! تُو اپنا معدہ خالی رکھ کیوں کہ حکمت، بھرے پیٹ میں نہیں ٹھہرتی''۔

حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ جو کہ ایک نہایت بزرگ شخصیت ہیں فرماتے ہیں:

مَنْ مَلَکَ بَطْنَہٗ ، مَلَکَ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَۃَ کُلَّھَا ۵ۖ

''جس نے اپنے پیٹ پر قابو پالیا وہ سارے نیک اعمال پر قادر ہوگیا''

جنید نے بتایا کہ وہ بزرگ یہ ارشادات فرمانے کے بعد خاموش ہوگئے۔

میں ان کے سکوت کے دوران کچھ نہ بولا۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی بول اٹھے:

''بیٹا بس اتنا ہی کافی ہے۔ میری باتیں خوب یاد رکھو۔ ان پر خود بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی حرام کی کمائی، حرام خوری اور شکم سیری سے بچنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کرتے رہا کرو تاکہ وہ بھی ان باتوں پر عمل پیرا ہو کر اپنے جسموں کو خوش نما اور اپنے دلوں کو ضیا بخش سکیں''۔

جنید نے کہا کہ پھر وہ بزرگ دعا و مصافحہ کرنے کے بعد مجھ سے رخصت ہوئے۔

جب تک وہ میری نظروں سے اوجھل نہ ہوئے میں انھیں دیکھتا رہا۔ جوں ہی وہ میری نظروں سے نکلے میں بھی فوراً غارِ ثور سے پلٹا اور گاڑی میں بیٹھ کر نافِ ارض یعنی کعبہ شریف آگیا۔

اس کے بعد میں نے انھیں بہت تلاش کیا لیکن وہ مجھے دوبارہ کہیں بھی دکھائی نہ دیے۔

دعا ہے کہ مولائے کریم انھیں اور ان جیسے دیگر اولیا و فضلا کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین) کیوں کہ یہی علما حق کا طبقہ امتِ مسلمہ کا عظیم سرمایہ اور انبیا علیہم السلام کا گراں بہا ورثہ ہے۔

۱۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ / ۲۰

۲۔ سورۃ التوبہ ۹ / ۴۰

۳۔ دیکھیے تفسیر عثمانی زیر تفسیر سورۃ التوبہ ۹ /۴۰، حاشیہ نمبر ۱

۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے البخاری الجامع الصحیح ، کتاب بنیان الکعبة، باب جرة النبیؐ و اصحابه الی المدینة، ص ۵۵۱، ج ۱

۵۔ البدایۃ و النہایة ، کتاب الشمائل ، باب حدیث ام معبد فی ذلک، ص ۴۰۲، ج ۴

۶۔ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد الخزاعیہ ہے دیکھیے تقریب التہذیب ، ص ۶۷۳، ج ۲

۷۔ دیکھیے الترمذی الجامع الصحیح ، کتاب المناقب ، باب ماجاء فی صفة النبی ﷺ ، حدیث نمبر ۳۶۳۶، ص ۵۹۷، ج ۵

۸۔ دیکھے تحفة الاحوذی ، شرح جامع الترمذی، باب نمبر ۳۸ زیر حدیث نمبر ۳۷۱۸، ص ۱۱۹، ج ۱۰

۹۔ تاریخ مدینہ دمشق ، باب صفته خلقه و معرفته خلقه ص ۲۶۷ ج ۳

۱۰۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، کتاب علامات النبوة، باب ۳۰۔ا، حدیث نمبر ۱۴۰۳۴، ج ۸

۱۱۔ دیکھیے "فکر و نظر" مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف، جلد ۳۰، ص ۳۹۵ تا ۳۹۰، جولائی۔ دسمبر ۱۹۹۲، شمارہ ا۔۲

۱۲۔ سیرت النبی، شبلی و ندوی، تبلیغ نبوی، اس کے اصول اور اس کی کامیابی کے اسباب، باب موانع کا ازالہ، ص ۲۱۲، ج ۴

۱۳۔ سورۃ الفتح ۲۹/۴۸۔

۱۴۔ سنن ابن ماجه ، کتاب اقامته الصلوة و السنة فیها ، باب ماجاء فی قیام اللیل حدیث نمبر ۱۳۳۳، ص ۴۲۲، ج ۱

۱۵۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلوة باب النهی عن البصاق فی المسجد، ص ۲۰۷، ج ۱

۱۶۔ المسلم الجامع الصحیح ، کتاب الصلوة، باب فضل السجود و الحث علیه ص ۱۹۳، ج ۱، سنن ابن ماجه کتاب اقامة و السنته فیها ، باب ماجاء فی کثرة السجود ، حدیث نمبر ۱۴۲۲، ص ۴۵۷، ج ۱

۱۷۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب صفته خلقه و معرفته خلقه ص ۳۰۲، ج ۳

۱۸۔ دلائل النبوة و معرفته احوال صاحب الشریعة ، باب صفته کفی رسول الله و قدمیه و ابطیه و ذراعیه و ساقیه و صدره، ص ۲۴۵، ج ۱

۱۹۔ ایضاً ۱۷ ص ۲۴۹، ج ۳

۲۰۔ مسند ابی یعلی الموصلی ، سند عائشه ص ۱۸۹، ج ۴ حدیث نمبر ۴۶۷۱

۲۱۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن و الملاحم حدیث ۸۲۳۳، ص ۶۴۱، ج ۴

۲۲۔ سورۃ النجم ۵۳ / ۱۷

۲۳۔ سورۃ النور ۲۴ / ۳۰

۲۴۔ المعجم الکبیر حدیث نمبر ۱۰۳۶۲، ص ۱۷۳، ج ۱۰

۲۵۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،باب فضل الغبار فی سبیل اللہ، حدیث نمبر ۹۴۸۹،ص۵۲۲،ج۵

۲۶۔ تفسیر ابن کثیر ،ص۲۹۲ ج۳

۲۷۔ سورۃالقیمتہ۷۵/۲۳

۲۸۔ المسلم ،الجامع الصحیح، کتاب البرو الصلوۃ والادب ،باب فضل الرفق،ص۳۲۲، ج۲

۲۹۔ سورۃآلِ عمران ۳/ ۱۵۹

۳۰۔ شرح النووی ،المسلم الجامع الصیحح، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، ص۳، ج۵

۳۱۔ سورۃالنجم ۵۳ / ۳،۴

۳۲۔ سورۃ الشعراء ۲۶/۹۰

۳۳۔ الموطا، امام مالک ،کتاب الکلام ،باب ماجاء فیمایخاف من اللسان، ص۷۷۴

۳۴۔ ایضاًنمبر۳۳

۳۵۔ سورۃالاحزاب ۳۳ / ۷۰،۷۱

۳۶۔ مسند الشھاب ، باب الجمال الرجل فصاحته لسانه ، حدیث نمبر۲۳۳،ص۱۶۴، ج۱

۳۷۔ سورۃ النحل۱۶/۳۶

۳۸۔ کنز العمال ،کتاب العلم ،الباب الاول فی التر غیب فیه حدیث نمبر۲۸۶۶۲،ص۱۳۳، ج۱۰

۳۹۔ سورۃالتین ۹۵/ ۴

۴۰۔ کیااسلام میں داڑھی فرض ہے؟،مقدمہ،پروفیسرعبدالجبارشاکر،ص۹

۴۱۔ سورۃطٰہٰ ۲۰ / ۹۴

۴۲۔ سنن النسائی ،کتاب الزینه من السنن الفطرۃ ،باب احفاء الشارب، ص۲۷۴، ج۲

۴۳۔ البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب اللباس ، باب إعفآءِ اللُّحیٰ ، ص۸۷۵، ج۲

۴۴۔ سورۃ الحشر ۵۹/۷

۴۵۔ سورۃ النساء۴/ ۸۰

۴۶۔ دیکھیے :فتح الباری ص۲۱۰ ج۷

۴۷۔ سورۃ الجن۷۲/ ۱تا ۲

۴۸۔ سورۃ لقمٰن۳۱/ ۱۹

۴۹۔ سورۃابراھیم۱۴/ ۷

۵۰۔ دیکھیے :الترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب۳۸، ما جاء فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۶۰ ج۵

۵۱۔ الطبرانی، المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۲۱۸۵، ص ۲۸۴ ج ۲

۵۲۔ سورۃ البقرۃ ۲/ ۱۷۳

۵۳۔ سورۃ البقرہ ۲/۱۸۸

۵۴۔ سورۃ البقرہ ۲/۱۶۸

۵۵۔ دیکھیے: ''جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم،
باب الحدیث السابع والاربعون ص ۵۵۴

باب چہارم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ ''

(سورۃ اٰلِ عمران ۳/ ۱۶۴)

''بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انھیں اِس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

اعضائے مبارکہ کے نظر افروز مناظر

دیکھیے !(جلسۂ سیرت النبی ﷺ میں)

گذشتہ سالوں کی طرح رواں سال بھی ہمارے شہر کے ایک وسیع و عریض میدان میں ماہِ ربیع الاوّل کے آخر میں بروز جمعرات صبح ۹ بجے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ علماءِ کرام کے بیانات سننے کے لیے لوگ گروہ در گروہ اس میدان کی طرف چلے آرہے تھے۔

میں اور میرے دو اور ساتھی بھی اسی غرض سے اس جلسہ گاہ میں اسٹیج والی جانب سے داخل ہوئے۔ ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ کسی نے ہمارے ایک ہمراہی...... جناب رویم رومی...... (جو کہ ایک فرم میں مینیجر ہیں) کو پہچان کر چبوترے سے آواز دی۔ ''ارے میاں رُومی! اوپر آجاؤ'' ہم نے مُڑ کے دیکھا تو آواز لگانے والے اُن کے کالج کے (ریٹائرڈ) پرنسپل جناب محمد اسلم صاحب بابا جی تھے (جو کہ اس جلسہ کے منتظم اعلیٰ بھی تھے) رومی نے کہا:

''آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں یہاں نیچے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی بیٹھوں گا''

لیکن پرنسپل صاحب کے بار بار اصرار اور ہمارے زور ڈالنے پر وہ اس نمایاں جگہ پہ پہنچ گئے جہاں اہلِ علم حضرات تشریف فرما تھے۔ بھائی رومی نے ان سب سے مصافحہ کیا اور پھر پرنسپل کے قریب خالی جگہ میں بیٹھ گئے۔

اسی دوران ایک مہمان کی تشریف آوری ہوئی۔ انھیں دیکھتے ہی پرنسپل صاحب اُن کے استقبال کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مہمانِ عزیز نے اوّلاً سب کو سلام کیا اور پھر وہاں موجود تمام حضرات سے ہاتھ ملا کر باادب بیٹھ گئے۔ اُن کے ایک طرف پرنسپل صاحب جب کہ دوسری جانب رومی بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے پرنسپل صاحب سے عرض کی:

''حضرت! حضرت جی کا تھوڑا سا تعارف تو فرما دیں''۔ انھوں نے موصوف کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔'' یہ پروفیسر نوید صاحب ہیں جو ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے ہیں۔ آج سب سے پہلے ان شاء اللہ ان ہی کا بیان ہوگا۔''

یہ کہہ کر پرنسپل صاحب خاموش ہو گئے۔

رومی کچھ دیر پروفیسر صاحب کے ساتھ محوِ گفتگو رہے۔ وہ ان کی انکساری، ملنساری اور خوش خلقی سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ رومی نے اثناءِ گفتگو اُن سے پوچھا:

''حضرت! آج آپ کس موضوع پر وعظ فرمائیں گے؟''

پروفیسر صاحب نے فرمایا:''ناچیز اس قابل ہی کہاں کہ کچھ بیان کر سکے۔ یہ تو احقر کو بزرگوں کا حکم ہوا ہے ورنہ''من آنم کہ من دانم'' (میں جو کچھ ہوں مجھے اس کا علم ہے)

پھر انھوں نے وہاں بیٹھے ہوئے صاحبِ علم لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''بھلا، بتاؤ تو سہی کہ اتنے روشن دیپوں کے سامنے میرے خالی خولی دِیے کی حیثیت ہی کیا ہے؟''

یہ سنتے ہی باباجی، رومی سے کہنے لگے:

''اللہ تعالیٰ نے پروفیسر صاحب کو عاجزی وانکساری بھی عطا کی ہے اور علم وعمل سے بھی نوازا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انھیں اللہ جل شانہ نے چوٹی کے علماو صلحا کی صحبت کا شرف بھی بخشا ہے۔''

رومی نے کہا: ''یقیناً، اچھے لوگوں کی صحبت انسان کو چمکا دیتی ہے۔''

باباجی نے ان کی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جو بھی نیک لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تو اللہ جل جلالہٗ اس صحبتِ صالح کی برکت سے اس کا قلبی چراغ بھی روشن فرما دیتے ہیں اور پھر اس انسان کی خوش نصیبی کا کیا کہنا! کہ جسے علماو فضلا کی صحبت میسر ہو جائے جنہیں شمس الثقلین ﷺ نے زمین کا چراغ بتایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَآءُ الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِیْ وَوَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ [1]

''علما زمین کے روشن چراغ ہیں۔ وہ انبیا کے جانشین ہیں۔ وہ میرے اور نبیوں کے وارث (بھی) ہیں''۔

شمس الضحیٰ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سنتے ہی پروفیسر صاحب نے گردن جھکا دی۔

رومی نے (وہی سوال جو پروفیسر صاحب سے کیا تھا) اب باباجی سے پوچھا:

''آپ نے پروفیسر صاحب کو کون سا موضوع دیا ہے؟''

فرمانے لگے: ''ان کا موضوع حلیۂ رسول ﷺ ہے لیکن ہم نے موصوف سے درخواست کی ہے کہ اگر وہ بدر الدجیٰ ﷺ کے خدوخال کے ذکر کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے اعضاو جوارح سے مستنبط ہونے والے پیغامات کا بھی احاطہ فرمالیں تو یہ سونے پہ سہاگا ہوگا؟''

یہ سنتے ہی رُومی خوشی سے کھل اٹھے اور ماشاء اللہ! ماشاء اللہ کہنے لگے۔

پھر چند ہی لمحوں بعد تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ کلام پاک کے بعد نعتِ رسول ﷺ مقبول پڑھی گئی پھر بیان کے لیے پروفیسر نوید صاحب کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے آتے ہی اللہ جل شانہ کا نام لیا اور بڑی ہی خوش آوازی سے خطبۂ مسنونہ پڑھ کر اپنا وعظ شروع فرما دیا۔

وعظ کی ابتدا کرتے ہی انھوں نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے بھائیو! کیا آج میں آپ حضرات کو اس جلسہ گاہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے جمال وکمال کا جلوہ نہ دکھاؤں
جس کے نظارے سے تم اپنی آنکھیں روشن اور دِل تازہ کرسکو؟''

یہ کہنا ہی تھا کہ سارا مجمع سبحان اللہ! سبحان اللہ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

انھوں نے فرمایا: ''آیئے ہند بن ابی ہالہ ؓ سے پوچھتے ہیں کہ وہ ہمیں ماہِ کامل ﷺ کا حلیہ مبارک بتائیں؟''

دیکھیے! وہ حلیۂ طٰہٰ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًامُفَخَّمًا يَتَلَأْ لَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْ لُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ...... عَظِيْمَ الْهَامَةِ ...... اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِيْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَاعِرْق'' يَدُرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى الْعِرْنِيْنَ لَهٗ نُوْر'' يَعْلُوْهُ ...... ضَلِيْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ ...... كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَآءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ ...... خَمْصَانَ الْاَخْمَصَيْنِ مُسَيَّحَ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْعَنْهُمَا الْمَآءُ ...... وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ اِذَامَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ ۲

''اللہ کے رسول ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے عزت دار تھے۔آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکتا جیسے چودھویں رات کا چاند دمکتا...... آپ ﷺ کا سرِ انور (اعتدال کے ساتھ) بڑا تھا......اور رنگ مبارک چمک دار تھا۔ آپ ﷺ کی پیشانی کشادہ اور بھنوویں خم دار تھیں لیکن دونوں کے درمیان ایک رگ بھی تھی جو (صرف) غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔آپ ﷺ کی بنی مبارکہ مائل بہ درازی تھی۔ وہ نور سے رونق دار تھی...... آپ ﷺ کا منہ مبارک فراخ تھا۔آپ ﷺ کے دانت مبارک باریک (حسین) اور آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا...... آپ ﷺ کی عنق مبارکہ ایسی باریک اور صورت دار تھی جیسا کہ مورتی کی تراشی ہوئی گردن ہوتی ہے اور وہ رنگت میں چاندی جیسی صاف شفاف تھی۔آپ ﷺ کے سب اعضا نہایت معتدل اور پر گوشت تھے...... آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے اور قدم مبارک ہموار تھے پانی ان کے صاف ستھرا ہونے کی وجہ سے ان پر سے فوراً ڈھلک جاتا تھا...... جب آپ ﷺ چلتے تو بڑے ہی سکون و وقار کے ساتھ چلتے لیکن چلنے میں رفتار (تھوڑی) تیز (ہی) رکھتے۔جب آپ ﷺ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اُتر رہے ہیں۔

کیا خوب انھیں اعزاز ملا!

پروفیسر صاحب نے فرمایا: ایک بار سرورِ کائنات ﷺ اپنے پالن ہار سے عرض پیرا ہوئے:

يَا رَبِّ اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيّ '' قَبْلِىْ اِلَّا وَ قَدْ كَرَّمْتَهُ جَعَلْتَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَ مُوْسٰى كَلِيْمًا وَسَخَّرْتَ لِدَاوُدَ الْجِبَالَ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ وَالشَّيَاطِيْنَ وَ اُحْيِيَتْ لِعِيْسَى الْمَوْتٰى فَمَا جَعَلْتَ لِىْ ؟ قَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتُكَ ظَاهِرًا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟اِنِّىْ لَا اُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِىَ وَجَعَلْتُ صُدُوْرَ

اُمَتِکَ اَنَاجِیلَ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ ظَاھِرًا وَلَمْ اُعْطِھَا اُمَّۃً وَّ اَعْطَیْتُکَ کَنْزًا مِنْ کُنُوْزِ عَرْشِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ [3]

''اے میرے پروردگار! مجھ سے قبل کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی تو نے تعظیم وتکریم نہ کی ہو۔ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنادیا۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہواؤں اور جنوں کو تابع کر دیا گیا جب کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لیے مُردوں کو زندہ کیا گیا۔ پس تُو نے میرے لِیے کیا بنایا؟''

(اللہ کے رسول ﷺ اس صورت حال کا اظہار ہرگز نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن ایک خاص حکمت کے تحت آپ ﷺ سے یہ گزارش کرائی گئی تا کہ دنیا والوں کو آپ ﷺ کی فضیلت وعظمت کا خوب اندازہ ہوجائے)

(آپ ﷺ سے کرائے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
(اے میرے حبیبؐ!) کیا میں نے آپ ﷺ کو ان سب سے افضل واعلیٰ رُتبہ عطا نہیں کیا؟ (اور یہ کہ) میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہوتا ہے اور میں نے تیری امت کے سینوں کو اناجیل بنادیا یعنی انہیں اپنے کلام کے لیے محفوظ کردیا جو قرآن زبانی پڑھتے ہیں اور یہ فضیلت وشرف میں نے (سوائے آپ ﷺ کی اُمّتِ بیضا کے) اور کسی امت کو نہیں بخشا اور میں نے آپ ﷺ کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے کلمۂ پناہ (کا عظیم) خزانہ (بھی) عطا کیا۔''

اورفرمایا: یَا مُحَمَّدُ! مَا بَعَثْتُ نَبِیًّا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ [4]

''اے محمد (ﷺ) میں نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو مجھے آپ سے بڑھ کر محبوب ہو۔''

اور کیا ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ'' [5] ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟

اور کیا اس میں غیب و شہادت کے دونوں جہاں نہیں سمو دیے؟
اور کیا ہم نے آپ کو دنیا و عقبیٰ کی دولتوں سے نہیں نوازا؟
اے میرے نبی! (ﷺ) جیسا میرا جلال بے مثال ہے ایسا ہی تیرا جمال لاجواب ہے
جس طرح'' لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ'' "[6]
میرا مماثل کوئی نہیں۔ایسا ہی تیرا مقابل کوئی نہیں۔

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل،!
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں تو ہے افضل،! (محسن کاکوروی)

حضرات! کیا میں آپ کو اس پُر تاب ذات ﷺ کا مشاہدہ کرنے والے ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہ سناؤں جو نبی پاک ﷺ کا جلوہ دیکھتے ہی اپنی آنکھیں ان کے قدموں تلے بچھا دیتے ہیں اور فوراً مسلمان ہو جاتے ہیں۔
ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نبی اقدس ﷺ کے متعلق سوال کیا
انھوں نے فرمایا: ''میں حضور ﷺ کو اپنے بیٹے سے بھی زیادہ جانتا ہوں''
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، ''وہ کیسے؟''
فرمانے لگے''لِاَنِّی لَسْتُ اَشُکُّ فِیْ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ نَبِیٌّ'' ﷺ ''کیوں کہ مجھے محمد ﷺ کے نبی ہونے میں ذرا برابر شک و شبہ نہیں؛ جہاں تک میرے بچے کا سوال ہے تو''فَلَعَلَّ وَالِدَتَهٗ خَانَتْ'' ممکن ہے کہ اس کی والدہ نے خیانت کی ہو۔''
یہ سن کر حضرت عمر نے (آگے بڑھ کر فرطِ محبت سے) ان کا سر چوم لیا۔'' [7]

فرزندانِ اسلام! میں نے آپ حضرات کے سامنے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی تھی۔اب میں اس روایت کے مختلف پہلوؤں پر اپنی بساط کے مطابق روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

رخشندہ مکھڑے کی ضیاپاشیاں

آپ ﷺ کا روئے تاباں خورشید کی طرح چمکتا اور ماہِ تمام کی طرح دمکتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مارأیتُ شیئًا احسن من رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کانّ الشّمس تجری فی وجھہ'' ۸

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے خوب صورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔
یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج ان کے چہرۂ انور میں چل رہا ہو۔''

پروفیسر نوید صاحب نے اس حدیث مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''سراجِ بزمِ ایمانی ﷺ کے چہرے کی لاثانی روشنی آفتاب و مہتاب کی عارضی و وقتی روشنی سے کہیں زیادہ تاب ناک تھی جس کی تابانی سے ساری دنیا اب بھی جگمگا رہی ہے اور تا ابد جگمگاتی رہے گی۔ انہی نورانی کرنوں سے انسان اپنے آپ کو علم و عرفان کے اجالے میں لا سکتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰیٰتٍ ۢ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ ۹

''وہ وہی ہے جو اپنے بندہ پر صاف صاف آیتیں اتارتا ہے تا کہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا مہربان ہے''

پروفیسر صاحب نے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے بھائیو اگر کوئی قوم غفلت کی نیند سو جائے اور اپنے دل و دماغ کے تمام دریچے بند کر دے تو پھر یہ نور کی برسات ان کی غلاظتوں اور کفر و شرک کی نجاستوں کو کیسے دھوئے؟
چراغ عالم افروز ﷺ کا چراغِ ہدایت آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی گُل نہیں ہوا بلکہ

اس شمع عالم تاب ﷺ کی روشنی قیامت کے بوریے سمیٹنے تک اور اس سے آگے محشر تک اور اس سے بھی آگے ہمیش ہمیش تک نور برساتی ہی رہے گی۔

وَ بِشَمْسِ حُسْنِکَ کُلُّ یَوْمٍ مُّشْرِقٌ

وَ بِبَدْرِ وَجْھِکَ کُلُّ لَیْلٍ مُّزْھِرٌ (السید محمد مدنی)

''آپ ﷺ کے آفتابی چہرے نے ہر دن کو روشن بنا رکھا ہے

اور آپ ﷺ کے چاند سے مکھڑے نے ہر رات کو تاباں بنا رکھا ہے''۔

اُمت کو پہچاننے کی علامتیں

محترم سامعین! ایک بار شافعِ محشر ﷺ سے کسی نے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اپنی امت کو میدانِ حشر میں کیسے پہچانیں گے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اَعْرِفُھُمْ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ وَلَا یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ غَیْرُھُمْ

''میں انھیں وضو کے اثر سے ان کے تابندہ (اعضا) سے پہچان لوں گا۔

ان کے علاوہ یہ شرف اور کسی امت کو حاصل نہیں ہوگا۔

وَاَعْرِفُھُمْ یُؤْتَوْنَ کُتُبَھُمْ بِاَیْمَانِھِمْ

میں انھیں اس وقت بھی پہچان لوں گا کہ جب نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیے جارہے ہوں گے۔

وَاَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ

میں انھیں ان کے چہروں کے (چمکتے) نشانات سے بھی جان لوں گا

وَاَعْرِفُھُمْ بِنُوْرِھِمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ '' [۱۰]

اور میں ان کے اس نور سے بھی انھیں پہچان لوں گا جو ان کے آگے آگے بھاگ رہا ہوگا۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نورِ تقویٰ، وضو اور نماز سے گناہوں کی سیاہی ڈھل جاتی ہے۔ پھر اس کی جگہ ایک سفید نورانی نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر ان اعمالِ صالحہ کو مسلسل اور مستقل مزاجی کے ساتھ کیا جائے تو یہ نقطہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا پورے قلب پر چھا کر اسے ایک صاف شفاف آئینہ بنا دیتا ہے اور پھر دل سے چھلکتا و چھٹکتا ہوا یہی نور انسان کے بدن پر ظاہر ہو کر اس کے اعضا و جوارح میں نورانیت کا ایک حسین رنگ بھر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو سیدھے ہاتھوں میں اعمال نامے تھما دیے جائیں گے ان کے چہروں اور بدنوں کو دیکھ کر تم ہک دک رہ جاؤ گے اور بے ساختہ کہہ اُٹھو گے:

"اے خدا! آج تک ہم نے ایسے نور کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے جسم اور منہ کبھی نہیں دیکھے۔"

اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے "تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ۝" [11]

"تو ان کے چہروں ہی سے راحت کی بشاشت جان لے گا"

(کہ یہ لوگ کس قدر عیش و عشرت میں ہیں۔ جس کا اثر ان کے ہشاش بشاش اور پُر رونق چہروں سے نمایاں ہو رہا ہوگا)

شمعِ ہدایت ﷺ کے پروانے

صاحبو! اگر ہم بھی اپنے جسموں اور چہروں میں روشنی بھرنا چاہتے ہیں تو پھر اس شمع زرو ﷺ کے پروانے بن جائیں جسے اللہ نے تمام جہاں کے لیے جہاں تاب بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ [12]

"آپ (ﷺ) اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والے اور (ایک) روشن چراغ ہیں"

ہم اپنے دِیے اس دیپ سے جلا کر دوسرے کئی ہزار ہا چراغ جلا سکتے ہیں اور کئی ٹمٹماتے دِیے گل ہونے سے بھی بچا سکتے ہیں۔

اس روشن چراغ کا تیل دعوت وتبلیغ ہے۔اس کی روشنی دینِ اسلام ہےاوراس کی قندیل جہاد ہے۔
اگراس روشن چراغ میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کا روغن ڈال کراسے لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کی نورانی دیا سلائی سے جلایا جائے اوراسے ہوا کے تند وتیز جھونکوں سے بچانے کے لیے اس پر قندیل بھی چڑھادی جائے یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کیا جائے تو تب یہ چمکتا دمکتا دیپ نہ صرف ہمیں سراپا نور بنادے گا بلکہ اپنے اجالے سے تاریک دنیا پر نور کی کرنیں بکھیر کراسے ایسا منور کردے گا جیسے ماہِ تمام تاریک رات میں چاندنی بکھیر کراسے روشن بنادیتا ہے۔
روزِ محشر یہی نور نیکوکاروں کے جسموں سے پھوٹ کر ان کے سامنے نور کی چادریں بچھاتا چلا جائے گا تاکہ انھیں قیامت کی ہولناکیوں اور تاریکیوں میں کوئی گھبراہٹ نہ ہو اور نہ وہ اپنے سیدھے راستے سے ادھر ادھر ہوسکیں۔
آخرکار وہ اس نورِ ایمانی کی روشنی میں رواں دواں اپنی اصل منزل جنت میں پہنچ جائیں گے۔
جیسا کہ میرے پروردگار نے فرمایا:
يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ '' تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ ۱۳۰

''(وہ دن بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوا ہوگا۔
آج تم کو باغوں کی بشارت ہے جس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہو گے (اور) یہی بڑی کامیابی ہے''
جنّتی لوگ جنت کے عجائب ومناظر سے خوب لطف اندوز ہوں گے وہ وہاں بہت ہی

خوش وخرم اور ہشاش بشاش ہوں گے جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ○ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ ○ ۱۴

''بہت سے چہرے اس روز چمکتے ہوئے، ہنستے ہوئے بشاش ہوں گے''

اور وہ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ○ ۱۵ مسہریوں پر سے دیکھ رہے ہوں گے۔

یعنی وہ تختوں پر بیٹھے جنت کے عجائب ومناظر بھی دیکھ رہے ہوں گے اور ربِّ کائنات کے جمال کا دیدار بھی کریں گے جس کے جلوہ سے نہ صرف ان کے چہرے دمک اٹھیں گے بلکہ اس تجلی سے ان کے جسم بھی چمک اٹھیں گے۔''

سرِ انور ﷺ! علم وحکمت کا بحرِ بے کراں

پروفیسر صاحب نے فرمایا:''میرے بھائیو! اب آپ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے متعلق سنیے!

آپ ﷺ کا سر مبارک'' عَظِیْمُ الْھَامَۃِ''یعنی اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

حد سے بڑھا ہوا سر بھدا اور ندامت کا باعث بنتا ہے۔ معتدل سر ہی انسان کی عقل مندی اور دانش مندی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک کی ایسی خوب صورت ہیئت بنائی کہ جسے دیکھ کر انسان کی عقل ششدر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سر مبارک کی اندرونی ساخت کو ایسا عقل کا پتلا بنایا کہ بڑے بڑے عُقلا وبُلغا اور اُدبا وشعرا سب مل کر بھی آپ ﷺ کے عالی دماغ سے نکلے ہوئے کلام کا مقابلہ نہ تو کر سکے اور نہ ہی آئندہ کر سکیں گے اور اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت کریمہ ہے:

''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ۱۶ ''پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے۔''

اس طرح آپ ﷺ کے سوچنے، سمجھنے اور جاننے کی صلاحیت بھی نہایت اعلیٰ مرتبے کی تھی

اور آپ ﷺ کے دل و دماغ کی قوت و طاقت بھی نہایت پائے کی تھی۔

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''عزیز ساتھیو! ایسے حکیم و فہیم رسول ﷺ کو بھی کفار نے مجنون کہا اور غیر مسلم (متعصب) محققین بھی محض دینی دشمنی کی وجہ سے آپ ﷺ پر مرگی و جنون کی تہمت دھر رہے ہیں۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ لے

آپ ﷺ سمجھاتے رہیے کیوں کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ ہی مجنون ہیں۔''

حضرات: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجنون وہ شخص ہوتا ہے جس کا مزاج خراب اور ذہنی توازن بگڑا ہوا ہو۔ جسے آپ پاگل یا دیوانہ بھی کہتے ہیں۔

اب آپ بتائیں کہ کیا وہ شخص سودائی ہوسکتا ہے جس نے زندگی کو حوصلے اور ولولے بخشے جس نے ذوق کو پاکیزگی، وِجدان کو تقدیس، ذہن کو تابندگی، فکر و نظر کو روشنی دی؟ اور کیا وہ شخص مجنون ہوسکتا ہے جس نے جاہلوں کو مہذب بنا دیا ہو؟ بت پرستوں کو خدا شناس بنا دیا ہو؟ اور کیا وہ شخص دیوانہ ہوسکتا ہے جس نے مخلوقِ خدا کو وہ کچھ دیا جو دوسرے نہ دے سکے؟

ے نقش کدورت اس نے مٹایا، غیروں کو سینے سے لگایا

سب کو دیا پیغامِ محبت، صلی اللہ علیہ وسلم

درسِ مروّت فرماں اس کا، نوعِ بشر پر احساں اس کا

امن و محبت اس کی شریعت، صلی اللہ علیہ وسلم

(روش صدیقی)

اور کیا وہ شخص خبطی ہوسکتا ہے جس کی گفتگو شستہ اور شائستہ ہو؟ جس کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوں؟ جو قائدِ لشکر بھی ہو اور صاحبِ منبر بھی ہو؟ عادل و عاقل بھی ہو اور زاہد و عابد بھی ہو؟

کیا ایسی صفات رکھنے والے شخص کو دیوانہ کہنے والے خود سب سے بڑے سر پھرے نہیں؟ سچ پوچھو تو ان لوگوں کی عقل کے طوطے اڑ چکے ہیں۔ کیا پاگلوں کے سینگ ہوا کرتے ہیں؟ یہی تو وہ نادان ہیں جو اس قسم کی باتوں اور حرکتوں سے اپنی حماقت اور بے وقوفی کا ڈھنڈورا خود ہی پیٹ رہے ہوتے ہیں۔

کیا یہ عقل کے مارے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ایسا شاندار مستقبل کسی پاگل یا مجنون کا کبھی ہوا ہے؟

میں ان سر پھروں کو کہتا ہوں کہ یہ لوگ اپنے دماغ کا علاج کرائیں۔ ان کی بد دماغی کا علاج بھی وہی تجربہ کار طبیب کر سکتا ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ عقل مند و دانش مند ہے اور اس کائنات میں حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر اور کون دانا بینا ہو سکتا ہے؟

دماغ کو جلا دینے کا راز

لہٰذا ہمیں بھی اپنی عقلوں کو فتور سے بچانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرنا ہوگی۔ اس اطاعت سے ہمارے سر کا ظاہری حسن بھی بڑھے گا اور دماغی قوت میں بھی اضافہ ہوگا۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر سر تسلیم خم کر کے عمل کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔

جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے حیا کرو جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ الحمد للہ! ہم تو حیا کرتے ہیں''

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

''لَیْسَ ذَاکَ وَلٰکِنَّ الْاِسْتِحْیَآءَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰی وَالْبَطْنَ وَ مَا حَوٰی، وَ لْتَذْکُرِ الْمَوْتَ وَ الْبِلٰی وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ تَرَکَ زِیْنَۃَ الدُّنْیَا ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدِ اسْتَحْیَا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَآءِ [۱۸]

''ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ سے حیا تو یہ ہے کہ تُو اپنے سر (ذہن وفکر) اور سر میں جو چیز شامل ہے (آنکھ، زبان اور منہ وغیرہ) کی حفاظت کر لے اور تو اپنے پیٹ (کو حرام غذا اور اپنی شرم گاہ کو بے حیائی اور غلط کاری) سے بچا لے۔ تو موت کو کثرت سے یاد کر اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو بھی تو نہ بھول اور (تم میں) جو کوئی بھی آخرت (میں کامیاب وکامران ہونا) چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دنیاوی زیب وزینت ترک کردے جس نے بھی یہ کام کیے اس نے اللہ تعالیٰ سے حیا کر لی اور حیا کا حق ادا کر دیا۔''

کس کا رنگ اچھا؟

پروفیسر صاحب نے مجمع سے پوچھا:

''اب بھلا مجھے یہ تو بتاؤ چہرے کا وہ کون سا رنگ ہے جو نظروں میں جچتا ہے؟ آیا وہ رنگ جو سفید ہے یا پھر وہ رنگ جو سرخ ہے یا پھر اور ہی کوئی رنگ اور لون کا چہرہ جو دلوں کو تروتازگی بخشتا ہے؟''

اور پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''میرے بھائیو! نہ تو چونے کی طرح بالکل سفید رنگ آنکھوں میں بھلا لگتا ہے اور نہ ہی انگارے کی طرح بالکل سرخ رنگ کا مکھڑا نظروں میں سماتا ہے بلکہ وہی چہرہ آنکھوں میں بیٹھتا ہے جس کی رنگت میں سفیدی کے ساتھ قدرے لالی بھی ملی ہوئی ہو۔''

(اس کے بعد پروفیسر صاحب فرمانے لگے:)

''اب آیئے! میں آپ حضرات کو خیر البشر ﷺ کے چہرہ انور کی رنگت دکھاؤں۔

بقول ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ ''اَزْھَــرَ الــلَّــوْن'' تھے اور بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ اَبْیَضُ مُشْرَب'' بِحُمْرَةٍ تھے یعنی آپ ﷺ کی رنگت میں سفیدی کے ساتھ سرخی کی آمیزش بھی تھی۔

پس آپ ﷺ کا چہرۂ انور ان دونوں رنگوں (سرخ و سپید) کے حسین امتزاج سے کس قدر جاذبِ نظر دکھائی دیتا تھا۔

اس قدرتی وفطرتی رنگ کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ایک حسین گہرے رنگ کی آب وتاب نمایاں تھی جس کی خوبی و پاکیزگی اور نفاست ولطافت انھیں دوسرے تمام حسینوں سے حسین تر بنا رہی تھی اور یہ دین اسلام اور معرفتِ خداوندی کا وہ رنگ ہے جو ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ راہِ حق سے دیکھنے والے کو نہ صرف یہ رنگ بھاتا تھا بلکہ وہ اسے اپنے دل میں اتار کر نورِ ہدایت بھی پالیتا تھا۔

پائیدار اور آبدار رنگ

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''ہم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ ہمارے چہرے کی رنگت بھی خوب سے خوب تر ہو اور پھر اس معاملہ میں عورتوں کا طبقہ تو بہت ہی حساس ہے وہ اپنے رنگ روپ میں چمک دمک پیدا کرنے کے لیے خوب بناؤ سنگار کرتی ہیں لیکن ان کے چہرے کی یہ آرائش وقتی اور عارضی حسن بڑھانے کے لیے ہوتی ہے۔ جوں ہی ان کے چہروں سے سرخی پاؤڈر (Make up) اترا...... اُن کا اصلی روپ سامنے آ گیا۔''

حُسن گہناتا ہے سجاوٹ سے
اس کو آرائشوں سے پاک کرو (ارشد علی ارشد)

(پھر اصلی رنگ کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:)

''کیا میں آپ کو اس سے گہرا، پکا اور اچھا رنگ نہ بتاؤں جس کو چہرے پر چڑھانے سے چہرہ چمک دار، ظاہر خوش بودار اور باطن تاب دار بن جاتا ہے؟

اور یہ رنگ دین وایمان کا وہ رنگ ہے جسے اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً ۔ [19]

''اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا؟''

اگرچہ صورت اور رنگت کی تبدیلی ہمارے اختیار میں نہیں تاہم، ہم اپنی شخصیت کو اسلام کے رنگ میں رنگ کر اسے حسنِ عمل کا ایک بہترین نمونہ بنا سکتے ہیں۔

من کی دُنیا سنوارنی ہے تو پھر

من کو آلائشوں سے پاک کرو (ارشد علی ارشد)

چمکتے چہرے کی دمکتی پیشانی

اب آپ حضرات ماہِ پیکر ﷺ کی پیشانی کے متعلق بھی سن لیں:

بَیْضَآءُ مُوْسٰی ھِیَ فِیْ یَمِیْنِہٖ

وَ نُوْرُ یٰسٓ عَلٰی جَبِیْنِہٖ

''موسیٰ علیہ السلام کی روشنی اس کے دائیں ہاتھ میں ہے

جب کہ یٰسین (ﷺ) کا نور اس کی پیشانی میں ہے۔''

روایات کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ کی جبین مبارک کشادہ اور شگفتہ تھی۔ جس سے نور کا مینہ بھی برستا رہتا تھا۔

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كان رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَ كُنْتُ اَغْزِلُ فنظرْتُ الى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ جَبِيْنُهُ يَعْرَقُ وَ جَعَلَ عرقهُ يتولّد نُوْرًا قالتْ فبُهِتُّ فِيهِ فنظر اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلّم فقال مالك بُهِتّ؟ فَقُلْتُ يا رَسُوْلَ اللّٰهِ(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نظرْتُ اليك فجعلَ جبِيْنُكَ يَعْرَقُ وَ جَعَلَ عَرَقُكَ يَتَوَلَّدُ نُوْرًا [20]

''ایک دن اللہ کے رسول ﷺ اپنے جوتے سی رہے تھے اور میں (بیٹھی) روئی کات رہی تھی کہ اچانک میری نظر آپ ﷺ پر پڑی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میرے آقا ﷺ کی پیشانی سے نکلنے والے پسینے سے نور برس رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی میں دنگ رہ گئی۔ (اسی اثنا میں) اللہ کے رسول ﷺ نے میری طرف دیکھا اور پوچھا:

اے عائشہ! کیا ہوا؟ (تم اس قدر حیران کیوں ہو؟)

میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ جوں ہی میں نے آپ ﷺ پر نظر ڈالی تو آپ ﷺ کی پیشانی کے عرق سے نکلنے والے نور نے مجھے (ورطۂ حیرت میں ڈال دیا)''

اور پھر ابو کثیر الہذلی کا یہ شعر پڑھنے لگیں

فاذا نظرْتُ اِلٰى اَسرَّةِ وَجْهِهٖ

برقتْ كبرْقِ العارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

''جب میں نے اس رخِ تاباں پر نگاہ ڈالی تو اس کی شانِ تابانی ایسی تھی جیسے کسی بادل کے ٹکڑے میں بجلی چمک رہی ہو۔''

ماتھا اور چہرہ! انسانی شخصیت کے ایکسرے

میرے بھائیو! ماتھا اور چہرہ انسانی شخصیت و کردار کے ایکسرے ہوتے ہیں جو اندر ہوتا ہے وہی باہر دکھائی دیتا ہے۔ اچھے، سچے اور نیک انسانوں کے چہرے مثل مہتاب چمکتے ہیں اور ان کی پیشانیاں مثل شب چراغ دمکتی ہیں۔ یہ انوار اُنہی تجلیات کا پرتو ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے مومنوں کے دلوں اور دماغوں پر برسائے جاتے ہیں اور پھر یہی انوار بقعۂ نور بن کر انسان کے اعضا و جوارح اور چہرے و ماتھے پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس جھوٹے، دغاباز اور سرکش انسان کا چہرہ پژمردہ اور ماتھا افسردہ ہی دکھائی دیتا ہے۔

میرے پروردگار کا ارشاد ہے:

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ ۚ [۲۱]

''کوئی نہیں! اگر باز نہ آئے گا تو ہم اسے پیشانی (کے بل) پکڑ کر گھسیٹیں گے.....
پیشانی دروغ و خطا میں آلودہ۔''

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''میرے بھائیو! دنیا میں ایسے بھی روشن ضمیر انسان ہیں کہ جب انھیں ربِ کائنات کا حکم سنایا جاتا ہے تو وہ بلاتوقف اس کے سامنے اپنی جبینِ نیاز جھکا دیتے ہیں۔

ان ہی میں سرفہرست ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں کہ جب انھیں ذبح ہونے کا فرمانِ الٰہی سنایا جاتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں:

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ ۚ [۲۲]

''بولا: اے میرے ابا جان! آپ کر ڈالیے جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے۔ آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے اور پھر دونوں نے حکم تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔''

اس طرح حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام نے اپنا روشن ماتھا ربِّ کائنات کے حضور پیش کر کے اپنے باطن کی اطاعت کا عملی طور پر مظاہرہ کر دِکھایا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام وہی روشن جبین رسول ہیں کہ جن کی نسل پاک سے ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ جن کا چہرہ نور سے معمور اور جُبہہ نور سے پُرنور تھا۔

ایسی ہی پیشانیوں میں ہمارے لیے پیغامِ اطاعت بھی ہے اور درسِ ہدایت بھی۔

حسین بھنوؤں کا نظارہ

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''اور اب آپ حضرت نبی اکرم ﷺ کی خوب صورت بھنوؤں کے متعلق بھی سن لیں۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کے ابرو خم دار اور گھنے تھے اور ان میں درمیانی فاصلہ بھی تھا۔''

جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ ''مَقْرُوْنُ الْحَاجِبَیْنِ'' ۲۳ ''ملی ہوئی بھنوؤں والے تھے۔''

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ابروئیں ''اَزَجُّ اَقْرَنُ'' ''لمبی باریک اور پیوستہ تھیں۔''

یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔

''اصل میں اللہ کے نبی ﷺ کی بھنویں نہ تو (مکمل) طور پر آپس میں ملی ہوئی تھیں اور نہ (کامل) طور پر جدا جدا تھیں بلکہ ان میں معمولی سا فاصلہ تھا جو بڑی کوشش اور بغور

دیکھنے کے بعد ہی دکھائی دیتا تھا۔ اس لیے دُور سے دیکھنے والوں کو آپ ﷺ کی بھنویں پیوستہ دکھائی دیتی تھیں اور گہری نظر سے دیکھنے والوں کو وہ علیحدہ علیحدہ نظر آتی تھیں۔'' ۲۴

مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ کی خوب صورت بھنویں آپ ﷺ کے حسن میں ایک عجیب نکھار پیدا کر رہی تھیں۔

نگران و پاسبان اَبرُو

پروفیسر نوید صاحب نے فرمایا:

''میرے بھائیو! ایسے قدرتی اور حسین ابرو تو ہمارے بس میں نہیں لیکن ہم اپنی ان ہلالی بھنوؤں کی حفاظت تو کر سکتے ہیں جو اللہ ربّ العزت نے ہماری آنکھوں پر سجادی ہیں۔

بعض عورتیں مصنوعی زیب و زینت کے لیے اپنی بھنویں خوب بناتی، تراشتی اور سنوارتی رہتی ہیں جس سے ان کے چہرے کی وقتی آرائش تو ہو ہی جاتی ہے لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ان کے پپوٹے پھول کر نیامِ چشم کا حُلیہ بگاڑ دیتے ہیں جس سے ان کے چہرے کی رونق بھی ختم ہو جاتی ہے اور (رفتہ رفتہ) ان کی آنکھوں کا نور بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ وقتی آرائش کے لیے قدرتی زیبائش کو قربان کر دینا یہ کہاں کی دانش مندی ہے؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۲۵ ''اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں''

یاد رکھو! ہماری بھنویں ہماری آنکھوں کی پہرے دار بھی ہیں اور دُھول وغیرہ سے بچاؤ کی نگران و پاسبان بھی ہیں۔

طرابلس کے ایک نامور محقق علامہ حسین آفندی فرماتے ہیں:

''یہ دونوں بھنویں دونوں آنکھوں کے اوپر سیاہ یا اس کے مشابہ رنگ کی بغرضِ زینت رکھی گئی ہیں نیز اس لیے کہ جو نور باہر سے آنکھ پر آ کر پڑے اس میں سے کسی قدر چوس لیں۔

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن کی بھنوؤں اور مژگاں کے بالوں کا رنگ سفید ہوتا ہے اُس کی آنکھ چوندھیا جاتی ہے اور وہ اپنی آنکھوں کو ذرا بند کر کے دیکھتا ہے'' ۲۶

پس ہمیں ایسی مفید بھنوؤں اور خداوند کریم کی تمام نعمتوں پر ہمہ وقت شکر ادا کرنا چاہیے۔

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ '' كَرِيْمٌ'' ○ ۲۷

''اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار غنی ہے کریم ہے''۔

یہ بینی ہے یا منارۂ نور؟!

بھنوؤں کا ذکر کرنے کے بعد پروفیسر صاحب نے کہا:

آیئے! آج کی اس محفل میں ہم نبی پاک ﷺ کی بینی مقدسہ کا تذکرہ کریں تاکہ ایک طرف ہمیں آپ ﷺ کی ناک مبارکہ کی ظاہری و باطنی خوب صورتی کا علم ہو جائے تو دوسری طرف ہمیں ان حقائق کا بھی پتا چل جائے کہ جن کے اپنانے سے منہ و چہرہ نمایاں اور ناک نقشہ روشن ہو جاتا ہے۔

پروفیسر صاحب نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''لوگو! میرے نبی کریم ﷺ کی بینی مبارکہ ''اَقْنَى الْعِرْنِيْن'' بلندی مائل تھی ''لَهٗ نُوْرٌ'' يَعْلُوْهُ'' وہ پُرنور و پُر رونق تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی شعاعِ نور سے معمور بینی مبارکہ مرجعِ خلائق بنی ہوئی تھی۔

کس کی ناک خوب صُورت؟

چہرے کی خوب صورتی کا دارومدار خوب صورت ناک پر ہے۔ خوش نما ناک وہی ہوتی ہے جو چہرۂ انسانی کے عین مطابق ہو۔ نہ تو وہ حد سے بڑھ کر موٹی ہو اور نہ ہی بیٹھی اور پتلی ہو اور نہ ہی اس کے نتھنوں کی ہڈی ٹیڑھی و ترچھی ہو۔

اگر ناک کے بالائی حصہ میں اعتدال کے ساتھ کچھ اٹھان بھی ہو تو ایسی ناک دونوں گالوں کے درمیان گل دان میں سجے ہوئے گل دستہ کی مانند دکھائی دیتی ہے۔

لیکن ایسی خوب صورت ناک و چہرہ کی رنگینی میں نہ تو ہمیں کوئی اختیار ہے اور نہ ہی ہم اس تخلیق میں ذرا بھر کوئی قدرت وطاقت رکھتے ہیں کہ جیسا ہم چاہیں ویسا ہی اپنے آپ کو بنالیں۔

یہ تو اللہ جل شانہ کی ذات ہے جو تمام مخلوق کو اپنی مشیّت، چاہت اور اپنی قدرت وحکمت کے تقاضوں کے مطابق بناتی ہے۔ اس کے کاموں میں بھلا کون دخل دے سکتا ہے؟

هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ [۲۸]

''وہ وہی (خدا) ہے جو ماؤں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بناتا ہے''

اس لیے اگر ہماری شکل وشباہت ہماری اپنی نگاہ میں یا پھر کسی اور کی نظر میں حسین نہیں تو نہ سہی لیکن اگر ہم نے علم وادب اور سیرت وکردار کا لباس زیبِ تن کرلیا تو پھر ہمارا یہی جمال ظاہری حسن کی کمی کو کمال میں بدل دے گا۔

اسی طرح اگر ہماری ظاہری شکل وشباہت خوب صورت نہیں تو نہ سہی لیکن ان پر ہم نورِ ایمان کا چھڑکاؤ کر کے انھیں نور کے سانچے میں ڈھال تو سکتے ہیں۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے فرمایا:

'' اگر ناک صاف نہ رکھی جائے تو شیطان اس میں اپنے ڈیرے جما کر خوب ظلمتیں پھیلاتا رہتا ہے۔ جس کے اندھیرے جُھک جُھک کر انسان کے قلب وقالب کو

سیاہ بنا دیتے ہیں۔ اسی لیے شیطان کی ظلمت سے محفوظ رکھنے کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"اذا توضأ احدکم فلیستنثر، فان الشیطان یبیت علی خیاشیمہ" ۲۹

"جب تم میں کوئی وضو کرے تو ناک خوب صاف کر لیا کرے کیوں کہ شیطان انسان کے نتھنوں میں رات بسر کرتا ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ اگر غلیظ مواد اور بلغم جمع ہو جائے تو اس سے ذہن خراب اور فکر انسانی میں فساد برپا ہوتا ہے۔ شیطان (انسان کی ناک میں رہتے ہوئے) اس کے دل میں بُرے بُرے خیالات ڈالتا رہتا ہے اور اس طرح انسان کو تدابیر اذکار سے بھی روک دیتا ہے۔" ۳۰

لہٰذا شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لیے ہمیں ہر وقت ناک صاف ستھری رکھنی چاہیے کیوں کہ شیطان ایک اندھیرا ہے اور گندگی بھی ایک اندھیرا ہے۔ اگر ناک سے گندا اور بدبودار مواد نہ ہٹایا جائے تو اس سے پورے ناک پر سیاہی چڑھ آئے گی جو اندھیری کوٹھڑی (جسم کے اندرونی حصہ) اور چہرہ کی رونق اُڑا کر رکھ دے گی اور جب ناک صاف ہو گی تو اس سے تاریکی دور ہو گی اور اس کی جگہ روشنی پیدا ہو گی جس کا اثر ناک کے اندر سے پھوٹ کر باہر ناک پر چمک کی صورت میں ظاہر ہونے لگے گا اور پھر یہ چمک پورے بشرہ میں سرایت کر کے اسے نورانی بنا دے گی جس سے چہرہ شگفتہ اور جبیں تابیدہ دکھائی دینے لگے گی۔

ناک کی صفائی سے قوتِ شامہ بھی تیز ہوتی ہے جو ہمیں بدبودار و سڑاند چیزوں سے فوراً بچا سکتی ہے۔ اگر کسی کے سونگھنے کی حس قوی نہ ہو تو پھر وہ نہ تو خوشبو و بدبو میں فرق کر سکے گا اور نہ ہی خورد و نوش کی گلی سڑی اشیا سے اپنے آپ کو بچا سکے گا اور چوں

کہ ناک ہوا کا آلہ ہے اور اس کے ذریعہ سے ہوا جس طرح پھیپھڑوں تک پہنچتی ہے اسی طرح اس کے ذریعہ سے مِعدہ، قلب اور دماغ بلکہ تمام بدن کے بدبو دار اور لیس دار بخارات بھی نکلتے ہیں اس لیے یہ راستہ خوب صاف ستھرا رکھنا چاہیے تاکہ اس کی گندگی سے زندگی، بدن اور ماحول آلودہ وزہریلا نہ ہونے پائے۔

اس طرح ناک کی صفائی سے انسان اپنے آپ کو اور دوسرے کئی انسانوں کو بھی کئی قسم کی متعدی بیماریوں سے بچا سکتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے لب ودہن کی خوش نمائی

پروفیسر نوید صاحب نے فرمایا:

اب آپ حضرات نبی پاک ﷺ کے دہن اطیب اور لبِ اطہر کے ذکر سے بھی اپنا ایمان تازہ کرلیں۔ آپ ﷺ کا منہ مبارک اعتدال کے ساتھ کشادہ اور شگفتہ تھا۔ آپ ﷺ کے ہونٹ بھی نہایت ہی حسین تھے۔

عرب معتدل مُکھ اور نازک لبوں کی بہت زیادہ تعریف کرتے، جب کہ چھوٹا منہ اور پتلے ہونٹوں کو وہ اتنا اچھا نہیں سمجھتے اور پھر ایسے لب ودہن کا کیا کہنا جس نے اپنی فصاحت وبلاغت کے جوہر دکھا کر اچھے اچھوں کے گھٹنے ٹکادیے۔

حضور ﷺ کو دیکھنے والا اس بات میں فرق وتمیز نہیں کرسکتا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے کس عضو کو سب سے زیادہ خوب صورت کہے؟ کیوں کہ دیکھنے میں بدن مبارک کا ہر ہر حصہ دوسرے حصے سے زیادہ زیبا وعمدہ لگتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ لب ودہن انسان کے چہرے میں خوب صورتی پیدا کرتے ہیں لیکن خیر الانام ﷺ کی خوب روئی کا معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف نظرِ التفات کرنے والا یہ فیصلہ نہیں کرپاتا تھا کہ آیا لب ودہن نے چہرۂ انور میں نور

بھر رکھا ہے یا چہرے نے ہونٹ اور منہ کا حسن دوبالا کر رکھا ہے؟

دراصل آپ ﷺ کا نورانی اور پُرتاثیر حسن اس دعا کی قبولیت کا اثر تھا جس میں آپ ﷺ اپنے پروردگار سے التجا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ اَسْفَلَ مِنِّیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِیْ یَوْمَ لِقَآئِکَ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا'' ۳۱؎

''الٰہی! میری آنکھوں میں، میرے کانوں میں، میری زبان میں اور میرے دل میں نور بھر دے۔ میرے دائیں، میرے بائیں، میرے سامنے، میرے پیچھے، میرے اوپر اور میرے نیچے بھی نور ہی نور کر دے اور مجھے اس دن کے لیے بھی نور عطا کر جس دن میں تجھ سے ملوں اور میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔'' ☆

نبی کریم ﷺ کی دعا کا ذکر کرنے کے بعد پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''دوستو! اللہ جل شانہٗ نے فخرِ رُسل ﷺ کے لب و دہن میں ایک عجیب نکھار پیدا کر رکھا تھا اور پھر اسے وحی کے نور سے معمور کر کے نُور'' عَلٰی نُوْر بنا رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے منہ مبارک سے وہی کچھ نکلتا جو حق و سچ ہوتا۔

☆ نور کی تعریف: ابن سکیتؒ کے نزدیک نور لغت میں ضیا کو کہتے ہیں (روح المعانی ص۱۶۰ ج۱۸) بعض نے کہا ہے: ''جس کی روشنی ذاتی ہو وہ ضیا ہے اور جس کی دوسرے سے مستفاد ہو وہ نور ہے'' (تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر۴ زیر تفسیر سورہ یونس) بعض محققین نے دونوں میں یہ فرق بتلایا ہے کہ ''نور'' مطلق روشنی کو کہتے ہیں اور ضیا اور ضو اس کے انتشار (پھیلاؤ) کا نام ہے (روح المعانی ص۱۶۰ ج۱۸) امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''نور وہ ہے جو خود اپنی ذات سے ظاہر اور روشن ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر و روشن کرنے والا ہو'' (روح البیان ۱۵۲/۶)

اس لیے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اُکْتُبْ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ" ۳۲

"لکھ! اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا"

شیریں لب اور زیبا منہ

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

"ہمارے لب ودہن بھی حسین بلکہ حسین تر بن سکتے ہیں بشرطیکہ ہم انھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کی مہک سے معطر بنالیں اور ساتھ ہی حق بات کے اظہار میں نہ تو توقف سے کام لیں اور نہ ہی کسی کا خوف کھائیں۔ نہ تو بے جا بولیں اور نہ ہی بے تحاشہ بولتے چلے جائیں بلکہ اکثر اوقات خاموش رہیں اور جب بولیں تو قرینے سے بولیں۔

جیسا کہ حضرت علی ہجویریؒ لکھتے ہیں:

"جب (داعیانِ طریقت) خاموش ہوں تو ان کا سکوت سونا ہے اور جب بولیں تو ان کا کلام سونا بنانے کا نسخۂ اکسیر (ہے) ۳۳

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے آنکھ، زبان، اور ہونٹوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ○ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ ○ ۳۴

"کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں، اور ایک زبان اور دو ہونٹ"

یہ اللہ جل شانہ کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں لیکن اس کا احساس تو اسے ہی ہے جو اِن نعمتوں سے محروم ہے۔ آنکھوں کی قدر نابیناؤں کے پاس ہے جو درد بھری آواز میں کہتے رہتے ہیں:

"آنکھوں والو! آنکھیں بڑی نعمت ہیں"

زبان اور ہونٹ انسان کے مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ ہیں لیکن ان کی بھی قدر گونگوں اور ہونٹ کٹوں ہی کے پاس ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اچھی چیز کی قدر انسان کو اس چیز سے محروم ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔
دہن، زبان، اور ہونٹوں کا شکر یہ ہے کہ ہم ہمہ وقت ان سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور کبریائی کے نغمے الاپتے رہیں۔ انہیں تمام تر بدگوئیوں یعنی غیبتوں اور چغل خوریوں وغیرہ سے بچاتے رہیں۔ انھیں حرام مال کے چکھنے اور چسکے سے بھی محفوظ رکھیں''۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے درد بھرے لہجے میں کہا:

بھائیو! بعض ایسے بھی بد بخت لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ۳۵

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالاں کہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا۔ گو کافروں کو (کیسا ہی) گراں گزرے''۔

پروفیسر صاحب نے کہا:

آیت میں جو لفظ ''بِاَ فْوَاهِهِمْ '' آیا ہے شاید اس لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارت کے انکار و اخفا کے لیے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کام یاب ہونے والے نہیں۔ ہزار کوشش کریں کہ فارقلیط آپ ﷺ نہیں ہیں، لیکن اللہ منوا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا'' ☆ ۳۶

☆ فارقلیط: ''مسیحی جس یونانی لفظ کے ترجمہ سے خود مطمئن نہیں ہیں، اور اس کا ترجمہ کبھی ''تسلی دہندہ'' سے کرتے ہیں کبھی ''مددگار'' سے کبھی ''وکیل''، کبھی ''شفیع'' سے وہ اصل میں (periclutos) ہے، جو صحیح ترجمہ لفظ ''احمد'' ہی (بمعنی محمود و ستودہ) کا ہے'' (دیکھیے تفسیر ماجدی، ص ۱۱۰۴، (سورہ الصف ۶۱/۶) حاشیہ نمبر ۸)

دانت وہ جو نور بکھیریں

(پروفیسر صاحب نے دورانِ تقریر تھوڑا سا وقفہ کر کے پاس ہی پڑے ہوئے گلاس سے پانی پیا اور پھر ارشاد فرمایا:)

اور اب آپ حضرات! سرکارِ دو عالم ﷺ کے دندانِ آب دار کا تذکرہ بھی گوشِ دل سے سُن لیجیے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کے بقول " آپ ﷺ کے دندان مبارک آب دار تھے۔ ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا سا فصل بھی تھا"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ" ۳۷

" اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے والے دانتوں میں تھوڑا (سا) فاصلہ تھا۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے اگلے دانتوں سے نور کی مانند (روشنی) نکلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔"

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ (جندرہ بن خشینہ) فرماتے ہیں:

"میں، میری والدہ اور خالہ ہم سب نے نبی پاک ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ واپسی پر میری امّاں اور خالہ نے مجھ سے کہا:

یَا بُنَیَّ مَا رَاَیْنَا مِثْلَ ھٰذَا الرَّجُلِ اَحْسَنَ مِنْہُ وَجْھًا وَّلَا اَنْقٰی ثَوْبًا وَّلَا اَلْیَنَ کَلَامًا وَّ رَاَیْنَا کَاَنَّ النُّوْرَ یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ ۳۸

" اے میرے نورِ چشم! ہم نے آپ ﷺ سے زیادہ خوب رُو، آپ ﷺ سے زیادہ پاکیزہ لباس والا اور آپ ﷺ سے زیادہ نرم زبان والا کوئی آدمی نہیں دیکھا

(جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے) تو یوں محسوس ہوتا گویا منہ مبارک سے نور نکل رہا ہے۔

پروفیسر صاحب نے حاضرینِ محفل سے فرمایا:

امامِ رُسل ﷺ کے تمام دندان مبارک جدا جدا نہ تھے۔ صرف آپ ﷺ کے سامنے کے دانتوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ کیوں کہ (بہت سارے) الگ الگ دانت منہ کی خوش نمائی کی بجائے اس کی بدنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ [۳۹]

آپ ﷺ کے تمام دانت پاکیزگی میں انار کے دانوں کی طرح صاف اور چمک میں صدف کے موتیوں کی مانند شفاف تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دانتوں میں خوب صورتی پیدا کرنے کے لیے سامنے والے دانتوں میں معمولی سا فرق بھی رکھ دیا اور پھر اس میں اپنی جانب سے نور بھی بھر دیا تا کہ حسین دانتوں والا بھی ان نورانی دانتوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ ﷺ اپنے منہ سے لعل اگلتے تو اس وقت آپ ﷺ کے دہنِ اطیب سے نورِ عرفان کی کرنیں آفتاب کی شعاعوں کی طرح روشنی بکھیرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں جس سے نورِ ہدایت کے متلاشیوں کے تن من اور جسم و جان ایسے روشن ہو جاتے جیسے رات کی تاریکی ماہِ چاردہ کے اجالے سے تاباں ہو جاتی ہے۔

مسواک کے جسمانی وروحانی فائدے

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''سامعین محترم! نبی کریم ﷺ دانتوں کے قدرتی حسن کو برقرار رکھنے اور انھیں خوشبودار بنانے کے لیے مسواک کا استعمال کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَاُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَہٗ قَالَتْ بِالسِّوَاکِ [۴۰]

"جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کس چیز سے ابتدا فرمایا کرتے تھے؟
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:
گھر آتے ہی (سب سے پہلے) آپ ﷺ مسواک کیا کرتے تھے"۔
آپ ﷺ کے ہاں مسواک کی بہت ہی زیادہ اہمیت تھی۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:
لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ لَاَ مَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ [41]
''اگر میں مومنین پر دشوار نہ جانتا تو انہیں ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا''
ایک بار جب آپ ﷺ نے اپنے ارد گرد گندے اور زرد دانتوں والوں کو دیکھا تو انھیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:
مَا بَالُكُمْ تَاْتُوْنِيْ قُلْحًا لَا تَسَوَّكُوْنَ؟ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الْوُضُوْءَ [42]
''تمہیں کیا ہوا کہ تم میرے پاس زرد دانت لیے چلے آتے ہو۔ تم مسواک کیوں نہیں کر لیتے؟ اگر مجھے اپنی اُمت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک ایسے فرض کر دیتا جیسا کہ میں نے ان پر (نماز) کے لیے وضو فرض کر دیا''
پروفیسر صاحب نے حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:
''منہ اور دانت کھانے پینے کی قدرتی مشین ہیں۔ اگر اس کی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام نہ رکھا جائے تو یہ مشین اپنا کام درست طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتی۔
چوں کہ دہن اور دندان کو صاف نہ رکھنے سے نظامِ انہضام اور نظامِ تنفس وغیرہ میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس لیے اس کے کل پرزوں کی پاکیزگی کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے تاکہ بدنِ انسانی کو کسی قسم کی اندرونی و بیرونی خودساختہ بیماریوں سے بچایا جاسکے۔
منہ کو جراثیم سے پاک کرنے کے لیے دانتوں میں خِلال بھی کرنا چاہیے اور جراثیم کش

(مسواک) کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔
مسواک کے مزید فوائد کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے فرمایا:
میرے نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:
السِّوَاکُ یَزِیْدُ الرَّجُلَ فَصَاحَۃً [۴۳] ''مسواک انسان کی فصاحت بڑھاتی ہے''۔
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:
''خوب طرح مسواک کرنے سے ہونٹوں کی پھنسیاں ختم ہوتی ہیں۔ آواز صاف ہوتی ہے اور منہ خوشبودار ہوتا ہے'' [۴۴]
مختصر یہ کہ مسواک کرنے سے دانت موتیوں کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ اس کے مسلسل استعمال سے نگاہ تیز، آواز صاف اور کلام شیریں بن جاتا ہے۔ مسواک کرنے سے معدہ، طحال، جگر، جبڑے، گلے، مسوڑھے، سینے، ہونٹوں اور دانتوں کی کئی بیماریوں کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے۔
اگر چہ ٹوتھ پیسٹ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں مگر مسواک کے مقابلہ میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ اتنا فائدہ مند کہاں؟ جتنا کہ سودمند مسواک ہے کیوں کہ مسواک کرنے سے منہ میں قدرتی نور کے ساتھ مُشک بھی پیدا ہوتی ہے اور فرشتوں کی محبت بھی حاصل ہوتی ہے اور آخری وقت میں کلمۂ شہادت بھی نصیب ہوتا ہے۔
ان تمام فوائد سے بڑھ کر یہ بات مدِ نظر رکھی جائے کہ مسواک ہمارے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے اور سنت کی اتباع خداوند قدوس کی رضا و خوش نودی کی دلیل ہے۔
میرے اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ'' رَّحِیْمٌ'' ○ [۴۵]
''آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے"

دانتوں کے ذکر کے بعد پروفیسر صاحب نے آپ ﷺ کی گردن مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

فرازئ گردن کی زیبائی

خوب صورت ترین گردنوں میں جو شرف و امتیاز ختم المرسلین ﷺ کی گردن مبارکہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو کہاں نصیب؟

اگر آپ حضرات نے اس مبارک گردن کی زیارت سے اپنی آنکھیں روشن کرنی ہیں تو پھر حضرت ابو بکر خیثمہ رحمتہ اللہ علیہ کے وہ الفاظ سنیے جو وہ اپنی تاریخ میں جناب رسالت مآب ﷺ کی گردن مبارکہ کی تعریف میں بیان کرتے ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًامَاظَهَرَمِنْ عُنُقِهٖ لِلشَّمْسِ وَالرِّيَاحِ فَكَاَنَّهٗ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍمُّشْرَبُ ذَهَبًايَّتَلَا لَاُ فِىْ بَيَاضِ الْفِضَّةِ وَ حُمْرَةِ الذَّهَبِ وَمَاغَيَّبَتِ الثِّيَابُ مِنْ عُنُقِهٖ فَمَا تَحْتَهَافَكَاَنَّهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبُدْرِ. [۴۶]

"رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارکہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارکہ کی (وہ جگہ) جس پر ہوا اور دھوپ لگتی تھی وہ چاندی جیسی سفید اور سونے جیسی سرخ تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارکہ کا (یہ حصہ) چاندی کی سی سفیدی اور سونے کی سی سرخی کی مانند دمکتا تھا۔ آپ ﷺ کی عُنُق مبارکہ کا (وہ حصہ) جو کپڑے سے چھپا رہتا تھا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا"۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روشن جبیں صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارکہ بارے میں فرماتے ہیں:

''كَانَ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَآءِ الْفِضَّةِ''

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارکہ مورتی کی تراشی ہوئی گردن کی مانند انتہائی خوب صورت تھی اور رنگت میں وہ چاندی جیسی شفاف تھی۔''

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن چاندی کی صفائی لیے ہوئے گڑیا کی گردن تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارکہ کو مورتی کی گردن سے تشبیہ دینے کی وجوہات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَصُفُ عُنُقِهِ بِالدُّمْيَةِ فِيْ الْاِشْرَاقِ وَالْاِ عْتِدَالِ وَ ظَرْفِ الشَّكْلِ وَحَسَنِ الْهَيْئَةِ وَالْكَمَالِ'' ۴۷

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارکہ میں مورتی جیسی چمک، تناسب، کمال، حسنِ صورت اور حسین ساخت جیسی عمدگی پائی جاتی (تھی)''

چوں کہ بت تراش مجسمہ میں انتہائی درجہ کی خوب صورتی پیدا کرنے کے لیے بے حد کوشش کرتا ہے اور اسے خوب تر بنانے کے لیے اپنی ماہرانہ صلاحیتیں لگا دیتا ہے۔

آخر کار یہ مورتی اس کی تخلیق کا ایسا عظیم الشان شہکار بن جاتی ہے جس کے نقش و نگار اور صراحی دار گردن دیکھ کر انسان عش عش کر اٹھتا ہے مگر اس سے بڑھ کر حسین اور جاذبِ نظر گردن والا ایسا صاحبِ جمال بھی ہے جس کے حکم کی تعمیل میں مومن اپنی گردن تک کٹانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

اگر دنیا کے تمام حسن یکجا کر دیے جائیں اور پھر ان سب کے اشتراک سے ایک نہایت ہی اعلیٰ دیدہ زیب مجسمہ بنا دیا جائے تب بھی وہ خوب صورت صنم، آفتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدرتی حسن کے سامنے اس زمینی دیے ہی کی طرح ہوگا کہ جس کی روشنی سورج کے

نکلتے ہی مدھم بلکہ معدوم ہو جاتی ہے۔

بھلا! ذرۂ بے مقدار کو خورشیدِ فلک سے کیا نسبت!

الغرض جو ذات حسین و جمیل بھی ہو اور ختمِ نبوت کی خلعتِ فاخرہ سے آراستہ بھی ہو تو پھر اس ذات اقدس ﷺ کی خوب صورتی و برتری کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟"

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے خوبصورت گردنوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

حسین و قبیح گردنوں کی علامات

اللہ جل شانہ کے حضور گردن جھکا دینا، گردن جھکا کر چلنا اور پرہیز گاری اختیار کرنا ہی اصل میں گردن کے حُسن کی نشانی ہے جب کہ گردن کُشی، غرور و تکبر اور شرارت و بغاوت کی علامت ہے۔

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

"آیئے! اب میں آپ حضرات کو گردن کُش ابولہب (عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب) کی اکڑی ہوئی بیوی اُمِ جمیل (اروئی بنت حرب) کی سرکشی بھی سنادوں۔ یہ وہ عورت ہے جو دینِ اسلام کی دشمنی اور پیغمبرِ خدا کی ایذا رسانی میں اپنے شوہر سے دو قدم آگے تھی۔ جنگل جاتی۔ وہاں سے وہ خاردار لکڑیاں چن چن کر حضور ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی۔ اس سے بھی اس کے دِل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی بلکہ وہ لڑائی بھڑائی کے لیے لگائی بجھائی بھی خوب کرتی رہتی تھی۔ اس کے پاس قیمتی جواہرات کا ایک گلوبند بھی تھا۔ وہ لات و عزیٰ (بتوں) کی قسم کھا کر کہا کرتی تھی کہ میں اس گردن بند (زیور کو) محمد (ﷺ) کی عداوت میں خرچ کروں گی" [۴۸]

علامہ شبیر احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ (تفسیرِ عثمانی میں) سورۃ اللّھب کے حاشیہ نمبر۵ پر لکھتے ہیں:

''اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بد بخت کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی، لکڑیوں کے گٹھے کی رسی گلے میں آپڑی جس سے گلا گھٹ کر دم نکل گیا''

چوں کہ ابولہب کی جورُو کو اپنے گلے کے بیش بہا ہار پر بڑا ناز تھا اور حق کے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر لگائی بجھائی بھی کرتی رہتی تھی اسی لیے روزِ محشر اس کی سزا بھی یہی مقرر ہوئی کہ اس کی گردن میں دوزخ کا پھندا ڈال دیا جائے گا تا کہ اس کے کیے کا اسے مزہ چکھایا جائے۔

اس کے کرتوتوں کی سزا کا عدالتی فرمان اس طرح جاری ہوا:

''وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ'' مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾'' ۴۹

''اور اس کی بیوی بھی لکڑیاں لاد کر لانے والی، اس کی گردن میں ایک رسی (پڑی) ہوگی خوب بٹی ہوئی''۔

بٹی ہوئی رسی سے مراد جہنم کی آہنی تاروں سے بٹا ہوا وہ پھندا ہے جو اس کی سیدھی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

اس واقعہ میں پیغمبرِ اسلام اور دینِ حق سے مخالفت و عداوت کرنے والوں کے لیے درسِ عبرت ہے لیکن اس قسم کے واقعات سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو صاحبِ عقل و دانش ہوں۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے بھائیو! میری باتوں کو گرہ میں باندھ لو۔ دیکھو! جو لوگ تکبر و غرور کی وجہ سے پروردگارِ عالم کے سامنے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے اور نہ ہی وہ اس کے رسولوں کے ارشادات سن کر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ تو آخر کار حق سبحانہ وتعالیٰ بھی ایسے گردن کشوں

سے نورِ حق اور نفوذِ خیر کی کرنیں روک دیتے ہیں اور یہاں تک کہ ان کے کفر و غرور کی پاداش میں ان سے فطرتِ اسلامیہ کی وہ چنگاری بھی ضبط کر لی جاتی ہے جو انھیں پیدائشی طور پر ودیعت کر دی گئی ہوتی ہے۔

نورِ پیدائشی کے گُل ہوتے ہی ان کے دل تاریکیوں میں ڈوبنے لگتے ہیں جن سے (گناہوں اور بغاوتوں کے) دھوئیں اُٹھ اُٹھ کر ان کے سروں، گردنوں، چہروں اور بدنوں کو کوّے کی طرح سیاہ بنا دیتے ہیں۔

ایسے اشخاص رنگت کے اعتبار سے گو کتنے ہی گورے چٹے کیوں نہ ہوں لیکن نظر والوں کو وہ اس جہاں میں بھی انتہائی سیاہ دکھائی دیتے ہیں اور آخرت میں تو سب ہی ان کے کالے چہروں اور سیاہ جسموں سے انھیں پہچان لیں گے کہ یہ وہی رُو سیاہ ہیں جن کی گردنیں دنیا میں ہوا پر رہنے کی وجہ سے اکڑی اکڑی رہتی تھیں۔ انھیں اس خستہ حالت میں دیکھ کر دیکھنے والے کہہ اٹھیں گے۔

''یہ سزا ان کے مکافاتِ عمل ہی کا نتیجہ ہے۔''

آیئے! اب آپ دعوتِ حق کی صدا بلند کرنے والوں کی سرفرازی اور خداوند کریم کی شانِ کریمی اور فیاضی بھی لسانِ نبوت ﷺ سے سن لیجیے:

''اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقاً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُؤَذِّنُوْنَ'' ۵۰

''قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں سب لوگوں سے زیادہ لمبی ہوں گی''۔

چوں کہ مؤذنین اپنی صدائیں بلند کرتے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اعزاز کے طور پر انھیں دنیا میں بھی عزتوں اور رفعتوں سے نوازتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے سروں اور گردنوں کو بہ نسبت دوسروں کے اونچا کر کے انہیں معزز و ممتاز مقام عطا فرما دیں گے۔

اَذان مکمل دعوت اور پیغامِ حق ہےاور جو بھی بآوازِ بلند اس صداقت کا اعلان کرتا ہے،
خداوند قدوس اسے سب مخلوق سے بلند وبالا اور عالی رتبہ عنایت فرماتے ہیں۔
آنحضرت ﷺ کا بتایا ہوا یہ نسخہ (دعوتِ حق) کتنا سہل اور کتنا آسان ہے۔
پس اس کے لیے حسنِ نیت، یقینِ مُحکم، عملِ پیہم اور حُبِ اسلام کی ضرورت ہے۔
حسین گردنوں کی علامات، اذان کی اہمیت اور مؤذن کی فضیلت بیان کرنے کے بعد
پروفیسر صاحب نے فرمایا:

باوقار قدموں کا دیدار

ہم آں سرور ﷺ کے قدموں تلے اپنی آنکھیں کیوں نہ بچھا دیں کہ جن کے
طفیل ہمیں خدا ملا، ایمان ملا، قرآن ملا اور زندگی کا قرینہ ملا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے
قدسی قدموں کے تذکرے سے آپ حضرات کا دل ضرور چاہے گا کہ کاش یہ متبرک قدم
ہمارے سامنے ہوتے تو ہم بھی انھیں دھو دھو کر پیتے لیکن یہ کوئی مشکل کام نہیں۔
اگر ہم آپ ﷺ کی اتباع میں آپ ﷺ کے قدم بہ قدم چل پڑیں تو ہمیں وہی اطمینان
اور وہی سکون حاصل ہوسکتا ہے جو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کو دھو دھو کر پینے سے
حاصل ہوسکتا تھا۔
اب آپ حضرات حضور ﷺ کے پاکیزہ قدم کی پُرتاب ہیئت کا تذکرہ سُن لیجیے اور دیکھیے
کہ نبی پاک ﷺ کی صورت وسیرت کو آپ ﷺ کی چال اور پاؤں کی بناوٹ نے کتنا
حسین بنا رکھا تھا۔
آپ ﷺ کے قدم مبارک نرم اور پر گوشت تھے۔ تلوے خالی اور ایڑیاں باریک تھیں۔
ہاتھ پاؤں کی انگلیاں حسین تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کے پاؤں کے

انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت کی انگلی) دوسری تمام انگلیوں سے لمبی تھی۔ ۵۱؎
حضرت جابر بن سَمُرہ ﷜ کے بیان کے مطابق حضور کی ایڑیوں میں گوشت کم تھا۔ ۵۲؎
ایسی ایڑیاں مَردوں کے حق میں اچھی اور زیادہ مناسب ہیں۔

آپ ﷺ کے پیر مبارک اتنے صاف و ہموار تھے کہ ان پر سے پانی فوراً ڈھل جاتا تھا۔ آپ ﷺ زمین پر قدم آہستہ اور پورا رکھتے۔ چلتے وقت چھوٹے قدم نہ اٹھاتے بلکہ زیادہ کشادہ قدم لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک ہموار اور تلوے قدرے گہرے تھے۔ نہ تو وہ زمین سے بہت زیادہ اٹھے ہوئے تھے اور نہ ہی وہ زمین سے بہت زیادہ لگے ہوئے تھے۔

یہ فرمانے کے بعد پروفیسر صاحب نے ایک قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" مکہ معظمہ میں ایک کاہنہ عورت رہتی تھی۔ (ایک روز) قریش کے (چندرؤسا اس کے پاس آئے) اور اس سے کہا کہ وہ ہمیں بتائے کہ کس کے قدم حضرت ابراہیم خلیل الرحمان (علیہ السلام) کے ساتھ زیادہ مشابہ ہیں۔
(کیوں کہ قریش اسلام لانے سے قبل کہانت وغیرہ پر پختہ یقین رکھتے تھے)

اُس نے کہا: "تم سارے جمع ہو جاؤ اور اپنے لڑکوں اور بچوں کو بھی لے آؤ۔"
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ سب جمع ہوئے تو اس نے ان سے کہا:
"میدان میں چادر بچھاؤ اور اس پر سے گزرو۔" انھوں نے چادر بچھائی اور اس پر سے گزرے۔
آخر میں جب حضور ﷺ تشریف لائے تو اس کاہنہ نے کہا:
"ان کے قدم ابراہیم خلیل الرحمان (علیہ السلام) سے زیادہ مشابہ ہیں۔" ۵۳؎
یہ واقعہ سنانے کے بعد پروفیسر صاحب نے فرمایا:

حضور ﷺ کی چال ڈھال

''نبی کریم ﷺ چلنے میں قدم قوت کے ساتھ اٹھاتے اور آگے کو جھک کر چلتے تھے۔ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں۔آپ ﷺ کی چال کس طرز کی تھی۔اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مِشْیَتِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ [54]

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا۔یوں معلوم ہوتا تھا گویا زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹی جارہی ہے۔

یقیناً اس چال سے مراد درمیانی چال ہے جو کہ ''وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ''
(اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر) کے مصداق ہوتی تھی۔
آپ ﷺ کی چال ایسی دِل رُبا و دِل کش ہوتی کہ:

رُکے تو گردشیں اُس کا طواف کرتی ہیں
چلے تو اُس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں (احمد فراز)

پس ایسی ہی چال سے ہم اپنے قدموں کو بے مثال بنا سکتے ہیں۔

شخصیت کے نکھار میں چال کا کردار

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''ہمیں نہ تو کسی خوبی و خوب صورتی پر نازاں ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے کسی منصب و منزلت پر مغرور ہونا چاہیے بلکہ اپنے رتبہ و کمال اور جاہ و جلال کو عطیۂ خداوندی سمجھ کر ہمہ وقت زبانِ حال و قال اور اپنی عاجزانہ چال ڈھال سے اس ذاتِ اقدس کا

شکرادا کرتے رہنا چاہیے جس نے ہمیں اس قدر بیش بہا اعضاو جوارح اور فہم و عقل سے نواز کر تمام مخلوقات میں ذی شعور و ذی وقار بنا دیا۔ اس لیے ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم اس کے سامنے سینہ تان کر چلیں کیوں کہ خداوند کریم غرور سے اکڑ کر چلنے والوں کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ ۵۵

''اور زمین پر اکڑ کر مت چل۔ بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔''

اور فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ ۵۶

''اور زمین میں اکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔''

اب آپ حضرات اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان بھی سماعت فرمالیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا مَشَتْ اُمَّتِيْ بِالْمُطَيْطِيَاءِ وَخَدَمَهَا اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ اَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِ هَا'' ۵۷

''جب میری امت تکبر سے چلنے لگے گی اور بادشاہوں کے بیٹے اور فارسی اور رومی جو سب اس کے خدمت گار ہوں گے (ان کے تکبر کی پاداش میں) ان کے اچھوں پر بُروں کو مسلط کر دیا جائے گا۔''

متکبرانہ چال انسان کے لیے دنیا اور عقبیٰ میں وبالِ جان بن جاتی ہے اور بسا اوقات اسے زمین میں دھنسانے کا باعث بھی بنتی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

بَیْنَمَا رَجُل" مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَخْرُجُ فِیْ بُرْدَیْنِ فَاخْتَالَ فِیْھِمَا فَامَرَ اللّٰہُ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْہُ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْھَآ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۵۸

"تم سے پہلے ایک شخص تھا جو دو چادریں اوڑھے ہوئے متکبرانہ چال چلتا تھا۔ اللہ تعالٰی نے زمین سے کہا کہ وہ اسے دھنسا دے زمین نے اسے پکڑ لیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔"

بہر حال اس کے برعکس اللہ جل شانہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ چلتے پھرتے ہیں تو وہ اپنی چال ڈھال کے انداز ہی سے پہچان لیے جاتے ہیں کہ یہ کس طرز کے لوگ ہیں؟ ایسوں ہی کی توصیف وستائش میں اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا ۵۹

"اور خدائے رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں"

یعنی اپنی فطری چال پر چلتے ہیں۔ وہ اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے لیکن ایسا مجاہد جو حق و باطل کے معرکہ میں دینِ حق کے دشمنوں کے سامنے اکڑ اکڑ کر چلتا ہے تو ایسی چال چلنے والے کو اللہ جل شانہ بہت پسند کرتا ہے کیوں کہ ایسا انداز اس نے اپنے بڑے پن کے لیے نہیں بلکہ حق کا بول بالا کرنے کے لئے اپنایا ہے۔ اسی طرح حُجاجِ کرام کی وہ چال بھی اللہ پاک کو بہت اچھی لگتی ہے جس میں وہ پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاتے ہوئے اور سینہ تانے ہوئے تیز تیز چلتے ہیں کیوں کہ حج میں ایسی چال چلنا اللہ کے رسول ﷺ کی سُنت ہے۔ اِس لیے جو بھی سُنت کی پیروی کرتا ہے اللہ جل جلالہ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

پسندیدہ چال کے تذکرہ کے بعد پروفیسر صاحب نے ناپسندیدہ چال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک جوان کو مریل چال چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''مَا بَا لُکَ اَاَنتَ مَرِیُض'' ؟ قَالَ :لا یَا اَمِیرَالمُؤمِنِینَ ! فَعَلَاہُ بِالدِرَّۃِ وَاَمَرَہُ اَنْ یَمْشِیَ بِقُوَّۃٍ۔ ۶۰

''کیا ہوا تم کو..... کیا بیمار ہو؟''

اُس نے کہا: ''اے امیر المومنین! نہیں تو''

آپؓ نے دُرّہ اٹھا کر اُسے دھمکایا اور فرمایا: ''قوت کے ساتھ چلا کرو''

پروفیسر صاحب نے فرمایا:

''دیکھیے! آدمی کی چال محض اس کے اندازِ رفتار ہی کا نام نہیں ہے بلکہ درحقیقت وہ اس کے ذہن اور اس کی سیرت و کردار کی اوّلین ترجمان بھی ہوتی ہے۔

ایک عیّار آدمی کی چال، ایک غنڈے بدمعاش کی چال، ایک ظالم و جابر کی چال، ایک خود پسند متکبر کی چال، ایک باوقار مہذب آدمی کی چال، ایک غریب مسکین کی چال اور اسی طرح مختلف اقسام کے دوسرے انسانوں کی چالیں ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتی ہیں کہ ہر ایک کو دیکھ کر بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس چال کے پیچھے کس طرح کی شخصیت جلوہ گر ہے۔'' ۶۱

آخر میں پروفیسر صاحب نے اپنے بیان کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''ربِّ کائنات نے انسان کے قلب و روح کو تر و تازہ اور تابندہ بنانے کے لیے رسالتِ مآب ﷺ کے قلب مبارک پر بارانِ رحمت یعنی وحی نازل فرما کر آپ ﷺ کو علوم و معارف کا ایک ایسا سمندر بنا دیا کہ اگر انسان حسنِ نیت اور کاوش کے

ساتھ اس سمندر کے آبِ شیریں سے اپنا آب خورا بھر بھر کر پیتا رہے تو یہ آبِ رحمت نہ صرف اس کے آبگینۂ دل کو موتی کی طرح چمکدار بنادے گا بلکہ اس کی روح کو بھی سورج کی کرن کی طرح تابدار بنادے گا۔

قلب وروح کی چمک دمک سے انسان کے اندر ایسی آب وتاب پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے وہ زمین پر بیٹھا بیٹھا وہ کچھ دیکھنے لگتا ہے جسے نہ تو ناری ونوری مخلوق دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی مقرب فرشتوں میں اتنی تاب کہ وہ ان تجلیات کا مشاہدہ کرسکیں جنہیں ایک بندۂ خاکی ہادیٔ عالم ﷺ کے نورِ ہدایت کے طفیل دیکھ رہا ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہر اعتبار سے اس کائنات کا ایک انمول تحفۂ خداوندی ہے۔جس کا ہر ہر عضو نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔اس نور کے دریا کے حسین اعضا و جوارح سے علم وحکمت اور خشیت ومعرفت کی ایسی نہریں چلیں جنھوں نے سلیم الفطرت انسانوں کے دلوں اور جسموں کو نور سے بھر کر خالقِ دو جہاں سے ملا دیا۔

ان نورانی چشموں کی خاصیت یہ ہے کہ جو بھی ان کے شفاف پانی سے چلّو بھر بھی پیے گا تو اس کا ظاہر بھی منور ہوگا اور باطن بھی روشن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ حضرات کو چشمۂ آفتاب ﷺ کے چشموں سے پانی بھرنا نصیب فرمائے تاکہ ہم اس سے اپنے خالی برتنوں یعنی دلوں کو بھر بھر کر ہمیش ہمیش کی زندگی پالیں۔آمین۔''

بیان ودعا کے بعد پروفیسر صاحب اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔

پروفیسر صاحب کے بیان کے بعد علامہ شبیر احمد صاحب کا خطاب ہوا۔انھوں نے

محاسنِ رسول ﷺ پر ایسا فصیح و بلیغ بیان فرمایا کہ تمام مجمع عش عش کر اٹھا۔

ان کے وعظ کے بعد ایک نعت خواں قاری ظفر علی صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے نعتِ رسول مقبول ﷺ پڑھی۔ ان کے پڑھنے کا انداز ایسا اچھوتا، نرالا اور دل گداز تھا کہ لوگوں نے ان سے ایک اور نعتیہ کلام پڑھنے کی استدعا کی۔ لوگوں کے اصرار پر انھوں نے صاحبِ اخلاق ﷺ کی شان میں مدحیہ اشعار کچھ ایسے دل آویز انداز و آواز کے ساتھ پڑھے کہ پورا مجمع ماشاء اللہ! سبحان اللہ! مرحبا اور واہ واہ کرنے لگا۔

ان کے بعد پروفیسر عطاء اللہ صاحب کو بیان کی دعوت دی گئی۔

انھوں نے صاحبِ کتاب ﷺ کی صورت، سیرت اور مقصدِ بعثت کو بڑے ہی جچے تلے الفاظ میں بیان کیا۔ ان کا بیان تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا۔

پھر ان کے بعد مولوی عبداللہ صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے اپنی خطابت میں صاحبِ کمال ﷺ کے وجودِ بابرکات کی اہمیت و ضرورت کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر کے تمام لوگوں کے دل موہ لیے۔

آخر میں محمد زاہد صاحب کا بیان ہوا۔ انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں نبی اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر ایسا مدلّل اور پُر تاثیر خطاب فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ ان کے بیان کے ہر ہر پہلو کو آپ حضرات کے سامنے تحریری شکل میں پیش کردوں لیکن طوالت کے خوف سے صرف ان کی چند باتوں اور نصیحتوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''صاحبِ جمال ﷺ کی ذات اقدس اپنے حسین جثہ، عظیم کرشمہ اور کارِ نمایاں کی وجہ

سے جہان والوں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔''

نیز آپ نے فرمایا:

''اگر کوئی مظاہرِ قدرت کے فلکی دیوں (سورج، چاند، ستاروں) کو دیکھتے، جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی ان کے وجود سے انکار کردے تو کیا ایسے روشن چراغوں سے آنکھیں بند کرنے والے کاٹھ کے الّو نہیں؟ یعنی بے وقوف و احمق نہیں؟ بالکل اسی طرح ماہ وخورشید اور نجوم وکواکب سے بڑھ کر روشن اور منور ہستی اگر اس عالم میں کوئی ہے تو وہ حضرت محمد ﷺ ہی کی ہے۔ اگر کوئی اس قدر واضح نورِ مبین سے محض ضد ومخالفت کی وجہ سے اپنی آنکھیں موند لے تو پھر کیا ایسے عقل کے ماروں کو منارہ نور دکھائی دے سکتا ہے؟''

محمد زاہد صاحب نے فرمایا:

لوگو! یاد رکھو حضور ﷺ کی متابعت سے انسان مسلم بھی بنتا ہے اور مومن بھی، محبّ بھی بنتا ہے اور محبوب بھی۔

پھر آپ نے مسلم، مومن مُحِب اور محبوب کے فرق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

☆ ''مسلم وہ ہے جو اسلام کے ظواہر پر عمل کرے۔

☆ مومن وہ ہے جس کا دل نورِ نبوت سے روشن ہو جائے۔

☆ محبّ وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ٹھاٹھیں مارنے لگے۔

☆ اور محبوب وہ ہے جس سے خود خدائے دو جہاں محبت کرنے لگے۔''

اُنہوں نے اپنے بیان میں یہ بھی فرمایا:

''نبی پاک ﷺ کا وجود مبارک ہماری زندگیوں کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ

ہمارے جسموں کے لیے ہماری روحیں ہیں۔ اگر بدنِ انسانی سے رُوح نکال لی جائے

تو یہ ایک لاشۂ بے جان رہ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی قدر انسان کو اس وقت ہوگی جس دن اس کی آنکھوں

سے چنگاریاں اڑنے لگیں گی اور وہ چیخ چیخ کر کہنے لگے گا:

''ہائے ہائے! آج ہماری جان کیسے چھوٹے گی؟''

ایک صدا لگانے والا آواز لگائے گا: ''اے آفت کے ٹکڑو! اب ہائے ہُو، کیوں کرتے ہو؟

خداوندِ عالم نے تو تمہاری جانوں میں روح پھونکنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے

حضرت خاتم ﷺ تک بے شمار پیامبر بھیجے تھے لیکن تم نے انھیں اپنی ضرورت ہی نہ سمجھا۔

اسی لیے دنیا میں بھی تم مردہ جسم ہی رہے اور آخرت میں بھی تمہاری جانوں میں وہ جان نہیں

جو تمہیں اس آفت سے بچا سکے۔

فرشتے انھیں تڑپانے کے لیے مزید کہیں گے:

''اے حق کے باغیو! اے سرکشو! تم ذرا ان لوگوں کو بھی دیکھو جو انتہائی خوش وخرم اور

عیش وتنعم میں جنت کی لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ان پر ربّ ذوالجلال کی

تجلیاں اور رحمتیں بادلوں سے برسنے والے موسلا دھار مینہ کی طرح برس رہی ہیں

جن سے ان کے جثے اور چہرے نور برساتے ہوئے آفتاب ومہتاب دکھائی دے رہے ہیں۔''

یہ دیکھ کر منکرینِ نبوت فرشتوں سے پوچھیں گے:

''اے ملائک! بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں؟''

ملائکہ جواب دیتے ہوئے کہیں گے:

"یہ وہی نیک لوگ ہیں جنہوں نے حق کی سربلندی کے لیے اپنی جانیں تک لٹادیں اور یہ وہی پارسا لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبی اقدس ﷺ پر اپنی جانیں فدا کردیں۔"

اُن کا بیان جوں ہی ختم ہوا ظہر کی اذان ہونے لگی لوگوں نے نماز کی تیاری شروع کردی اور پھر وقت ہونے پر سب نے اسی میدان میں صلوٰۃِ ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد اُنہوں نے دعا فرمائی جو تقریباً آدھ گھنٹہ جاری رہی۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوگیا۔

یہ اجتماع اس قدر روحانی تھا کہ اس کی روحانیت سے ہم اپنے دلوں میں کافی عرصہ تک طمانیت کی لذت محسوس کرتے رہے۔

ہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش وتمنا تھی کہ کاش! یہ جلسہ اور لمبا ہوتا تاکہ فخرِ نوعِ انسانی ﷺ کے ذکر سے ہم اپنے قلوب کو اور زیادہ لذت وفرحت بخشتے۔

لیکن میرے ذہن میں یہ خیال دوڑنے لگا کہ کیا ہم نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو صرف سننے تک ہی محدود رکھیں گے یا پھر ان باتوں پر عمل کے لیے بھی کوئی عملی قدم اٹھائیں گے؟

یقیناً ہم آپ ﷺ کی چاہت پر چل کر ہی دنیا وعقبیٰ کی تمام کٹھن منازل آسانی سے طے کرسکتے ہیں۔

۱۔ کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول فی ترغیب فیه، حدیث نمبر ۲۸۶۷۷ ص ۱۳۴ ج ۱۰

۲۔ دیکھیے مکمل حدیث کے لیے دیکھیے تاریخ مدینه دمشق، باب صفة خلقه و معرفه خلقه ص ۳۴۳، ۳۴۴ ج ۳

۳۔ دیکھیے: تفسیر ابنِ کثیر ص ۵۶۱ ج ۴ (زیرِ تفسیر سورۃ الم نشرح ۴/۹۴)

۴۔ مجمع الذوائد، ومنبع الفوائد، کتاب الادعیه باب ۳۴، حدیث نمبر ۱۷۳۹۶ ص ۱۷۸ ج ۱۰

۵۔ سورۃ الم نشرح، ۱/۹۴

۶۔ سورۃ الشوریٰ، ۱۱/۴۲

۷۔ دیکھیے: تفسیر الکشاف ص۲۳۰/ج۱

۸۔ دیکھیے :ایضاً نمبر۲،ص۲۶۷ ج ۳

۹۔ سورۃالحدید۹/۵۷

۱۰۔ دیکھیے :تفسیر ابنِ کثیر ص۳۳۰ ج۴(زیرِ تفسیر سورۃ الحدید ۱۲/۵۷ و الترغیب و الترھیب، کتاب الطھارۃ، باب الترغیب فی الوضوء والسبا بغۃ حدیث نمبر۱۸۰ ص۱۸۸ ج ۱

۱۱۔ سورۃ المطففین ۲۴/۸۳

۱۲۔ سورۃ الاحزاب ۴۶/۳۳

۱۳۔ سورۃ الحدید ۱۲/۵۷

۱۴۔ سورۃ عبس ۳۸/۸۰ تا ۳۹

۱۵۔ سورۃ المطففین ۲۴/۸۳

۱۶۔ سورۃ البقرہ ۲۴/۲

۱۷۔ سورۃ الطور ۲۹/۵۲

۱۸۔ الترمذی،الجامع الصحیح، کتاب صفۃ القیامۃ و الرقائق و الورع عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم، باب منہ حدیث نمبر ۲۳۸۴

۱۹۔ سورۃ البقرہ ۱۳۸/۲

۲۰۔ تاریخ مدینہ دمشق،باب صفۃ خلقہ و معرفۃ خُلقِہ ص ۳۰۷ ج ۳

۲۱۔ سورۃ العلق، ۱۶،۱۵/۹۶

۲۲۔ سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۳،۱۰۲/۳۷

۲۳۔ ایضاً نمبر۲۰ص۲۴۹ ج۳

۲۴۔ دیکھیے :سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ، الباب الرابع، صفۃ جبینہ وحاجبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۲ ج۲

۲۵۔ سورۃ الروم ۳۰/۳۰

۲۶۔ الرسالہ الحمیدیہ مترجم(سائنس اور اسلام بعنوان مژگان اور ابرو سے کیا فائدہ ہے؟) ص۳۱۸

۲۷۔ سورۃ النمل ۳۰/۲۷

۲۸۔ سورۃ آلِ عمران ۶/۳

۲۹۔ مسند امام احمد بن حنبل(مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)حدیث نمبر ۸۴۰۸ص۳۰،ج ۳

۳۰۔ دیکھیے :حجۃ اللہ البالغۃ، القسم الثانی فی بیان اسرار ماجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم تفصیلاً، باب صفۃ الوضوء ،ص۵۷۵ج۱

۳۱۔ المستدرک علیٰ الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ ص۶۱۷ ،ج۳

۳۲۔ کنز العمال، کتاب العلم، الباب الثانی فی آفات العلم وغیرہ من لم یعمل بعلمہ حدیث نمبر ۲۹۴۹۹، ص ۲۲۲ ج ۱۰

۳۳۔ دیکھیے کشف المحجوب، (اردو) ستائیسواں باب، آدابِ کلام وخاموشی، ص ۴۹۷

۳۴۔ سورۃ البلد ۹۰/۸،۹

۳۵۔ سورۃ الصف ۶۱/۸

۳۶۔ تفسیر عثمانی، ص ۷۳۲، حاشیہ نمبر ۶ (سورۃ الصف ۶۱/۸)

۳۷۔ دلائل النبوۃ، کتاب جماع ابواب صفۃ رسول اللہ ﷺ وحاجبیہ وانفیہ وفمہ واسنانہ، ص ۲۱۵، ج ۱ وسنن الدارمی، المقدمہ، حدیث نمبر ۵۸

۳۸۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علامات النبوۃ باب ۳۰، حدیث نمبر ۱۴۰۳۲، ص ۴۹۷ ج ۸

۳۹۔ دیکھیے: شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ، الفصل فی کمالِ خلقہٖ وجمال صورتہ ص ۲۸۶ ج ۵

۴۰۔ المسلم الجامع الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب السواک، ص ۱۲۸، ج ۱

۴۱۔ ایضاً نمبر ۳۸

۴۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، حدیث قثم بن تمام او تمام بن قثم عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نمبر ۱۵۲۳۹، ص ۴۴۹

۴۳۔ مسند الشھاب، باب السواک، یزید الرجل فصاحۃ، ص ۱۶۴، ج ۱

۴۴۔ دیکھیے حجۃ اللہ البالغہ، القسم الثانی فی بیان اسرار ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تفصیلاً، بابِ خِصال الفطرۃ وما یتصل بھا، ص ۱۸۳، ج الجز الاول

۴۵۔ سورۃ آلِ عمران ۳/۳۱

۴۶۔ سبل الھُدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الحادی عشر فی صفۃ عنقہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۴۳، ج ۲

۴۷۔ ایضاً نمبر ۳۷ ص ۲۸۲، ج ۵

۴۸۔ دیکھیے: تفسیر فتح القدیر، زیرِ تفسیر سورۃ اللھب ۱۱۱/۴، ۵، ص ۶۳۶، ج ۵

۴۹۔ سورۃ اللھب ۱۱۱/۴،۵

۵۰۔ کنز العمال، الفصل الرابع فی الاذان والترغیب فیہ وآدابہ، حدیث نمبر ۲۰۸۹۵، ص ۶۸۲، ج ۷

۵۱۔ المعجم الکبیر، میمونہ بنت کردم الثقفیہ، حدیث نمبر ۷۳، ص ۳۹، ج ۲۵

۵۲۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب صفتہ خلقہ ومعرفۃ خلقہ، ص ۲۹۳، ج ۳

۵۳۔ دلائل النبوۃ، فصل فی ذکر الکاھنۃ، حدیث نمبر ۶۰، ص ۷۵، ج ۱

۵۴۔ ایضاً نمبر ۴۰، مسند ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث نمبر ۸۳۹۷، ص ۲۸، ج ۳

۵۵۔ سورۃ لقمٰن ۳۱/۱۸،۱۹

۵۶۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷/۳۷

۵۷۔ سنن الترمذی کتاب الفتن، حدیث نمبر ۲۱۸۷

۵۸۔ مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ص ۳۵۴، ج ۳

۵۹۔ سورۃ الفرقان، ۲۵/ ۲۳

۶۰۔ تفسیر ابنِ کثیر ص ۳۲۷ ج ۳

۶۱۔ تفہیم القرآن، سورۃ الفرقان ۲۵/ ۲۳ حاشیہ ۹۷، ص ۴۶۲، ج ۳

باب پنجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

(سورۃ التوبہ ۹/۱۲۸)

"تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں
جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے
جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں
ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔"

اعضائے رسولِ رحمت ﷺ۔نور وہدایت

منظر

(ہال کمرہ میں شمائلِ رسول ﷺ کا بیان)

دینی درسگاہوں کے سالانہ امتحانات کے بعد مختلف مدارس میں شعبانُ المعظم اور رمضانُ المبارک کے دوران دورۂ تفسیر، دورۂ صرف ونحو، دورۂ تقابلِ ادیان ومعیشتِ اسلامی وغیرہ کرائے جاتے ہیں۔ ☆

حسبِ سابقہ امسال بھی ہمارے شہر کے قریبی مدرسہ میں دورہ کا اہتمام کیا گیا لیکن اب کی بار یہ دورہ محاسنِ رسول ﷺ پر مشتمل تھا جس کی ذمہ داری مولانا عبداللطیف صاحب کو سونپی گئی تھی۔

جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں خوشی سے پھولے نہ سمایا اور دوسرے ہی دن صبح سویرے مکتب گاہ پہنچ گیا۔ میں کچھ دیر وہاں مدرسہ کی مسجد میں بیٹھا رہا اور پھر وقت ہونے پر طلبا کرام کے ساتھ ہال (کمرہ) میں داخل ہو گیا۔

☆ دورہ۔ چکر۔ یہاں دورہ سے مراد ایک مخصوص وقت میں کسی علم وفن کی کتاب کا پڑھنا پڑھانا ہے۔

ابھی چند ہی لمحات گزرنے نہ پائے تھے کہ ہال علم کے متلاشیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔
اسی دوران موصوف اپنے چند تلامذہ کے ساتھ جلوہ آرا ہوئے۔محترم نے ہم سب کو سلام
کیا اور ہم نے بھی بلند آواز سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر جواب دیا۔
پھر وہ اپنی نشست گاہ پر جو کہ ایک خوب صورت سجادہ سے آراستہ تھی تشریف فرما ہوئے۔
انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا پڑھی، مدینۃ العلم ﷺ پر درود وسلام بھیجا اور پھر بسم اللہ
پڑھ کر (صفاتِ رسول ﷺ پر مشتمل) ایک کِتابچہ سے درس دینا شروع کر دیا۔
یہ میری خوش نصیبی کہ رسول ﷺ کے جن اعضا و جوارح کے متعلق مجھے کافی
عرصہ سے تلاش وجستجو تھی وہ مشکل آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آسان ہوگئی۔
استادِ محترم نے حلیۂ خیر الانام ﷺ کا ایک ایسا دل کش اور دل ربا نقشہ کھینچا
کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا کہ حضور ﷺ ان کے سامنے ہیں اور وہ انھیں دیکھ دیکھ کر
ہمیں آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق بتا رہے ہیں۔

جسمِ رسولِ رحمت ﷺ کے اوصاف

اُستادِ محترم نے اپنے درس کا آغاز حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے فرمایا
جس میں وہ آنحضرت ﷺ کی قامت وجسامت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْجِسْمِ [1]

''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ درمیانہ قد تھے نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے
بلکہ نہایت ہی حسین (اور معتدل) بدن رکھنے والے (کامل ترین انسان) تھے''۔

حدیث مبارکہ سنانے کے بعد استادِ محترم نے نبی مکرم ﷺ کے جسمِ اطہر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک نہ تو پھیلا ہوا تھا اور نہ ہی دُبلا تھا بلکہ آپ ﷺ کے قالب خاکی کا ہر عضو موزوں اور زیبا تھا۔ آپ ﷺ کے جسم کی رنگت نہ تو زیادہ سرخ تھی اور نہ ہی زیادہ سفید تھی بلکہ ان دونوں رنگوں کے حسین امتزاج نے جثۂ مقدسہ کو ایک خوب صورت لباس پہنا رکھا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

جِسْمُهٗ وَ لَحْمُهٗ اَسْمَرُ اِلَی الْبَیَاضِ.[۲] ''آپ ﷺ کا بدنِ اطہر سرخ بمائل سفید تھا''۔

آپ ﷺ کی قد و قامت اور حسین جسامت نے آپ ﷺ کی شخصیت میں ایسی جلا اور جاذبیت پیدا کر رکھی تھی کہ جو بھی ایک بار اس ذات اقدس ﷺ کو دیکھ لیتا وہ پھر اپنی نگاہیں اس مرکزِ توجہ سے کبھی ہٹا نہ پاتا تھا۔

نبیٔ مدثر ﷺ اپنی پاکیزہ صورت، عمدہ سیرت، لطیف روح، نفیس جسد اور اعلیٰ خصائل و فضائل کی وجہ سے تمام نفوسِ قدسیہ (پیغمبروں اور فرشتوں) میں ایک اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے ہیں۔

ع وَ اَحْسَنُ خَلْقِ اللّٰهِ خُلُقًا وَّ خِلْقَةً (شاہ ولی اللہ)

''سرکار دو عالم ﷺ اپنے اخلاق کریمہ اور محاسن جسمانی میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ حسین و جمیل ہیں''۔

اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کے ظاہر و باطن میں نبوت و رسالت کی ایسی زبردست نشانیاں رکھ دیں کہ اگر کوئی اس ذات اقدس ﷺ کو دل کی آنکھ سے دیکھ کر ظاہر کی آنکھ سے مشاہدہ کرے تو اسے اس حسین جسم و جان میں رسول اللہ ﷺ کا جلوہ نمایاں دکھائی دے گا۔

اِنسان! کائنات کا حسین شہکار

استادِ محترم نے فرمایا:

''میرے عزیز طلبا! انسان کس قدر خوش بخت اور اقبال مند ہے کہ باری تعالیٰ نے اسے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ خوب صورت قد و قامت والا اور وجاہت و ذہانت والا بنادیا اور پھر اس میں جسمانی، روحانی، قلبی، دماغی اور ظاہری و باطنی خوبیاں ودیعت فرما کر اسے اپنی قدرت کا مظہر اور کائنات کا ایک حسین شہکار بھی بنادیا۔

اب اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ فکرِ آخرت اور اپنی حقیقت کو ہرگز نہ بھولے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع و اطاعت سے منہ موڑے۔

جسم و جان میں آب و تاب اور فرحت و تازگی پیدا کرنے والی چیز دنیا سے بے رغبتی ہے جب کہ اسے بے چین، غمگین اور پریشان کر دینے والی شے دنیائے دنی کی وہ خواہش ہے جسے رغبت کی آنکھ سے دیکھا جائے۔

جسم و روح کی حفاظت کا زریں اصول بتاتے ہوئے مصلحِ اعظم ﷺ نے فرمایا:

الزُّھْدُ فِی الدُّنْیَا یُرِیْحُ الْقَلْبَ وَ الْبَدَنَ وَ الرَّغْبَۃُ فِی الدُّنْیَا تُکْثِرُ الْھَمَّ وَ الْحُزْنَ وَ الْبِطَالَۃُ تَقْسِی الْقَلْبَ ''[۳]

'' دنیا کی بے رغبتی سے دل اور بدن خوش ہوتے ہیں جب کہ دنیا کی محبت بہت زیادہ غم والم اور حزن و ملال پیدا کرتی ہے اور بے کاری (انسان کو) سنگ دل بنادیتی ہے۔''

مثل مشہور ہے ''بے کار سے بیگار بھلی'' یعنی بے کار رہنے سے بغیر معاوضہ کے کام کرنا اچھا ہے کیوں کہ سستی، کاہلی اور بے کاری بدنِ انسانی کو روگ لگادیتی ہے۔ اسی لیے

ہر وقت انسان کو مستعد اور چست رہنا چاہیے۔اسی طرح غفلت ،لذائذِ نفسانی اور دنیاوی خواہشات بھی انسان کو دیمک کی طرح چاٹ کر کہیں کا نہیں چھوڑتیں۔

پس انسان کو چاہیے کہ وہ لذات وخواہشات اور دنیا کی چندروزہ باغ و بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھائے ورنہ شیطان اسے اچک لے گا پھر پچھتائے گا لیکن ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

یہ نصیحت فرمانے کے بعد قبلہ نے فرمایا:

''امید ہے آپ میری بات سمجھ چکے ہوں گے۔آیئے اب آگے چلتے ہیں''۔

ماہِ پیکر کے پیارے رُخسار

اس کے بعد انھوں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷛ کی حدیث مبارکہ پڑھی۔

حدیث سنانے کے بعد فرمایا:

''چوں کہ میں نے اس روایت سے متعلقہ تمام امور کی کئی بار وضاحت کر دی ہے۔ اس لیے اب ان باتوں کو دُہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

تاہم چوں کہ ہم نے اب تک رخسارِ انور ﷺ کے متعلق گفتگو نہیں کی اس لیے مناسب ہوگا کہ اس نشست میں ہادیٔ دو جہاں ﷺ کے گال مبارک کا تذکرہ کر دیا جائے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷛ نبی عزیز ﷺ کے نورانی عارض کے بارے میں فرماتے ہیں:

''نبی کامل ﷺ کے گال مبارک ''سَھلُ الخَدَّینِ'' ہموار اور ہلکے تھے''

رسول کریم ﷺ کے رخساروں کی جلد نرم و ملائم تھی وہ نہ تو پُر گوشت تھے اور نہ ہی پتلے بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کے حسین عارض نے رخِ مبشر ﷺ کو منور بنا رکھا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ آفتاب سراجِ منیر ﷺ کے گالوں میں رواں اپنی ضیاافروز شعاعیں بکھیر رہا ہے۔

گالوں کی خوب صورتی کے رموز

عزیز طلبا! ہمارے گالوں کی خوب صورتی اس میں ہے کہ ہم اپنے گال کسی کے سامنے نہ پھلائیں۔ جیسا کہ میرے ربّ کریم کا ارشاد ہے:

''وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ [4]

''اور لوگوں سے اپنا رُخ مت پھیر''

کبر و غرور کے نشہ میں دُھت اور ہوا پرست لوگ ہی دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں مخبرِ صادق ﷺ کا فرمان ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُل'' فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ [5]

''جس شخص کے دل میں ذرا سا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''

اور ایک دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ [6]

''کیا میں تم کو بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر اکھڑ، بدخو اور مغرور شخص (دوزخی ہے)''

انسان عموماً اپنے حسب نسب، صورت و رنگت، دولت و قوت اور احباب و اقارب پر گھمنڈ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ'' [7]

فرما کر بتا دیا کہ شرافت و عظمت کی بنیاد، نسل و خاندان اور حسن و جوبن پر نہیں بلکہ پرہیز گاری و پارسائی پر ہے جو جس قدر پرہیز گار ہوگا وہ اسی قدر اللہ جل شانہ کے ہاں عزت دار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مال ودولت کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِب'' وَّ لَهْو'' وَّ زِيْنَة'' وَّ تَفَاخُر'' بَيْنَكُمْ

وَ تَكَاثُر'' فِي الْاَ مْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ ۸

''خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض ایک کھیل کود اور (ظاہری) خوش نمائی اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور مال واولاد میں ایک دوسرے پر اپنی برتری جتلانا ہے۔''

قرآن حکیم نے گزرے ہوئے زمانہ کے دو دوستوں کا واقعہ بیان کر کے اعوان وانصار اور مال واسباب پر گھمنڈ کرنے والوں کو ان کا انجام بد بھی بتا دیا۔

ان دو ساتھیوں میں سے ایک امیر تھا جو کہ متکبر ومشرک تھا جب کہ دوسرا غریب تھا جو کہ نیک اور توحیدی تھا۔ جب بھی یہ نادار دوست اپنے مال دار ساتھی کو سمجھاتا بجھاتا تو وہ اپنے مفلس ساتھی سے کہتا:

''اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَراً ○ ۹

''میں تجھ سے زیادہ مال دار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں۔''

نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر خدا کا قہر ٹوٹا۔ جس نے اس کے مال واسباب ملیامیٹ کر دیئے۔ اس طرح اس کے دوست واحباب بھی چھوٹ گئے اور اس کے سب سہارے بھی ٹوٹ گئے۔

''فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ ''پھر وہ کفِ افسوس ملتا رہا لیکن جب پانی سر سے گزر جائے تو پھر پچھتاوے کا فائدہ ہی کیا؟

میرے عزیزو! اس تماشا گاہِ عالَم کی آن بان اور ساز وسامان سب عارضی وجز وقتی ہیں۔ ان تمام نے تباہ وفنا ہو جانا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ ۱۰

''زمین پر جو بھی ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات، عظمت و احسان والی باقی رہ جانے والی ہے۔''

پس، نہ تو تم ہوا پر چڑھو یعنی مغرور و متکبر بنو اور نہ ہی ہوا پرست بنو۔ یعنی عیاش و عیار بنو نہ تو تم دولتِ حسن پر اتراؤ اور نہ ہی مال و دولت پر اکڑ دکھاؤ۔

خوب سمجھ لو اور ہوش کے ناخن لو! اگر نہیں سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے پھر تمہارا نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا۔

مبارک ساق اور ران کا بیان

اس تفصیلی بیان کے بعد فرمانے لگے:

''آیئے! آپ حضرات کو نبی مشہود ﷺ کی پنڈلیوں اور ران مبارک کے متعلق بھی بتادوں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''كَانَ فِيْ سَاقَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُمُوْشَةٌ'' ۱۱

''اللہ کے رسول ﷺ کی پنڈلیاں مبارکہ پتلی (مگر معتدل) تھیں۔''

آپ ﷺ کی ران کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ لَأَرَى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۲

''اللہ کے رسول ﷺ (غزوہ خیبر کے روز گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے) کہ آپ ﷺ کی تہ بند آپ ﷺ کی ران مبارکہ سے (ذرا سی) کھل گئی۔ ناگاہ! میری نظر اللہ کے نبی ﷺ کی ران مبارکہ پر پڑی تو وہ مجھے سفید دکھائی دی''۔ ☆

آپ ﷺ کی رانیں اور ٹانگیں مبارکہ معتدل، مضبوط، قوی اور خوب صورت تھیں۔

سفرِ آخرت

استادِ محترم فرمانے لگے:

''ہاں! تو مجھے نبی کریم ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کے ذکر سے انسان کی جان کنی کے وقت کی وہ کیفیت لرزاں کر رہی ہے جس کی سختی سے اس کی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر لپٹ جاتی ہے۔

کتنا قابلِ رحم ہے وہ شخص کہ جس وقت اس کا دم اس کے ہونٹوں پر آنے لگے اور موت اس کے سر پر کھیلنے لگے تو اس وقت نہ تو کوئی دم کرنے والا اس میں دم پھونک کر اسے زندگی بخش سکے اور نہ ہی کوئی چارہ ساز اس کی روح پروازی کو روک سکے اور نہ ہی کوئی مصنوعی تنفس دینے والا اس میں روح پھونک کر اسے زندگی عطا کر سکے۔

☆ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ران مبارکہ سے جو تہ بند ہٹ گئی تھی وہ بلا اختیار تھی اور ممکن ہے ایسا کسی بھیڑ کی وجہ سے ہو گیا ہو یا پھر گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایسا ہو گیا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نظر بھی آپ ﷺ کی ران مبارکہ پر اتفاقاً ہی پڑ گئی تھی۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے شرح النوی علی صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجھا، ص۲۱۹ ج ۹)

جس وقت موت آدمی کے سر پر کھیلتی ہے تو اس وقت اس کی آرزوئیں اور تمنائیں اس کے سامنے گھوم گھوم کر کہہ رہی ہوتی ہیں:

''ارے میاں! یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟

اٹھو ابھی تو تم نے دنیا کے بہت سے دھندے کرنے ہیں''

لیکن وہ بے چارہ بے حس پڑا اپنی آرزوؤں پر پے در پے آنسو بہا رہا ہوتا ہے

اگرچہ اس کا منہ بند ہوتا ہے تاہم وہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہوتا ہے:

''اب تو مجھ میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ میں اپنی ٹانگ یا آنکھ کی پتلی ہی کو ذرا سی حرکت دے دوں۔ آج تو میرا دنیا کا آخری اور آخرت کا اوّلین دن ہے۔ میرے سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ عزیز واقارب چھوٹ گئے۔ یہاں تک کہ میرے اہل وعیال بھی مجھے سہارا دینے سے عاجز آچکے ہیں۔

کیا کوئی ہے جو مجھے لمحہ بھر کے لیے زندگی لوٹا سکے؟ اس ایک لمحہ کے عوض وہ جو بھی مانگے گا اسے عنایت کر دیا جائے گا''

موت کا فرشتہ اس حسرت بھری آواز کو سنتے ہی کہہ اٹھتا ہے:

''میاں! تو نے خود ہی اپنی زندگی کے ساتھ وفا نہ کی۔ تو نے اسے ایک کھیل تماشہ سمجھا اور ضائع کر دیا۔ یہ قیمتی زندگی اب تمہیں دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائی جا سکتی۔ اب تو تمہاری زندگی کے اختتام کا کوسِ رحلت بج چکا ہے۔ روانگی کے جرس نے تجھے کوچ کا حکم دے دیا ہے اب چلو یہاں سے خالی ہاتھ چلو''۔

یہ کہتے ہی ملک الموت اس کی روح کھینچ لیتا ہے جونہی اس کی روح پرواز کرتی ہے

سارے گھر میں کہرام مچ جاتا ہے۔ ہر طرف گریہ وزاری، آہ وفغاں اور رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مردے کو نہلا دُھلا کر کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے پھر کچھ آدمی اس کی چارپائی اٹھانے کے لیے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو یہ چیخ وپکار اور بھی تیز ہو جاتی ہے اور وہاں موجود ہر ایک آب دیدہ ورنجیدہ دکھائی دیتا ہے۔
جنازہ پڑھنے کے بعد اسے شہرِ خموشاں کی طرف لے جایا جاتا ہے جہاں اسے لحد میں اُتار دیا جاتا ہے۔ اس کے متعلقین اور برادری اس پر اپنے ہاتھوں اور بیلچوں سے مٹی ڈال کر اسے غائب کر دیتے ہیں۔

دبا کر قبر میں سب چل دیے دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

منکر نکیر آتے ہی اس سے سوال شروع کر دیتے ہیں۔ صحیح جوابات پر اسے دائمی راحت کی بشارت سنا دی جاتی ہے جب کہ غلط جوابات پر اسے ابدی اذیت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

میرے عزیزو!

ہم اپنے چل بسنے والے پر آنسو بہانے کی بجائے اپنی ذات پر آنسو بہائیں۔
اس پر زار وقطار رونے کی بجائے اپنے آپ پر آنسو گرائیں۔
کاش! جس طرح ہم دوسروں کے مرجانے کا یقینِ کامل رکھتے ہیں......
اگر ایسا پختہ یقین ہمیں بھی حاصل ہو جائے تو پھر ہم دنیا ہی میں جنت کے مزے لوٹنے لگیں۔

موت کے اس نقشہ کو اس آیتِ کریمہ میں ملاحظہ فرمائیں:

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ ○ وَ قِيْلَ مَنْ سكة رَاقٍ ○ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ

بِالسَّاقِ ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ○ ط [۱۳]

''ہرگز نہیں، جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے اور پکارا جانے لگتا ہے کہ ارے کوئی جھاڑنے والا بھی ہے (اور مرنے والا) سمجھ لیتا ہے کہ اب جدائی (کا وقت) ہے اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹنے لگتی ہے۔ اس روز تیرے پروردگار کی طرف جانا ہے''۔

میرے نبی کریم ﷺ کے امتیو! آج ہی سے سفرِ آخرت کی تیاری کرلیں کیوں کہ جس وقت موت بندہ بشر کے سر پر کھڑی ہو تو پھر اس وقت نہ تو رونا دھونا کام آتا ہے اور نہ ہی مال و عیال کچھ ساتھ دے سکتے ہیں۔

اس لیے فرصت اور صحت کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے آگے نیک اعمال بھیج دیں تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں سکون و راحت میسر ہو سکے''

گوشِ شہیر ﷺ کے کرشمے

اس کلام سے متصل ہی انھوں نے نبی اقدس ﷺ کے مبارک کانوں کا ذکر شروع کر دیا۔
جنابِ محترم نے فرمایا کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا:

اِنِّىْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ، اَطَّتِ السَّمَآءُ وَ حُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَافِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ'' وَّاضِعٌ'' جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ [۱۴]

واو
''میں وہ چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں وہ آوازیں سن رہا ہوں

جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چیں چیں کر رہا ہے اور اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا کرے کیوں کہ آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ (عزوجل) کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔"

اس حدیث مبارکہ کو بیان کرنے سے غرض یہ تھی کہ یہ معلوم ہو سکے کہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی قوتِ سماعت اور قوت بصارت کس قدر تیز تھی؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کامل ﷺ کے گوش ہا مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ "تَـامُّ الْاُذُنَیْنِ" تھے۔ یعنی آپ ﷺ کے کان مبارک کامل و اکمل تھے۔ ان کی قوتِ سماعت رفیع الشان تھی اور بناوٹ ذی شان تھی۔

نبی کریم ﷺ کے کان مبارک کی صفات بیان کرنے کے بعد اُس جید عالم نے فرمایا:

"نبی مُطہر ﷺ اپنے کانوں کی پاکیزگی کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا کرتے تھے اور ان کی حفاظت و عافیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ [15]

"الٰہی! مجھے میری قوتِ سماعت و بصارت سے (ایک طویل مدت تک) فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما۔"

یہ نبی منصور ﷺ کی قبولِ دعا ہی کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کے گوش و چشم آخر دم تک تمام قسم کی بیماریوں سے صحیح سلامت رہے۔"

کیا ہی خوب! کان، آنکھ اور دل دیے۔

گوشِ رسول ﷺ کے ذکرِ جمیل کے بعد انھوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ان نعمتوں سے نوازا ہے اس نے ہمیں سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سمجھنے کے لیے دل دِیے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ ؎

''اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا اس حال میں کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور تمہارے لیے سماعت اور بینائی اور دل پیدا کیے تا کہ تم شکرگزار بنو''۔

ان ہی نعمتوں سے دنیا کی بہاریں اور رونقیں ہیں

اور اگر یہ نہ ہوتیں تو دنیا کی ساری رنگینیاں اور ترقیاں معدوم ہوتیں''۔

پھر ان کو ایک مثال سے واضح کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا:

''دیکھو! دل ایک تالاب کی مانند ہے اور اس کو بھرنے والے چار چشمے ہیں...... آنکھ، کان، منہ اور دماغ:...... جن کے بہاؤ و چڑھاؤ اور روانی و طغیانی کے عجیب انداز ہیں۔

ان ہی چشموں میں ایک چشمہ خشیتِ الٰہی سے رونے والی ان باحیا آنکھوں کا ہے جن کے بہتے آنسوؤں کا غبار دل کے تالاب میں شامل ہو کر اس کی موجوں میں زبردست ہل چل مچا دیتا ہے۔ اسی طرح جب کانوں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کی صدائیں ٹکرا ٹکرا کر ٹھاٹھیں مارتی موجوں کی صورت میں دل کے اندر اترتی چلی جاتی ہیں تو دل کے حوض میں زبردست جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے اور جب منہ سے رس بھرے کلام کا شیریں چشمہ بہتا ہوا دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتا ہے تو یہ اس آبِ رواں کو شہد و قند کی طرح میٹھا اور لذیذ بنا دیتا ہے۔

اسی طرح اگر دماغ سے بھلے خیالات، اچھے تصورات اور عمدہ تفکرات کے چشمے پھوٹ کر دل میں اترتے رہیں تو پھر اس دل کی اپنی نورانی لہریں بھی ان تمام چشموں...... آنکھ، کان، دہن اور دماغ...... کے نتھرے پانیوں کے ساتھ مل کر اسے نور کا دریا بنا دیتی ہیں پھر یہ صاف شفاف پانی نورانی بخارات کی شکل میں جسمِ انسانی کے

مسامات سے نکل کر ضرورت مندوں کے دلوں کی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔
اب خیال کرو کہ اگر ان چشموں میں سے ایک چشمہ بھی (اپنے غلط عقائد اور بد اعمالیوں کی) ناپاکیوں کے ساتھ دل کے آب دان (حوض) میں گرتا رہے تو کیا اس بدبودار چشمہ سے دوسرے چشمے اور دل کا اپنا فطری چشمہ پاک صاف رہ سکتا ہے؟
یقیناً نہیں! بلکہ اس چشمہ کا گندا پانی پورے قلب کو بدذائقہ، بدمزہ اور ناپاک بنا دیتا ہے۔
جس کا اثر بدنِ انسانی کی کھیتی پر کڑوے اور کھارے پانی ...... صغیرہ و کبیرہ گناہوں ...... کی شکل میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔
اس طرح انسان ان چشموں کی حفاظت نہ کر کے اپنے آپ کو دنیاوی و اخروی ثمرات سے خود ہی محروم کر دیتا ہے۔
لہٰذا ضروری ہے کہ انسان اپنی ان قوتوں کا صحیح استعمال کرے اور انہیں اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں لگا دے۔ انُ ہی کی اتباع سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے جس کی روشنی میں انسان مادی و روحانی ترقی کی منازل بآسانی طے کر سکتا ہے''۔
مثال بیان کرنے کے بعد فرمانے لگے:
''اب تم ان لوگوں کے بارے میں سوچو جو ان قوتوں کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیتے ہیں اور پھر داعیانِ دینِ حق کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔
سوایسے بہرے، گونگے اور اندھوں کو عذابِ الٰہی گھیر لیتا ہے پھر اس قہر الٰہی سے انھیں کوئی اندرونی و بیرونی طاقت نہیں بچا سکتی۔
وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْـِٕدَةً ۫ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ١٧

''اور ہم نے ان لوگوں کو جو قدرت دی تھی وہ قدرت تم لوگوں کو نہیں دی
اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھیں اور دل دِیے تھے سو نہ اُن کے کان اُن کے ذرا بھی
کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل
جب کہ وہ لوگ اللہ کی آیتوں کے خلاف ضد کرتے رہے
اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا''۔

پس عذابِ الٰہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر دانی کرتے رہیں اور ان قوتوں کو ضائع کرنے کی بجائے انہیں رضائے الٰہی کے کاموں میں لگادیں۔

یٰسٓ ﷺ کی زلفوں کا جلوہ

استادِ محترم نے فرمایا کہ اب کیا میں آپ لوگوں کو نبی اقدس ﷺ کے مبارک بالوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ تمام طلبا کرام نے یک زبان ہو کر عرض کیا:
''حضرت کیوں نہیں......! ہمیں ضرور بتایئے گا''۔ ہم ہمہ تن گوش ہیں۔
انھوں نے فرمایا: ''میرے آقا ﷺ کے بال مبارک

''وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَّجِلاً'' [18]

''نہ بالکل چھوٹے و کنڈلے تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ) ان میں تھوڑی سی پیچیدگی اور گھنگرالہ پن تھا۔''

علامہ زمخشریؒ یٰسٓ ﷺ کے بالوں کے قدرتی حسن اور ان کی ساخت و حکمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اَلْغَالِبُ عَلَى الْعَرَبِ جُعُوْدَةُ الشَّعْرِ وَعَلَى الْعَجَمِ سُبُوْطَةٌ''،
فَقَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِرَسُوْلِ الشَّمَآئِلِ
وَجَمَعَ فِيْهِ مَا تَفَرَّقَ فِي الطَّوَائِفِ مِنَ الْفَضَائِلِ'' [19]

''زیادہ تر عربوں کے بال گھنگرالے ہوتے ہیں جب کہ عجمیوں کے بال سیدھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کے اوصاف بہت عمدہ بنائے اور ان میں وہ تمام کمالات یکجا کردیے کہ جن میں لوگ مختلف تھے۔''

طٰہٰ ﷺ کے مبارک گیسوؤں کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں کچھ بھی اختلاف نہیں کیوں کہ

''بال بڑھنے والی چیز ہے۔ ایک زمانہ میں اگر کان کی لو تک تھے تو دوسرے زمانے میں اس سے زائد۔ اس لیے حضورِ اکرم ﷺ کا سر منڈانا چند مرتبہ ثابت ہے۔ تو جس نے قریب کا زمانہ نقل کیا اس نے چھوٹے بال نقل کیے اور جس نے بال منڈے ہوئے عرصہ ہو جانے کے وقت کا زمانہ نقل کیا اس نے زیادہ بال نقل کیے''۔ [۲۰]

یہ بیان فرمانے کے بعد انھوں نے طلبا سے پوچھا:

''کیا تم جانتے ہو کہ سید المرسلین ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد کتنی مرتبہ اپنا سر مبارک منڈوایا تھا؟'' پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمانے لگے:

''آپ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد صرف تین موقعوں پر اپنے سر کے بال منڈوائے۔ ایک صلح حدیبیہ والے سال، پھر قضائے عمرہ کے وقت اور اس کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر''۔ [۲۱]

سراجِ منیر ﷺ کے بال بال میں موتی تھے وہ بہت ہی حسین اور جاذبِ نظر تھے۔ ان میں گنتی کے چند ہی بال سفید تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک بہت ہی نفیس و لطیف تھے۔ آپ ﷺ اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کی صفائی ستھرائی کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ انہیں مسلسل دھوتے، تیل لگاتے، کنگھی سے سلجھاتے اور آراستہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے بالوں کو خاک و دُھول سے بچانے اور دوسرے کئی مقاصد کے لیے ٹوپی و عمامہ کا استعمال فرمایا کرتے تھے''۔

بالوں کے نرالے انداز

محترم نے فرمایا:

''اس موقع پر مجھے حضرت وائل بن حُجر ﷺ کی حدیث یاد آ رہی ہے وہ فرماتے ہیں'':

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِی شَعْر'' طَوِیْل'' فَلَمَّا رَاٰنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ ذُبَاب'' ذُبَاب'' قَالَ فَرَجَعْتُ فجزَزْتُہٗ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَعْنِکَ وَھٰذَا اَحْسَنُ ۲۲

''میں ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میرے بال بڑھے ہوئے تھے۔
آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی ''نحوست نحوست'' کے الفاظ فرما کر (اپنی نفرت کا اظہار فرمایا)
میں اسی وقت پلٹا اور فوراً ہی اپنے بال کتروا دیے اور پھر دوسرے دن حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھتے ہی) فرمایا:
''میرا مقصد آپ کی برائی کرنا نہ تھا۔ (بلکہ آپ کی شخصیت ان بالوں سے بھدی معلوم ہوتی تھی اسی لیے میں نے نحوست جیسے الفاظ کہے)
اور دیکھو! ابھی آپ اس حالت میں کتنے اچھے لگ رہے ہو''۔

یہ حدیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد انھوں نے فرمایا:

''مردوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ عورتوں کی طرح بال بنوائیں
اور نہ ہی عورتوں کے لیے جائز ہے کہ وہ مردوں جیسی صورت اپنائیں۔
عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سر کے بال نہ تو منڈائیں اور نہ پھلائیں۔
نہ تو انہیں تراشیں اور نہ ہی دوسروں کے بالوں کے ساتھ انہیں ملائیں۔
ان تمام صورتوں سے اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں منع فرمایا ہے۔

میرے عزیز طلبا ! اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں بچوں کے بالوں کی ایسی تراش خراش سے بھی منع فرمایا جس میں ان کے سر کے کچھ بال تو منڈا دیے جائیں اور بعض چھوڑ دیے جائیں ۔یعنی سر کے درمیان میں بالوں کی چوٹی چھوڑ دی جائے اور اردگرد کے بال ہٹا دیے جائیں۔۲۳

جیسا کہ آج کل چھوٹوں کے بالوں کا یہ انداز (فیشن) بنتا چلا جا رہا ہے۔ہمیں بالوں اور جسموں کے بناؤ سنگھار میں نہ تو یہود و ہنود کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کرنا چاہیے اور نہ ہی بے دینوں کی سی وضع قطع اپنانی چاہیے۔

ہمارا اپنا ایک اسلامی تشخص ہے ہمیں اسے ہی اجاگر کرنا چاہیے۔''

یہ فرمانے کے بعد انھوں نے پوچھا''

''کیا تمہارے پلّے بھی کچھ پڑا۔ جو کچھ میں نے تم سے کہا؟''

''جی حضور! کیوں نہیں'' طلبا نے جواب میں عرض کیا تو استادِ محترم نے مطالبہ کیا

''تو پھر وعدہ کرو کہ آج ہی سے تم نے اپنے بالوں کی آرائش ،جسم کی زیبائش اور نفسانی خواہش کو نبی پاک ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تابع بنانا ہے''۔

''جی حضور!

مجمع سے بیک زبان آواز بلند ہوئی ۔ہم سب اسی وعدے پر ان شاء اللہ جئیں گے۔ آج کے بعد ہمیں اپنے نبی اقدس ﷺ کو ناراض و بے زار نہیں کرنا۔''

عالی رُتبہ نے تمام طلبا کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر ان کی خوب تعریف فرمائی ۔اس کے بعد سب کے حق میں دعا فرمائی ۔ دعا فرمانے کے بعد استادِ محترم جوں ہی اپنی نشست سے اُٹھے تو تمام شاگرد بھی دستِ ادب باندھ کر کھڑے ہو گئے اور ان میں سے اکثر نے ان سے مصافحہ بھی کیا۔

میں بھی اس سعادت کے حصول کے لیے آگے بڑھتا ہُوا اُن کے پاس پہنچ گیا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد مجھے بھی اُن سے ہاتھ ملانے کا شرف حاصل ہو گیا۔

اس کے بعد عالی وقار اپنے چند مؤدب تلامذہ کے ساتھ اپنے خِلوت خانہ کی طرف روانہ ہوئے اور میں اپنے غریب خانہ کی طرف چل پڑا۔

میں نے اس روز جو کچھ بھی اس جیّد عالم سے سنا اُسے اپنی یادداشت کے مطابق جوں کا توں آپ حضرات تک پہنچا دیا۔

دعا ہے کہ مولائے کریم مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

۱۔ الترمذی الجامع الصحیح ،کتاب اللباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجآء فی الجمة و اتخاذ الشعر ،ص۲۳۳، ج۴

۲۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، کتاب علامات النبوۃ ،حدیث نمبر۱۴۰۱۹،ص۴۸۶، ج۸

۳۔ مسند الشھاب ،باب الزھد فی الدنیا یریح القلب و البدن ص۱۸۸، ج۱

۴۔ سورۃ لقمٰن ۳۱/۱۸

۵۔ مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر۳۹۴۷ ،ص۴۱۶/ ج۱

۶۔ البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الادب ، باب الکبر ۸۹۷، ج۲

۷۔ سورۃ الحجرات ۴۹/۱۳

۸۔ سورۃ الحدید ۵۷/۲۰

۹۔ سورۃ الکھف ۱۸/۳۴

۱۰۔ سورۃ الرحمٰن ۵۵/۲۶، ۲۷

۱۱۔ ایضاً ،نمبر۱، باب فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ص۲۰۳، ج۵

۱۲۔ مسند ابی عوانہ ، باب بیان موافقات النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر و صفة محاربتھم و محاصرتھم وفتحھا، حدیث ۶۹۴۵ ،ص۳۵۲، ج۴

۱۳۔ سورۃ القیامة ۷۵/۲۶ تا ۳۰

۱۴۔ الترمذی ، الجامع الصحیح ، باب فی قولِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً ، حدیث نمبر ۲۳۱۲ ، ص ۵۵۶، ج ۴

۱۵۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الادعیہ الباب ۳۴، حدیث نمبر ۱۷۳۹۲، ص ۳۸۳، ج ۱۰

۱۶۔ سورۃ النحل ۱۶/۷۸

۱۷۔ سورۃ الاحقاف ۴۶/۲۶

۱۸۔ الترمذی ، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ما جآ فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۳۶۳۸، ص ۵۹۸، ج ۵

۱۹۔ شرح العلامۃ الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقتہ و جمالِ صورتہ ۴۸۹ ، ج ۵

۲۰۔ دیکھیے :شمائل ترمذی، مع اردو شرح خصائل نبویؐ، باب حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کا بیان، ص ۴۲

۲۱۔ دیکھیے شرح العلامہ الزرقانی الفصل الاول، فی کمال خلقتہ و جمال صورتہ، ص ۴۹۶ ، ج ۵

۲۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب الترجل ، باب فی تطویل الجمۃ، ص ۲۲۰

۲۳۔ دیکھیے ایضاً نمبر ۲۲ ، باب فی الصبی لہ ذؤابۃ" ص ۲۲۱

باب ششم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ

وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا

(سورۃ الفتح ۴۸/۸،۹)

”یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

تا کہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

اور اس کی مدد کرو

اور اس کا ادب کرو

اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام“۔

شمس الثقلین ﷺ کی تابانیاں

ایک روز میرا ایک قریبی ساتھی ولید میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"آج صبح دانیال اسد کے گھر ذکر کی مجلس منعقد ہوئی۔ انہوں نے مجھے بھی اس بابرکت محفل میں شمولیت کی دعوت دی۔ میرے پہنچنے سے قبل ہی کچھ لوگ ان کی بیٹھک میں ذکرِ حق کے لیے جمع تھے۔ یکے بعد دیگرے کچھ اور افراد بھی حلقۂ ذکر میں شامل ہو گئے۔ پھر ٹھیک دس بجے صوفی فضل قادر صاحب تشریف لائے۔ ان کی آمد کے ساتھ ہی اہلِ مجلس نے (ان کی ہدایات کے مطابق) ذکر شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ تقریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ ذکر کے بعد انھوں نے دعا فرمائی اور پھر اپنے مریدین سے ان کے وظائف و نتائج بارے تفصیل پوچھی۔

ان میں سے ہر ایک نے مؤدبانہ انداز سے اپنی اپنی حالت و کیفیت، کرامت و استقامت اور قلبی سکون و طمانیت کا ذکر کیا۔ یہ سن کر فضل قادر صاحب نے فرمایا:

"یہ عطاؤ بخشش امت کے ہر فرد کو آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت واطاعت کے طفیل مل سکتی ہے۔

خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو بھیج کر مومنوں پر بہت بڑا احسان فرمایا۔
پس اس انعام و اکرام کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ پر زیادہ سے زیادہ
درود شریف پڑھیں۔ان کے حکم کی تعمیل میں اپنا سر تسلیم خم کر دیں اور ہر جگہ ان کے ذکر کا
آوازہ بلند کریں''۔

اس ارشاد کے بعد انہوں نے بتایا:

''اسی نعمتِ عظمیٰ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے آج ظہر کی نماز کے بعد
ان شاء اللہ ایک خصوصی نشست سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں منعقد کی جارہی ہے۔
شانِ رسول ﷺ بیان کرنے کے لیے دانیال اسد نے بڑے بڑے علماءِ کرام اور
صُوفیہ عِظام کو دعوت دی ہے وہ تمام حضرات تشریف بھی لا چکے ہیں''۔
فضل قادر صاحب نے دانیال سے کہا:
''آنے والے مہمانوں کے نام حاضرینِ محفل کو تو بتا دیجیے۔''
دانیال نے کہا: ''جی ہاں ضرور ! ان کے نام یہ ہیں'' :

☆ محترم سعید صاحب
☆ مولانا احمد صاحب مدنی
☆ خواجہ حبیب صاحب
☆ امام عبد اللہ صاحب
☆ ابو خالد صاحب
☆ حکیم منصور صاحب

بھائی دانیال نے حاضرینِ مجلس سے عرض کی کہ وہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی اس
بابرکت محفل میں آنے کی دعوت دیں اور بتایا:
''یہ مجلس ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد سے ملحق خانقاہ میں منعقد ہوگی''۔

ولید نے یہ داستان سنا کر مجھے بھی اس مجلس میں حاضر ہونے کی دعوت دی اور ساتھ ہی اس نے اچھی اور بُری صحبت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ ایک ایسے چمن سے گزرتے ہیں جو رنگ برنگ پھولوں سے سجا ہوا ہے تو آپ کا دل و دماغ ان کی بُو باس سے معطر ہو جائے گا اور جی چاہے گا کہ وہیں ٹھہر جائیں اور اگر کسی گندگی کے ڈھیر سے گزرنے کا اتفاق ہو تو دماغ پھٹنے لگتا ہے اور سانس روک کر آپ وہاں سے بھاگ نکلتے ہیں۔ اسی طرح اچھی اور بُری دوستی، نیک اور بد مجلس کی مثال ہے''!

میں نے ولید سے کہا:

''میں ان شاء اللہ اس مجلس میں ضرور حاضر ہوں گا۔'' خیر میں (کسی اہم ضرورت کے تحت قدرے تاخیر سے) اپنے ایک ہمسایہ رحیق کے ساتھ اس بابرکت محفل میں حاضر ہوا۔ جب ہم خانقاہ پہنچے تو اس وقت وہاں ایک نورانی چہرے والے بزرگ بیان کر رہے تھے۔ میں وہیں پیچھے جگہ پا کر بیٹھ گیا۔ جب کہ میرا پڑوسی خالی جگہ دیکھ کر تھوڑا سا آگے بڑھا اور مولانا احمد صاحب مدنی کے پیچھے پہلو داب کر بیٹھ گیا۔

اس نے مدنی صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ان کی پشت پر ہاتھ رکھا۔

انھوں نے اس کی طرف گردن گھمائی اور اور بالکل آہستگی سے پوچھا:

''جی ہاں کیا بات ہے؟''

کہنے لگا:

''بیان جاری ہوئے کتنی دیر ہوگئی ہے۔؟ یہ وعظ کب تک رہے گا؟

ان کا نام کیا ہے جو وعظ کر رہا ہے؟''

مدنی صاحب نے اسے دھیمے لہجے میں سمجھایا۔ ''فضول قسم کے سوالات نہ کرو کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَ قَالَ وَ کَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِ ضَاعَۃَ الْمَالِ [۲]

''اللہ تعالیٰ تمہاری بحث وجدال، کثرتِ سوال اور بربادیٔ مال کو پسند نہیں کرتا۔''

چوں کہ اس مجلس میں کچھ اور بھی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس لیے مولانا مدنی نے میرِ مجلس سعید صاحب سے عرض کی:

''حضرت! اگر اجازت ہو تو پہلے میں ان لوگوں کو مجلس کے کچھ آداب بتا دوں''

''ہاں ضرور'' انہوں نے فرمایا۔

پھر سعید صاحب نے اپنا بیان تھوڑی دیر کے لیے روک لیا۔ اجازت ملتے ہی مدنی صاحب نے اہلِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''لوگو یہ ادب کا مقام ہے۔ یہاں جو کچھ ارشاد ہوتا ہے اس کی طرف اپنی تمام تر توجہات مرکوز کر دو۔ اگر تم نے ایسی مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہو رہا ہو..... کوئی بھی خلافِ ادب حرکت کی تو خدشہ ہے کہ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ [۳]

''اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال برباد کر دیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو''

انھوں نے پھر یہ شعر پڑھا:

طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا اٰدَابٌ   اَدِّبُوْا النَّفْسَ اَیُّھَا الْاَصْحَابُ

''عشق کے تمام راستے ادب ہی ہیں۔ اے دوستو اپنے نفس کو ادب سکھاؤ۔''

جب مولانا احمد صاحب اہلِ مجلس کو محفل کے آداب بتا رہے تھے تو اس وقت وہاں موجود تمام لوگ نہایت ادب سے خاموش بیٹھے تھے۔

جوں ہی مولانا خاموش ہوئے تو میرِ مجلس جناب سعید صاحب فرمانے لگے:

''ہاں تو میں آپ حضرات کو آں حضرت ﷺ کے قد کے متعلق حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کی یہ حدیثِ مبارکہ سنا رہا تھا۔

خوب صُورت اور موزوں قد

لَمْ یَکُنْ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ [۴]

''حضور نہ تو زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قد تھے۔''

اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

وَکَانَ رَبْعَۃً مِّنَ الْقَوْمِ [۵] ''آپ ﷺ لوگوں میں درمیانے قد کے تھے۔''

حضرت سعید صاحب نے آپ ﷺ کی قامت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَ اَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ [۶]

''آپ ﷺ کا قد بالکل متوسط قد والے آدمی سے (قدرے) طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے پست تھا۔''

یہ فرما کر وہ خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد خواجہ حبیب صاحب نے بڑے ہی ادب سے اُن سے پوچھا:

''میرِ محفل! کیا مجھے نبی محترم ﷺ کے قد مبارک کے متعلق کچھ کہنے کی اجازت ہے؟''

اُنھوں نے ان کے جواب میں فرمایا:

''اس مجلس میں بولنے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں پس اتنا ضرور دیکھ لیا جائے کہ کوئی بول تو نہیں رہا اور اگر کوئی نہیں بول رہا تو پھر اجازت ہی اجازت ہے''

اجازت ملتے ہی خواجہ صاحب نے حضرت عائشہ رَضی اللہ تعالیٰ عَنْھا کی یہ حدیث سنائی:

'' جب اللہ کے رسول ﷺ دو لمبے آدمیوں میں ہوتے تو آپ ﷺ ان دونوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب وہ دونوں لمبے آدمی آپ ﷺ سے جدا ہوتے تو آپ ﷺ درمیانے قد کے معلوم ہوتے تھے۔ ۷

خواجہ صاحب نے اس حدیث پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

'' ایسے قد کاٹھ کا آدمی نہایت ہی حسین لگتا ہے جس کا قد درازیٔ قامت کے قریب تر ہو اور یہی صفت میرے نبی پاک ﷺ کے قد مبارک میں تھی۔''

آپ ﷺ کی قامت کی ایک عجیب خوبی یہ بھی تھی کہ جب آپ ﷺ کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند دکھائی دیتے۔

'' لیکن یہ درازیٔ قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ معجزہ کے طور پر تھا تاکہ حضور ﷺ سے جیسا کمالاتِ معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں اسی طرح صورتِ ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو'' ۸

خواجہ صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا خوش نما، خوب صورت اور موزوں قد عطا فرمایا کہ جس کی نظیر نہ تو ماضی میں ملتی ہے اور نہ ہی آئندہ ایسی کوئی تمثیل (تاقیامت) ممکن ہے۔

یہ شرف و امتیاز صرف اور صرف اس کمال درجے کے انسان کامل ﷺ ہی کو حاصل ہے جو اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کی وجہ سے تمام مخلوقات میں ایک اعلیٰ اور بلند پایہ مقام رکھتا ہے''

معیارِ فوقیت قد یا کردار؟

خواجہ حبیب صاحب نے جوں ہی اپنا کلام ختم کیا تو امام عبداللہ صاحب فرمانے لگے:

''یقیناً قد و قامت کے اعتبار سے انسان مختلف قسم کے ہیں۔ ان میں کوئی تو لمبا ہے اور کوئی کوتاہ قد، کسی کی قامت آنکھوں کو بھاتی ہے اور کسی کی آنکھوں میں جچتی ہی نہیں۔ ان میں تو کوئی ٹھنگنا ہے اور کوئی لمبوترا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جسے جیسا چاہے بنا دے۔

فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ○ ۹''

اس نے تجھے جس صورت میں چاہا ترکیب دے دیا''

اس لیے نہ تو دراز قد کو اپنے قد پر فخر کرنا چاہیے اور نہ ہی چھوٹے قد والے کو اپنے پستہ قامت کی وجہ سے احساسِ کمتری کا شکار ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے قد کاٹھ کا مذاق اڑاتا پھرے کیوں کہ جو کسی کے قد و قامت میں عیب نکالتا ہے اس کا قالب بھی تو عیوب سے پاک نہیں۔

تمام نقائص سے پاک قد و قامت والی ذات صرف اور صرف فخرِ انبیاء علیہ السلام ہی کی ہے جنہوں نے کبھی بھی اپنے حسین قد پر نہ تو فخر کیا اور نہ تکبر کیا۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کی خوب صورتی اس کے موزوں قد اور سڈول جسامت میں ہے لیکن یہی چیز انسان کے لیے باعثِ شرف و امتیاز بھی نہیں بلکہ ایک اچھے انسان

کے لیے قابلِ عزت چیز تو اس کا وہ کردار ہے جو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری اور وفاداری میں ہمہ وقت ادا کرتا ہوا یہ زمزمہ الاپتا رہتا ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ [1]

''بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) جہانوں کے پروردگار کے لیے ہیں''۔

جب کہ اس وفا شعار کے برعکس کتنے ہی قد آور اشخاص اپنی سرکشیوں کی وجہ سے یوں اٹھا اٹھا کر پٹخ دیے گئے جیسے کسی تیز آندھی کے اثر سے بڑے بڑے کھجوروں کے جمے جمائے ہوئے تنے دُور دُور جا کر گرتے ہیں۔ ایسے ہی زور آور اور قد آور سرکشوں کا حشر بتاتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا:

تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○ [2]

''(تیز ہوا) ان لوگوں کو (اس طرح) اکھاڑ پھینکتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہوں۔''

ایسی قد و قامت سے فائدہ ہی کیا جس میں شرارت و بغاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو؟ جس کا نتیجہ سوائے خسارے اور گھاٹے کے اور ہو بھی کیا سکتا ہے؟

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کے داعی ﷺ کے خوب صورت و موزوں قد و جسم کی چمک ہم پر بھی آشکارا ہونے لگے تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے قالبِ خاکی پر دینِ محمدی ﷺ کا رنگ چڑھا لیں تا کہ جب ہم اس دھرتی پر چلیں تو دیکھنے والے

بے ساختہ کہہ اٹھیں:

''یہ تو کوئی انسان نہیں ملائکہ ہیں۔''

اور فرشتے دیکھ کر کہہ اٹھیں:

''کاش! ہم بھی ایسے ہی انسان ہوتے۔''

یہ فرما کر محترم عبداللہ صاحب مہر برلب ہو گئے۔

پُشتِ رسول ﷺ پر مُہرِ نبوت کا نشان

جب اہلِ مجلس خاموش ہو گئے تو حضرت سعید صاحب نے بڑے ہی ادب سے اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور پھر آنحضرت ﷺ کے کندھوں کے متعلق حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ارشاد فرمائی:

''بَعِيْدُ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ'' [12]

''نبی کریم ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان (قدرے زیادہ) فصل تھا''

چوں کہ حضور ﷺ کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی حصہ چوڑا تھا اسی لیے آپ ﷺ کا سینہ اور پشت مبارک بھی کشادہ تھی جس پر مُہرِ نبوت ثبت تھی۔ آپ ﷺ کا یہ وہ حسین وصف ہے جس سے آپ ﷺ کا قد کاٹھ نہایت ہی عمدہ اور پاکیزہ دکھائی دیتا تھا۔

خاتم الانبیاء ﷺ کے کندھوں کو جو فضیلت مہرِ نبوت کے سبب حاصل تھی وہ بزرگی و برتری کائنات میں کسی ذی حیات کو حاصل نہیں۔

یہ مہر نبوت نبی خاتم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اوپر والے حصہ کے بائیں جانب (کندھے کی نرم ہڈی کے پاس) کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔

ہے تمہاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشاں

اور تمہارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسٓ میں نمایاں (نظیر اکبرآبادی)

شعر سنانے کے بعد انھوں نے مہرِ نبوت کی وضاحت میں حضرت مولانا زکریاؒ کا وہ قول نقل کیا جو انہوں نے اپنی کتاب ''خصائلِ نبوی ﷺ'' کے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا ہے۔

''مہرِ نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں کچھ مختلف ہیں۔ قرطبیؒ نے ان میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ وہ کم و زیادہ بھی ہو جاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی۔''

یہ قول نقل کرنے کے بعد سعید صاحب نے فرمایا:

''حق کے متلاشیوں نے جوں ہی اسے اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پشت مبارک پر دیکھا تو فوراً ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔''

یہ فرما کر وہ خاموش ہو گئے۔

ابھی اہلِ مجلس سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ مجھے اپنے پہلو میں ایک سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے اپنے قُرب میں ایک بزرگ بیٹھتے دکھائی دِیے۔

میں انھیں نہیں جانتا تھا لیکن جب سعید صاحب نے ان سے فرمایا:

''مولانا ادریس صاحب! آگے تشریف لے آئیں''

تو تب میں جان گیا کہ یہ تو وہی محترم ہستی ہیں جنھوں نے سیرت کے موضوع پر پچھلے سال جامع مسجد میں خطاب فرمایا تھا۔ جناب کے حکم کی تعمیل میں وہ اپنی جگہ سے تھوڑے سے آگے کی جانب کھسکے اور زانو بہ زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

محترم نے ان سے فرمایا:

''مولانا! آپ کی آمد سے پہلے ہم لوگ نبی الرحمتہ ﷺ کی مُہرِ نبوت کا تذکرہ کرر ہے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس پر مزید روشنی ڈالیں!''

ادریس صاحب نے فرمایا:

''حضرت! میں تو خود آپ بزرگوں کی صُحبت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔''

لیکن اُن کے بار بار اصرار پر گویا ہوئے:

''اب اگر کچھ عرض نہ کروں تو یقیناً گستاخی و بے ادبی ہوگی''

پھر موصوف نے مُہرِ نبوت کی حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''محترم سامعین! جب کسی شے کی حفاظت مقصود ہوتی ہے تو مہر لگا دیتے ہیں تا کہ جو شے اس میں رکھ دی گئی ہے وہ اس میں سے نکلنے نہ پائے۔

جواہرات بھر کر تھیلی پر مُہر لگا دیتے ہیں کہ کوئی موتی نکلنے نہ پائے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے قلب مبارک کو علم و حکمت سے بھر کر دو شانوں کے درمیان مہر لگا دی گئی تا کہ اس خزینہ سے کوئی شے ضائع نہ ہونے پائے۔ ...... جس طرح قلب مبارک کا اندرونی حصہ شقِ صدر کے ذریعے مادۂ شیطانی سے پاک کر دیا گیا اسی طرح پشت کی جانب مُہر لگا کر باہر سے بھی شیطان کی آمد کا راستہ بند کر دیا گیا ...... تا کہ قلب شیطان کے وسوسوں اور بیرونی حملوں سے محفوظ ہو جائے اس لیے کہ شیطان اسی جگہ سے وسوسہ ڈالتا ہے۔''[۱۳۰]

...... یہ حکیمانہ گفتگو فرمانے کے بعد مولانا صاحب نے سکوت اختیار کر لیا۔

آتش کے پرکالے کا حملہ

بعد ازاں ابو خالد صاحب نے موصوف کا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول یہ حیرت افزا واقعہ سنایا:

''ایک روز ایک شخص نے اپنے ربّ سے سوال کیا۔

الٰہی! تو مجھے وہ جگہ بتا جس سے آتش کا پرکالہ یعنی شیطان ابنِ آدمؑ کے اندر داخل ہو کر اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (اس کی دعا قبول ہوئی) اس نے ایک شخص کو دیکھا، جس کے قلب کے مقابل والے کندھے پر شیطان مینڈک کی شکل کا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مچھر کے ڈنگ کی مانند اپنی سونڈ بھی نکال رکھی تھی۔ اس ہیئت کے ساتھ شیطان اس کے بائیں کندھے سے ہوتا ہوا اُس کے دل میں داخل ہوا اور پھر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیا۔''[۱۴]

ابو خالد صاحب نے اپنی بات مکمل کی تو مولانا احمد صاحب نے ان سے کہا:

''محترمی! آپ نے جو واقعہ سنایا ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان کی پشت سے داخل ہوتا ہے جب کہ ابلیس انسان پر چاروں طرف سے حملہ کرتا ہے۔ جیسا کہ ابلیس لعین خدائے علیم سے کہتا ہے:

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ۝ [۱۵]

''پھر (میں) ان کے سامنے سے بھی آؤں گا اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داہنے سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔''

مولانا احمد مدنی کے استفسار پر ابو خالد صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ارشاد فرمایا:

''اس آیتِ مقدسہ میں ''مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ'' سے مراد دنیا ہے۔ جب کہ ''وَ مِنْ خَلْفِھِمْ'' سے مُراد دین وآخرت ہے۔

گویا ابلیس کہہ رہا ہے کہ میں اولادِ آدم (علیہ السلام) پر ان کے آگے کی جانب سے حملہ آور ہو کر انھیں دنیاوی لذات میں پھنسا دوں گا اور ان پر پیچھے سے دھاوا بول کر انہیں عاقبت اور دینی امور سے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کر دوں گا اور ''عَنْ اَیْمَانِھِمْ'' بیان کر کے اس نے بتا دیا کہ وہ افرادِ انسانی پر دائیں جانب سے ہلہ بول کر انھیں نیکیوں سے روک دے گا۔ ''وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ'' کہہ کر اس نے جتا دیا کہ وہ لوگوں پر بائیں طرف سے یلغار کر کے انھیں بدیوں اور برائیوں پر آمادہ کر دے گا۔''[16]

پس اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ دین وعقیدہ اور عقبیٰ واُخریٰ سے متعلق جتنے بھی امور ہیں شیطان ان کے متعلق انسان کی پشت کی جانب سے داخل ہو کر وسوسے ڈالتا ہے۔

لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جو چار سمتوں کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد تمام جہات یعنی دائیں بائیں، اوپر، نیچے اور آگے پیچھے ہیں۔

جیسا کہ حضور ﷺ کی دعا والی حدیث سے ثابت ہے (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) یا پھر ان چاروں سمتوں سے مراد گمراہ کرنے کا ہر طریقہ ہے۔ اگرچہ بعض اہلِ علم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان انسان پر اوپر سے اس لیے حملہ آور نہیں ہو سکتا کہ اس پر اس کا اوپر والا بارانِ رحمت نازل کر رہا ہوتا ہے۔''

یہ فرما کر ابو خالد صاحب نے توقف کیا۔ ان کا یہ بیان سن کر مولانا مدنی نے موصوف کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی:

''ابو خالد صاحب!

خاتم الانبیاء ﷺ کی مُہرِ نبوت تو ایک طرف آپ ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل و علامت تھی تو دوسری طرف یہ نقشِ نبوت شیطانی وساوس سے روکنے کا ایک بہترین آلہ بھی تھی ۔ بھلا! یہ تو بتاؤ کہ انسان اپنے آپ کو عزازیل (ابلیس) کی اکساہٹوں اور حملوں سے کیسے بچا سکتا ہے؟ کیوں کہ انسان کے پاس تو شیطان مردود سے بچنے کا کوئی ہتھیار مثلِ مُہرِ نبوت نہیں۔''

شیاطین سے بچنے کی تدابیر

مولانا مدنی کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

شیطان سے بچنے کی تدبیر تو خود اللہ جل شانہ نے یہ تجویز فرمائی ہے۔

"وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنَ ۝ لا

وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝ لے

''اور آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ یعنی شیطان میرے پاس بھی آئیں۔''

شیاطین کی فتنہ انگیزی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ربِّ رقیب

کی پناہ گاہ میں آ جائے جو کہ ایک مضبوط قلعہ ہے جہاں آگ کے پُتلے یعنی شیطان کی رسائی کسی صورت میں ممکن نہیں اسی لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اس حصار کو اپنا مسکن بنائے رکھے اور یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہ نکالے ورنہ شیطان اور اس کے چیلے اسے اُچک لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے لیے اپنی پناہ گاہ کھول رکھی ہے جو بھی اس میں آ گیا وہ شریر کے شر سے، حاسد کے ضرر سے، ساحر کے سحر سے اور منتری کے منتر سے بچ گیا اور جو باہر رہا اسے شیطان اپنے ساتھ گھسیٹ کر لے گیا۔

"وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ○ ۱۸

"اور جو شیطان کے بھائی ہیں شیطان انھیں گمراہی میں کھینچتے رہتے ہیں۔ سو وہ باز نہیں آتے"۔

جب انسان کو شیطان کے دجل و فریب کا اندیشہ لاحق ہونے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ فوراً آیت الکرسی اور ذکر و اذکار کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ گڑگڑائے اور اسے اپنی مدد کے لیے پکارے وہ ضرور (ان شاء اللہ) اسے عافیت و امن کا مقام عطا فرمائے گا۔

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ" فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ ۱۹

"اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے وسوسہ آنے لگے تو آپ اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے وہی سننے والا ہے (سب) جاننے والا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ شیطان کے دھوکا و دغا سے بچنے کے لیے صبح و شام یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَ مِنْ خَلْفِيْ وَ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَ عَنْ شِمَالِيْ وَ مِنْ فَوْقِيْ وَ اَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ (قَالَ وَكِيْع '' مِنْ تَحْتِيْ يَعْنِي الْخَسْفَ) [20]

''اے اللہ! تو میری حفاظت فرما! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور (اے میرے پروردگار!) میں تیری عظمت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں دھوکے سے پوشیدہ طور پر نیچے (زمین میں) دھنسا دیا جاؤں''

(اصل میں میرِ عرب ﷺ نے یہ دُعا اپنی اُمت کو تعلیم فرمائی تا کہ وہ یہ دُعا مانگ کر اپنے آپ کو ہر قسم کی آفات سے بچالیں)

شیاطینُ الجن کو رام کرنے کے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور کوئی تدبیر کارگر نہیں۔ یہی وہ نسخۂ تیر بہدف ہے جس سے انسان اپنے آپ کو دھوکے باز کے جھانسے سے بچا سکتا ہے۔

ابو خالد صاحب نے سوال کرتے ہوئے پوچھا:

'' نیکوکار اپنے آپ کو آگ کے بنے ہوئے (شیطان) سے کیسے بچاتے ہیں؟''

پھر خود ہی اس کے جواب میں ربِ حفیظ کا یہ مژدہ سنا کر شیطان سے بچاؤ کا ایک نسخۂ کیمیا بتایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ [21]

'' جو لوگ پرہیزگار ہیں جب انھیں کوئی خطرۂ شیطانی لاحق ہوتا ہے تو وہ یادِ الٰہی میں لگ جاتے ہیں جس سے یکایک انھیں (صحیح) راستہ صاف نظر آنے لگتا ہے''

ابلیس کی فریب کاریوں سے وہی اپنے آپ کو بچا سکتا ہے جو بڑا ہی صاحبِ نصیب ہو...... جس کا دل ہمہ وقت خدائے تعالیٰ کی یاد میں لگا ہوا ہو...... جو سدا اِس کو اپنی پناہ گاہ بنائے ہوئے ہو...... جو ہمیشہ دین کی سرفرازی کے لیے اپنی جان تک لڑا دیتا ہو...... یقیناً ایسا شخص نہایت سعادت مند ہے جو تمام تر مصائب وآلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہوا کسی قیمت پر اخلاقی قدریں ہاتھ سے نہ جانے دیتا ہو۔

پس یہ وہ اعمال اور آلات ہیں جن کے ذریعے شیطان پر کاری ضرب لگائی جا سکتی ہے۔ جب تک انسان ان باتوں پر عمل کرتا رہتا ہے تو شیطان اور اس کی ذُرِّیّت (جو انسانوں میں آگ لگائے تماشا دیکھنے پر بغلیں بجاتے رہتے ہیں) اس سے خوف کھاتے رہتے ہیں اور انھیں اس کے پاس آنے کی جرأت وہمت تک نہیں ہوتی۔

...... یہ فرما کر ابو خالد صاحب خاموش ہو گئے۔

مولانا احمد اُن کے مدلّل بیان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھے، آگے بڑھے اور فرطِ محبت میں ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد جناب سعید صاحب نے فرمایا:

''میرا جی چاہتا ہے کہ اب ہم اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی مبارک بغلوں، کلائیوں، بازوؤں، انگلیوں، ہتھیلیوں اور ہاتھوں کا ذکر بھی کریں تا کہ ہمارے ظاہر و باطن کو بھی آپ ﷺ کے اعضاو جوارح کے ذکر سے کچھ برکت حاصل ہو جائے۔

اس خواہش کا اظہار کرنا ہی تھا کہ حکیم منصور صاحب نے اس مبارک موضوع پر بولنے کی اجازت چاہی۔ حکم ملتے ہی انھوں نے فرمایا:

نبی مطہر ﷺ کی عنبریں بغلیں

''نبی اقدس ﷺ کی عنبر بیز بغلیں نہایت ہی نفیس، عمدہ اور پاکیزہ تھیں۔
آپ ﷺ کی مُشک بار بغلیں سفید اور لطیف تھیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ مبارک اٹھاتے ہوئے دیکھا مجھے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی'' ۲۲

نبی طیب ﷺ کی عنبر آگیں بغلوں پر جوں ہی بال نکلتے آپ ﷺ انھیں فوراً اُکھیڑ دیتے تھے۔ نبی اطہر ﷺ کی مُشک بیز بغلوں کی عمدگی وپاکیزگی، ملائمت ونزاکت اور نفاست ولطافت اس قدر تھی کہ ان سے مشک جیسی خوشبو آتی تھی۔

جیسا کہ بنی حریش کے ایک شخص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَ عَلَیَّ مِنْ عَرَقِ اِبْطَیْهِ مِثْلُ رِیْحِ الْمِسْکِ ۲۳

''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا تو آپ ﷺ کی مبارک بغلوں سے نکلنے والا پسینہ مجھ پر (بھی) ٹپکنے لگا
اور اس سے کستوری جیسی خوشبو آرہی تھی۔''

مبارک بغلوں کے متعلق گفتگو فرمانے کے بعد حکیم منصور صاحب نے فرمایا:

خیال رہے مُدام ستھرائی، صفائی کا

''اگر باقاعدگی سے بغلیں نہ لی جائیں اور بغلوں کی نظافت وطہارت کا خاص خیال نہ رکھا جائے تو رفتہ رفتہ بغلوں میں بدبو اور سڑاند پیدا ہونے لگتی ہے جو بغلوں میں پھوڑوں، پھنسیوں اور دیگر کئی قسم کی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔

اطبا نے لکھا ہے:

''آدمی کے بدن سے جو بعض مواضع (بغل اور زیر ناف وغیرہ) میں بال نکلتے ہیں اگر انھیں باقاعدگی سے صاف نہ کیا جائے تو اس کا دل پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اس سے قلب اداس اور غمگین ہوتا ہے جس سے اس کا نشاط بھی جاتا رہتا ہے۔''

مثل مشہور ہے: ''بال جنجال، بال سنگار''

یعنی بال تکلیف کا باعث بھی ہیں (جیسے زیرِ ناف، بغل اور مونچھوں کے زائد بال) اور خوب صورتی کا موجب بھی ہیں (جیسے سر اور داڑھی وغیرہ کے بال) اس لیے بدنِ انسانی کو جلدی امراض اور ناگوار بدبوؤں سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ بغل اور زیر ناف بال مسلسل صاف کیے جائیں اور ان کی ستھرائی پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ان کی ناپاکی و بدبو سے نہ صرف اپنے آپ کو بچایا جاسکے بلکہ ان کی گندگی و بُو سے دوسروں کو بھی بچایا جاسکے۔

نبی مُطہر ﷺ اپنی عنبریں بغلوں کی صفائی کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ ان کی عنبر افشاں بغلوں سے ٹپکنے والا پسینہ فضا میں پھیل کر اسے معطر بنا دیتا تھا۔

صفائی و پاکیزگی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"خَمْس" مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَاَخْذُ الشَّارِبِ "۲۴؎

"پانچ باتیں فطرت میں داخل ہیں:

"ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں تراشنا"

بغلوں کے اس قدر تفصیلی بیان کے بعد حکیم منصور صاحب نے اہلِ مجلس سے فرمایا:

"اگر آپ حضرات کی اجازت ہو تو میں نبی مکرم ﷺ کی کلائیوں، بانہوں، انگلیوں اور ہاتھوں کے متعلق بھی کچھ بیان کرتا چلوں!" ان کی یہ پیش کش سُن کر اہلِ محفل نے ہم آواز ہو کر کہا:

"کیوں نہیں! آپ یہ سعادت ضرور حاصل کریں" اجازت ملتے ہی حکیم صاحب نے فرمایا:

نبی کریم ﷺ کے بازو اور کلائیاں

رسولِ عربی ﷺ کی کلائیوں کی زیبائش کا کیا کہنا! وہ تو بڑی بڑی بے انتہا خوش نما تھیں اور اسی طرح ساقیٔ کوثر ﷺ کے بازو مبارک بھی بے حد خوب صورت، مضبوط، لمبے اور قوی تھے اور (ان پر) سیاہ بالوں نے بازوؤں کا حُسن اور بھی دو چند کر رکھا تھا۔ نبی کامل ﷺ کے بازوؤں سے ہاتھوں تک کا حصہ فربہ و توانا تھا۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک اور کلائیوں کے بند طویل تھے لیکن ہاتھوں کی یہ طوالت اِس قدر بھی نہ تھی کہ وہ بے ڈھنگ دکھائی دیتی اور نہ ہی ہاتھ اور کلائی کے جوڑ اس قدر دراز تھے کہ وہ بے ڈھب معلوم ہوتے بلکہ قدرت نے انھیں انتہائی موزوں، حسین اور مناسب بنایا جو کہ دیکھنے میں بڑے ہی سہانے لگتے تھے۔"

بانہیں سونے کے کنگن والی

مبارک ہاتھوں کا ذکر کرنے کے بعد حکیم صاحب فرمانے لگے :

''ہماری بانہوں میں بھی غضب کا حُسن اور بلا کی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔

بشرطیکہ ہم ان بازوؤں کو جیسا کہ حکم ہے ایمان والوں کے لیے جھکا دیں۔

''وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۲۵'' اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رکھیے''

یعنی ان کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آئیں اور ان سے نرمی و مہربانی کا برتاؤ کریں

اور ساتھ ہی قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام بھی کریں۔ پابندی سے نماز قائم کریں۔

مالکِ حقیقی کے راستے میں پوشیدہ و اعلانیہ خرچ کریں اور اُسی سے خوف و امید

بھی باندھے رکھیں۔

ان اعمال صالحہ کی برکات سے قادر وقوی رب ہمارے بازوؤں میں ایسی قوت بھر دیں گے

کہ جس کی طاقت کا مظاہرہ (معرکہ حق وباطل میں) دیکھ کر فرشتے بھی دنگ رہ جائیں گے۔

یہ تو اس دنیا میں ان بانہوں کا شرف و امتیاز ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ جلیل و کریم رب نے روزِ جزا میں ایسے بازوؤں کے لیے کیا

انعامات واعزازات رکھے ہیں؟

خدائے تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا

مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّیَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّکِئِیۡنَ

فِیۡهَا عَلَی الۡاَرَآئِکِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ۞ ۲۶

''یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لیے ہمیشگی کے باغ ہیں ان کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہوں گی۔ ان کو اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز پہنیں گے۔ (اس میں سونے کے تاروں سے آراستہ) تختوں کے اوپر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیسا اچھا صلہ ہے! اور کیسی بہتر جگہ ہے!

حکیم صاحب نے ان انعامات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''ان لوگوں کو سونے، چاندی کے کنگن، موتیوں کے زیور اور ریشمی لباس پہنانے کے علاوہ ہر دم تازہ بہ تازہ نو بہ نو جنت کی نعمتیں عطا ہوتی رہیں گی۔

''ذلک ھو الفضل الکبیر''[27] ''یہ بہت ہی بڑا فضل ہے''

انگشتانِ قوی کی عظمت وشان

اس کے بعد حکیم منصور صاحب نے حضورﷺ کی مبارک انگلیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''آپﷺ کی انگلیاں مبارک پُر گوشت تھیں۔ نہ تو بہت لمبی تھیں اور نہ ہی زیادہ چھوٹی بلکہ معتدل اور درمیانی قسم کی تھیں۔ وہ بالکل سیدھی اور برابر تھیں۔ ان میں کسی قسم کی نہ تو کوئی ٹھرکی پائی جاتی تھی اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا کوئی سکڑاؤ دکھائی دیتا تھا۔

آپﷺ کی جلد مبارک نرم تھی اور جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں مبارک بڑی بڑی تھیں۔ یہی وہ مردانہ جمال ہے جو آپﷺ کی ذات اقدس میں نمایاں دکھائی دیتا تھا۔ آپﷺ کے ہاتھ کی انگلیاں مبارک بہت زیادہ مضبوط اور طاقت ور تھیں ان کی قوت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:

لَوْ رَاَیْتُمُوْنِیْ وَ اِبْلِیْس فَاھْوَیْتُ بِیَدِیْ فَمَازِلْتُ اَخْنُقُہٗ حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَلُعَابِہٖ بَیْنَ اِصْبَعَیَّ ھَاتَیْنِ الْاِبْھَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْھَا وَ لَوْلَا دَعْوَۃُ اَخِیْ سُلَیْمَانَ لَا صْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ یَتَلَاعَبُ بِہٖ صِبْیَانُ الْمَدِیْنَۃِ ۲۸

''اگرتم مجھے اورابلیس (سرکش جن) کو دیکھ لیتے کہ جس وقت میں نے اُسے اپنے ہاتھ سے گرایا اور اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ مجھے اس کے منہ کی رال کی ٹھنڈک اپنی ان انگلیوں...... انگوٹھے اور انگشتِ شہادت...... میں محسوس ہوئی اگر مجھے اپنے بھائی (حضرت) سلیمان علیہ السلام کی دُعا (اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو) کا پاس نہ ہوتا تو میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیتا جس سے مدینہ کے بچے کھیلتے''

یہ آپ ﷺ کی صرف دوانگلیوں کا کرشمہ تھا جس نے ہٹے کٹے ابلیس کو بے بس کر دیا۔ آپ اس واقعہ سے نبی متین ﷺ کی دوسری مبارک انگلیوں کا اندازہ لگائیں کہ وہ کس قدر مضبوط اور قوی ہوں گی۔

اطاعتِ رسول ﷺ کا عملی نمونہ

حکیم منصور صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اسے (انگلی میں) پہن لیا۔ (جب لوگوں نے دیکھا) توانھوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنا کر پہن لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اس سے پہلے) میں یہ انگشتری پہنا کرتا تھا۔ اب ہرگز نہ پہنوں گا۔''

(کیوں کہ اللہ عزوجل نے مَردوں پر سونا حرام قرار دے دیا ہے)[۲۹]

(جب لوگوں نے آپ ﷺ کو انگوٹھی پھینکتے ہوئے دیکھا) تو انھوں نے بھی اپنی اپنی (سونے کی) انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں"۔ [۳۰]

گویا انھوں نے اس ارشادِ ربانی پر عمل کر دکھایا:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ [۳۱]

"رسول جو کچھ تمھیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمھیں روک دیں، رک جایا کرو"

حکیم منصور صاحب نے فرمایا:

"ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی حضور ﷺ کی پیروی میں سونے کی انگوٹھیاں ہرگز نہ پہنیں اور اگر پہنی ہوئی ہوں تو فوراً ہی اتار دیں کیوں کہ سونا صرف عورتوں کے لیے حلال ہے جب کہ مردوں کے لیے حرام ہے۔

یاد رکھیے!

زیبائشِ زیور تو محض مرد کے لیے عیب چھپانے اور اِترانے کا ایک ذریعہ ہے۔ کیوں کہ اس کی آرائش سے طالبِ دنیا گھمنڈ بھی کرتا ہے اور اپنے ناقص حُسن پر پردہ ڈالنے کی ناتمام کوشش بھی لیکن جس کے حُسن کا پیمانہ اپنے حُسنِ کردار کی وجہ سے وافر مقدار میں ہو تو پھر ایسے شخص کو سونے سے سنورنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پس مرد حضرات کو چاہیے کہ وہ سونا ہرگز نہ پہنیں کیوں کہ اس کے پہننے سے ایک طرف ان کی صنفِ نازک (عورتوں) کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف اُن کی قوتِ فکریہ اور قوتِ بیانیہ میں بھی ضعف و بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

اسی لیے آنحضرت ﷺ نے مَردوں کو سونا پہننے سے بڑی سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے :

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَہٰی عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ [۳۲]

''نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل اور اتباع سے ہماری انگلیوں کی مردانہ قوت میں اضافہ بھی ہوگا اور ان کی زیب وزینت بھی دوبالا ہوگی۔

انگلیوں کے متعلق گفتگو فرمانے کے بعد حکیم صاحب تھوڑی دیر سربگریباں خاموش بیٹھ گئے۔ اہلِ مجلس پر بھی خاموشی طاری تھی اور ان میں سے ہر ایک ادب واحترام سے سر جھکائے چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ یہ سب لوگ عالمِ تاب ﷺ کے تصور میں عالمِ بالا سے اپنا تعلق جوڑے ہوئے ہیں۔

حکیم صاحب نے کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور فرمایا:

''ہاں! تو میں آپ حضرات کو نبی پاک ﷺ کے اعضائے مبارکہ کے متعلق بتا رہا تھا''

......پھر یہ فرما کر خاموش ہو گئے......لیکن اب کی بار یہ وقفہ پہلے کی طرح طویل نہ تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد انھوں نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

متین ﷺ کے دست وکف کی متانت

میرے نبی پاک ﷺ کے دست مبارک پُر گوشت تھے۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں گوشت سے بھرپور اور چوڑی تھیں۔ خوب صورت کشادہ اور نرم وملائم دست وکف نے آپ ﷺ کے ہاتھوں کو ایک عجیب حسن عطا کر رکھا تھا۔

نبی عزیز ﷺ کو قریب سے دیکھنے یا مصافحہ کرنے والا شخص آپ ﷺ کے ہاتھوں سے ہی آپ ﷺ کی شجاعت، قوت اور سخاوت کا اندازہ لگا سکتا تھا کہ آپ ﷺ کس قدر جری، قوی اور سخی تھے۔

حدیث کے مطابق حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک هِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنَ الْمِسْکِ ۳۳

''برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا''۔

آپ ﷺ کی ہتھیلیاں بھی ریشم سے زیادہ نرم اور دیبا سے سے زیادہ ملائم تھیں۔ جب آپ ﷺ کسی سے ہاتھ ملاتے یا کسی کے بدن پر از روئے شفقت ہاتھ پھیرتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا آپ ﷺ نے کسی عطر فروش کے عطر دان سے ابھی ابھی اپنا ہاتھ مبارک نکالا ہے۔

طبیبِ روحانی ﷺ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شِفا رکھی تھی۔ آپ ﷺ کا دستِ شِفا جب بھی کسی مریض کو چھوتا وہ فوراً ہی اللہ جل شانہ کے حکم سے تندرست و سالم ہو جاتا۔

اسی طرح دنیا کے خزانوں کی چابیاں بھی جہاں تاب ﷺ کو تھما دی گئی تھیں۔

نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

وَ بَینَا اَنَا نَائِم'' اُتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ ۳۴

''میں سویا ہوا تھا کہ اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں زمین کے خزانوں کی چابیاں رکھ دی گئی ہیں۔

مذکورہ حدیث سنانے کے بعد حکیم منصور صاحب نے فرمایا:

ہاتھ میں ہاتھ دینے کی لاج

''اب خزانوں کی یہ کنجیاں رسولِ کریم ﷺ کے دستِ مبارک کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان سعادت مندوں کو عطا فرماتے ہیں جو ربِ رحیم کے دُرِ یتیم ﷺ کے ہاتھ پر حق کی حمایت، دین کی اشاعت، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت اور اسلام کی حفاظت و برتری کے لیے انتہائی محنت و کوشش اور جان و مال تک قربان و فدا کرنے کی بیعت کرتے ہیں''

صحابہ کرامؓ نے اسی بیعت کا عملی مظاہرہ مختلف مواقع میں کیا۔جیسا کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔

نَحنُ الَّذِینَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلٰی الْجِهَادِ مَا بَقِینَا اَبَدًا ۳۵

''ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضرت محمد ﷺ کے (ہاتھ پر) بیعت کی ہے کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے (ہم حق کی بلندی کے لیے) ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔''

نبی امین ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدائے تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ خداوند قدوس کے حکم سے ہی فرماں برداری کا عہد و پیمان اور قول و قرار لیتے ہیں اور آپ ﷺ اللہ جل شانہ کے احکامات کا نفاذ بھی اسی اطاعتِ اقرار کے ذریعے کراتے ہیں۔

جو لوگ میرِ عرب ﷺ اور ان کے جانشین، صدیقین، صالحین اور امیر المومنین کے ہاتھ پر جہاد وغیرہ جیسے امور پر بیعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا دستِ شفقت و حمایت بھی ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۚ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ ۳۶

''بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔
اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے
سو جو کوئی عہد توڑے گا تو اس کے عہد توڑنے کا وبال اس پر پڑے گا اور جو کوئی اس چیز کو پورا کرے گا جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے
تو اللہ اسے عنقریب بڑا اجر دے گا''۔

یعنی اس کا انعام دنیا اور آخرت دونوں میں دیا جائے گا۔
دنیا میں وہ تمہیں (بیعتِ جہاد وغیرہ) پر فتح یابی وخلافتِ ارضی بھی عطا فرمائیں گے اور زمینی خزانوں اور عظمتوں سے بھی نوازیں گے۔

جیسا کہ شہِ عرب و عجم ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ، فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا،
وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَازُوِیَ لِیْ مِنْھَا ۳۷

''اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا، پس میں نے اِس کے مشرقی اور مغربی حصے دیکھے، عنقریب میری اُمت کا دائرۂ اقتدار وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک میرے لیے زمین سکیڑ دی گئی''۔

اور اللہ تعالیٰ تمہیں اگلے جہان میں وہ کچھ عطا فرمائیں گے جو تم چاہو گے۔

جیسا کہ ربِ جلیل کا فرمان ہے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَاتَدَّعُوْنَ ○ ۳۸

''اور تمہارے واسطے اس (جنت) میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے، اور تمہارے واسطے موجود ہے جو کچھ بھی تم مانگو''

اس تفصیلی بیان کے بعد حکیم منصور صاحب نے یہ اختتامی کلمات پڑھے اور خاموش ہو گئے:

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۳۹

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

مُناجات

اس کے بعد صدر نشین سعید صاحب نے عجز و انکسار کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے۔ انھوں نے سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا پڑھی اور پھر حبیبِ خدا ﷺ پر درود و سلام پڑھا اور پھر مناجات شروع کر دی۔

دُعا کرتے کرتے کئی بار اُن کی سسکی بندھ جاتی اور ساتھ ہی آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بھی چلتے رہے۔ اس وقت اہلِ محفل پر خشیتِ الٰہی کی عجیب کیفیت طاری تھی۔ وہ سب کے سب اپنے ہاتھوں کو پھیلائے اور سروں کو معمولی سا جھکائے ان کی دعا پر زار و قطار روتے اور گڑگڑاتے ہوئے ''آمین، آمین'' کہتے رہے۔

ان کی اس قدر آہ وفغاں اور گریہ وزاری دیکھ کر میرا دِل بھی بھر آیا اور میری آنکھوں سے بھی آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔

انھوں نے دُعا کرتے ہوئے فرمایا:

الٰہی! ہماری لغزشوں اور خطاؤں سے درگزر فرما جنہیں تُو جانتا ہے۔

بے شک تو وہ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی فرماں برداری کی توفیق دے کر اپنی ناراضگی سے بچا لے۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت کی دشواریوں اور پریشانیوں سے دُور فرما دے۔

اے آسمان اور زمین کے نور! ہمارے دلوں، کانوں، آنکھوں، سینوں بلکہ بدن کے ہر ہر عضو میں نور ہی نور بھر دے تاکہ ہم کبھی بھی سیدھے راستے سے نہ بھٹک سکیں۔

اے ربّ ہمارے! ان لوگوں کی طرح ہمیں عافیت دے جن کو تو نے عافیت دی اور اُن لوگوں کی طرح ہم پر بھی اپنا انعام فرما جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا۔

اے رحیم وکریم ذات! تو ہمیں قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔

تو ہمیں شیطانی وسوسوں اور انسانی چالوں سے بھی محفوظ فرما دے۔

اے مہربان رب! تو ہمیں امن، سلامتی، نیکی اور بھلائی کی توفیق عطا فرما دے اور اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی توفیق بخش کر ہمیں اپنی محبت سے نواز دے۔

اے ارحم الراحمین! مسلمانوں کو فرقہ فرقہ اور ریزہ ریزہ ہونے سے بچا لے

اے خالقِ دو جہاں! تُو مسلمانوں کو ایسی روحانی اور ایمانی قوت و طاقت عطا فرما دے جس کے بل بوتے پر وہ ساری دنیا پر چھا جائیں

اور جو تیرے دِین اور تیرے آئین کے دشمن ہیں انھیں زیر کر دیں۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ [۳۰]

''اے اللہ ہم سے درگزر کر۔ ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہم کو کافروں پر غالب کر دے۔''

اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا (اے اللہ! ہماری دعا قبول فرمالے)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [۳۱]

''اے اللہ! تو محمد ﷺ اور اُن کی آل پر درود بھیج اور انھیں قیامت کے دن وہ ٹھکانا عطا فرما جو تیرے قریب ترین ہے''

سعید صاحب کی دعا کے بعد یہ دینی و روحانی مجلس ختم ہوگئی لیکن اس سے پہلے کہ لوگ وہاں سے اٹھتے انھیں بتایا گیا

''اس ذکر و فکر کی محفل کا سلسلہ ان شاء اللہ العزیز (آج کے علاوہ) کل صبح ۸ بجے سے مسلسل تین دن تک جاری رہے گا جس میں محفلِ ذِکر بھی ہوگی اور آج کی طرح مختلف موضوعات پر علماءِ کرام کے تربیتی بیانات بھی ہوں گے۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اس دینی و روحانی مجلس میں نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی لائیں۔ یقیناً دینی ماحول میں رہ کر ہم اپنا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں۔ ایسی ہی محافل میں انسان پر زندگی کی حقیقت مُنکشف ہوتی ہے اور اسے حقیقی معنوں میں یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ واقعی وہ اُس اللہ کا بندہ ہے جس نے اپنے کامل بندے حضرت محمد ﷺ کو بھیج کر مخلوقِ خدا کو

خدا سے جوڑنے کا بڑا ہی سادہ اور آسان پیغام دیا جسے اپنا کر بندہ بشر لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کا لطف بھی اٹھا سکتا ہے اور بحر و بر پر اپنا حکم بھی چلا سکتا ہے۔"

...... انھی نصیحت آمیز کلمات پر یہ اعلان ختم ہوا۔

اس کے بعد ہم ہر روز اللہ جل شانہ کی توفیق سے اس تربیتی نشست میں حاضر ہو کر بزرگوں کے فیوض و برکات سے اپنے دامن بھرتے رہے۔

۱۔ دیکھیے: الحکمۃ، کتاب اخلاقیات، باب نیک اور بری مجلس کے اثرات، ص ۴۴۸

۲۔ مجمع الزوائد، باب فی کثرۃ السوال، ص ۱۵۷، ج ۱

۳۔ سورۃ الحجرات ۴۹/۲

۴۔ الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب ماجآء فی صفۃِ النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۳۷، ص ۵۹۷، ج ۵

۵۔ ایضاً نمبر ۴، حدیث نمبر ۳۶۳۸، ص ۵۹۹

۶۔ المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۴۱۴، ص ۱۵۵، ج ۲۲

۷۔ دیکھیے: سبل الھُدیٰ و الرّشادِ، کتاب جماع ابواب صفۃ جسدہ الشریف، الباب الثامن عشر فی طولہٖ و اعتدالِ ورقۃ بشرَتِہ، ص ۸۳، ج ۲

۸۔ دیکھیے: شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، اَلفَصلُ الاوّلُ فی کمالِ خلقتِہٖ و جمال صورتِہٖ ص ۴۸۵، ج ۵

۹۔ سورۃ الانفطار ۸۲ / ۸

۱۰۔ سورۃ الانعام ۶ / ۱۶۴

۱۱ سورۃ القمر ۵۴ / ۲۰

۱۲۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجھاد، الباب غزوہ خیبر، حدیث نمبر ۳۳۶۰

۱۳۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ (معمولی تغیر کے ساتھ) باب شق صدر کے بعد مہر کیوں لگائی گئی؟ ص ۸۴ تا ۸۵

۱۴ ایضاً نمبر ۷، ابواب صفۃ جسدہٖ الشریف فی صفتہ ظھرہٖ وَماَ جآءَ فی صفتہ خاتم النبوۃِ، ص ۵۰، ۴۹، ج ۲

۱۵۔ سورۃ الاعراف ۷ / ۱۷۔

۱۶۔ دیکھیے: تفسیر ابن کثیر، ص ۲۱۳، ج ۲

۱۷۔ سورۃ المومنون ۲۳/۹۷تا۹۸

۱۸۔ سورۃ الاعراف ۷ /۲۰۲

۱۹۔ سورۃ حٰمٓ السجدۃ ۴۱ / ۳۶

۲۰۔ دیکھیے :تفسیر ابن کثیر،ص ۲۱۳،ج ۲زیرتفسیر سورۃ الاعراف ۷/۱۷

۲۱۔ سورۃ الاعراف ۷/۲۰۱

۲۲۔ دلائل النبوہ ، کتاب جماع ابواب صفۃ رسولؐ، باب صفتہ کفی رسول و قدمیہ وابطیہ ..... ص ۲۴۷، ج ا

۲۳۔ ایضاً نمبر ۷ باب فی صفۃ یدیہ و ابطیہ،ص ۷۵،ج ۲

۲۴۔ سنن النسائی ، کتاب الطھارۃ ، باب نَتْفُ الْاِبط ، ص ۷ ج ا

۲۵۔ سورۃ الحجر ۱۵ / ۸۸

۲۶۔ سورۃ الکھف ۱۸ / ۳۱

۲۷۔ سورۃ الشوریٰ ۴۲/۲۲

۲۸۔ دیکھیے! مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، باب مایَجُوزُمِنَ العمل فی الصلاۃِ،حدیث نمبر ۲۲۸۱،ص ۲۳۵،ج ۲

۲۹۔ دیکھیے :سنن النسائی، کتاب الزینۃ من السنن الفطرۃ ، باب تحریم لبس الذھب،ص ۲۹۳ج ۲

۳۰۔ ایضاً نمبر ۲۸،ص ۲۹۴ ج ۲

۳۱۔ سورۃ الحشر ۵۹ / ۷

۳۲۔ البخاری الجامع الصحیح کتاب اللباس ، بابُ خواتیم الذَّھَبِ، ص ۸۷۱ج ۲

۳۳۔ المعجم الکبیر ،ص ۲۳۵ ج ۲۲ حدیث نمبر ۶۱۸

۳۴۔ المسلم ،الجامع الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ص ۱۹۹،ج ا

۳۵۔ البخاری،الجامع الصحیح، کتاب الجھاد، باب التحریض علی القتال ،ص ۳۹۷ ج ا

۳۶۔ سورۃ الفتح ۴۸ /۱۰

۳۷۔ المسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ فصل فی امارات الساعۃ، ص ۳۹۰ج ۲

۳۸ سورۃ حٰمٓ السجدۃ ۴۱/۳۱

۳۹۔ ترجمہ: اور ہماری آخری بات ہوگی کہ ساری تعریف اللہ پروردگار عالمین کے لیے ہے۔

(سورۃ یونس ۱۰ /۱۰(دَعْوَانَا کی جگہ آیت کریمہ میں دَعْوٰھُمْ ہے)

۴۰۔ سورۃ البقرہ ۲ / ۲۸۶

۴۱۔ مسند احمد ، مسند الشامیین، حدیث رویفع بن ثابت الانصاری ،حدیث نمبر ۱۶۴۷۷

اختتامیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝

یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ

وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ

وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(سورۃ المآئدہ ۵/۱۵،۱۶)

''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آ چکی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔''

اختتامیہ

(تقاضائے اختتام کے ساتھ)

ربّ ذوالجلال نے صاحبِ جمال ﷺ کو بڑا ہی عمدہ اور پاکیزہ حلیہ مبارک عطا فرمایا جس کے ہر ہر حصہ سے نورِ نبوت چھلکتا ہوا ... نمایاں دکھائی دیتا تھا۔
نبی مکرم ﷺ کے کسی بھی عضو میں نہ تو کوئی نقص و عیب تھا اور نہ ہی کوئی کمی بلکہ آپ ﷺ کا جسمِ اطہر بے انتہا زیبا اور اعضائے مبارکہ بے حد خوش نما تھے۔

خیرالانام ﷺ کے تمام محاسن ...... ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی ... عطائی تھے۔
یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی شخصیت میں ایسی قدرتی کشش پائی جاتی تھی کہ جو بھی (سلیم الفطرت) انسان ایک بار جمالِ رسول ﷺ کا مشاہدہ کر لیتا ...... وہ آخری دم تک اپنی نگاہیں ...... اُس مرکزِ حسن و جمال سے کبھی نہ ہٹا پاتا۔

تجھے دیکھے نہ کیوں سارا زمانہ
کہیں ملتا ہے تجھ سا دیکھنے کو؟

سیدُ الانبیا ﷺ کے ظاہر و باطن سے خوف وتقویٰ ،شرم و حیا ،عہد و وفا ، تسلیم و رضا ،فکرِ عقبیٰ ، اخلاقِ حسنہ ،ایمان و ایقان ،امن و امان اور علم و عرفان وغیرہ کی ایسی نورانی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی رہیں جن کی چمک دمک سے کفر و شرک ،فتنہ وفساد، ظلم وزیادتی ، بے وفائی و بے حیائی ، بدامنی و بے چینی ، بے ایمانی و بے اعتدالی ،مکاری وعیاری اور ناانصافی ونا اتفاقی کے اندھیرے ایسے بھاگنے لگے جیسے رات کی تاریکی پو پھٹتے ہی غائب ہو جاتی ہے۔

اگر بالفرض نبی طاہر ﷺ تمام عمر گفتگو نہ بھی فرماتے تب بھی اہلِ نظر آپ ﷺ کا حُسن و جمال دیکھ کر جان لیتے کہ یہ شرافت وتقدس کا اَطیَب پیکر اُن سے کن کن افعال و اقوال کی بجا آوری کا مطالبہ کر رہا ہے اور اُنھیں کِن کِن اُمور سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے۔

جس طرح بادلوں میں گھِرنے کے باوجود سورج کا وجود دِن کو روشن کیے رکھتا ہے اُسی طرح آفتابِ نبوت ﷺ دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد بھی اپنے قالب وکلام کے روحانی چمکارے سے دنیائے ظلمت کو بقعہ ٔ نور بنائے ہوئے ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلَا لَا تَغْرُبُ

’’ پہلے کے تمام سورج ڈوب چکے ہیں اور ہمارا خورشید ﷺ ......

ہمیشہ سے اُفق کی بلندی پر ہے (یہ آفتابِ نبوت ﷺ کبھی بھی) غروب نہ ہوگا۔‘‘

نورِ مبین ﷺ کی نورانی کرنوں سے ارض و سما اور کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے واحد کی وحدانیت اور رسالتِ مآب ﷺ کی رسالت کی زبانِ حال و قال سے شہادت دے رہا ہے۔

اگر انسان چاہے تو وہ بھی اس روحانی تجلّی سے اپنا قلبی دِیا منور کر کے نہ صرف اپنے من کی دنیا روشن کر سکتا ہے بلکہ اس دیپ سے کئی دوسرے چراغ جلا کر کتنے ہی تاریک دلوں میں نور بھر سکتا ہے

اور پھر وہ حکیم و خبیر ربّ کی توفیق سے اس نورِ ہدایت کے ذریعے دنیا بھر کے انسانوں کو ستم ظریفی، سماجی بے انصافی، مخلوق کی غلامی اور احساسِ محرومی کے اندھیروں سے نکال کر امن و امان، راحت و آرام، حریت و آزادی اور خود اعتمادی کے اجالوں میں لا سکتا ہے۔

حلیۂ محمد عربی ﷺ کے درخشاں پیغامات تمام لوگوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ ذاتِ اقدس ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی جمیع تعلیمات پر بھی عمل پیرا ہو جائیں تاکہ انھیں دنیاوی و اُخروی فوز و فلاح حاصل ہو جائے۔

اس سعادت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ بنی نوعِ انسان اپنے دل و دماغ کے تمام دریچے کھلے رکھیں تاکہ شمعِ عالم تاب ﷺ کی نورانی شعاعیں ان میں داخل ہو کر ان کے ظاہر و باطن کو روشن و منوّر کر دیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ج فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ج

وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ط وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ○ [1]

''(دیکھو) یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں۔
اب جو بینائی سے کام لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا
خود نقصان اٹھائے گا اور میں تمہارے اوپر نگران تو ہوں نہیں۔''

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ ج

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ ج وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ [2]

''پاک ہے آپ کا ربّ جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں۔
اور پیغمبروں پر سلام ہے
اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا ربّ ہے۔

۱۔ سورۃ الانعام ٦ / ١٠٤

۲۔ سورۃ الصّٰفّٰت ٣٧ / ١٨٠ تا ١٨٢

کتابیات

۱۔ القرآن الکریم

آ

۲۔ آلوسی ، شھاب الدین ، ''روح المعانی ''(مکتبہ داراحیاء التراث، بیروت)

الف

۳۔ ابن ابی شیبہ،عبداللہ بن محمد،''مصنف ابن شیبہ'' (ادارۃ القرآن،العلوم اسلامیہ پاکستان)

۴۔ ابن حجر،احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی'' تھذیب الکمال فی اسماءِ الرجال''
(دارالفکر،بیروت)

۵۔ ابن عساکر،ابوالقاسم علی بن حسین'' تاریخ مدینہ دمشق''(دارالفکر)

۶۔ ابن کثیر،اسماعیل بن عمر کثیر،''تفسیر ابن کثیر''(مکتبہ حقانیہ،پشاور،پاکستان)

۷۔ ابن ماجہ،محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجہ''(ادارہ احیاء التراث العربی)

۸۔ ابن منظور محمد بن منظور،''لسان العرب'' (ادارہ احیاء التراث العربی،بیروت)

۹۔ ابن ہشام،ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب''السیرۃُ النبویَّۃ''
(ادارہ احیاء التراث العربی،بیروت)

۱۰۔ احمد بن حنبل، ''مسند امام احمد'' (بیروت، لبنان)

۱۱۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث ''سنن ابی داؤد'' (وزارۃ التعلیم الفدرالیہ اسلام آباد)

۱۲۔ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ''المستدرک علی الصحیحین'' (دار الکتب العلمیہ، بیروت)

۱۳۔ ابو علا محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم، تحفۃ الحوذی شرح جامع الترمذی

(مکتبہ حقانیہ، پشاور، پاکستان)

۱۴۔ ابوعوانہ، یعقوب بن اسحاق ''مسند ابی عوانہ'' (دار المعرفۃ، بیروت)

۱۵۔ ابو یعلی، احمد بن علی، ''مسند ابی یعلی الموصلی'' (دار الکتب العلمیہ، بیروت)

۱۶۔ انجیل مقدس ''نیا عہد نامہ'' (پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور)

ب

۱۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ''الادب المفرد'' (دار البشار الاسلمیہ)

۱۸۔ البخاری، ''الجامع الصحیح البخاری، (وزارۃ التعلیم الفدرالیہ اسلام آباد)

۱۹۔ البیهقی، ابو بکر احمد بن حسین، دلائل النبوہ ومعرفة احوال صاحب الشریعة

(دار الکتب العلمیه)

پ

۲۰۔ پیر، محمد کرم شاہ، الازہری، ''ضیاء النبی'' ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان)

۲۱۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، ''الجامع الصحیح سنن الترمذی'' (دار احیاء التراث)

ح

۲۲۔ الحسین آفندی، ''الرسالۃ الحمیدیۃ، ترجمہ سائنس اور اسلام، مترجم سید محمد اسحاق علی (ادارہ اسلامیات لاہور، پاکستان)

۲۳۔ الحسینی، السید محمد بن محمد، ''اتحاف السادۃ المتقین'' (دار احیاء التراث، العربی)

۲۴۔ حقی، اسماعیل، ''تفسیر روح البیان (دار احیاء التراث العربی)

۲۵۔ الحنبلی، ابن رجب، "جامع العلوم و الحکم فی شرح خمسین حدیثاً من جوامع الکلم (احیاء التراث)

د

۲۶۔ دریابادی، عبدالماجد، ''تفسیر ماجدی (اردو)'' (تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، پاکستان)

ز

۲۷۔ الزرقانی ''شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ للعلامہ العسقلانی "(دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

۲۸۔ الزمخشری، محمود، محمود بن عمر، ''الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہِ التاویل (داراحیاء التراث)

س

۲۹۔ سوامی آنند ''پیغمبر اعظم از مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف، مرتبہ۔ فکر و نظر جولائی تا دسمبر ۱۹۹۲ جلد ۳۰، ص ۳۹۵ تا ۳۹۰، شمارہ ۱-۲۔
(ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد)

ش

۳۰۔ شیخ،عمر فاروق،الحکمۃ (جامعہ تدبر القرآن ۱۵ابی،وحدت کالونی،لاہور)

۳۱۔ شاہ ولی اللہ،الشیخ احمد بن عبدالرحیم،حجۃ اللہ البالغۃ'' (المکتبہ السّلفیہ،لاہور پاکستان)

۳۲۔ شبلی نعمانی،ندوی،سلیمان ندوی،''سیرۃ النبیؐ''(دارالاشاعت،اردو بازار،لاہور،پاکستان)

۳۳۔ الشوکانی،محمد بن علی بن محمد،''تفسیر فتح القدیر''(دارالمعرفۃ،بیروت)

ط

۳۴۔ الطبرانی،سلیمان بن احمد،''المعجم الکبیر''(مکتبہ داراحیاء التراث العربی)

ع

۳۵۔ علاءالدین علی المتقی بن حسام الدین،''کنز العمال''(مکتبہ موسّتہ الرّسالۃ)

۳۶۔ عثمانی،شبیر احمد،''تفسیر عثمانی''(پاک کمپنی،لاہور)

ف

۳۷۔ فیروز الدین''فیروز اللغات اردو''(فیروز سنز لاہور،کراچی،پاکستان)

۳۸۔ فیروز الدین.فیروز اللغات عربی اردو،(فیروز سنز لاہور،کراچی،پاکستان)

ق

۳۹۔ القاسمی،محمد جمال الدین،''تفسیر القاسمی المسمی محاسن التاویل''(دارالکتب العلمیہ)

۴۰۔ القضاعی،محمد بن سلامہ بن جعفر ابو عبداللہ،''مسند الشہاب''(موسّتہ الرسالۃ،بیروت)

ک

۴۱۔ کاندھلوی،محمد بن ادریس،''سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم''(مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ،پاکستان)

۴۲۔ کتاب مقدس،یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ،(بائبل سوسائٹی،انارکلی،لاہور،پاکستان)

۴۳۔ لودھی، اشفاق احمد، ''کیا اسلام میں داڑھی فرض ہے؟'' مقدمہ، پروفیسر عبدالجبار شاکر (دارالسلام، لاہور)

م

۴۴۔ مالک بن انس، ''موطا امام مالک'' جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی، الکویت)

۴۵۔ محمد بن یوسف ''سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' (دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

۴۶۔ محمد حسین بن مسعود، ''تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) (داراحیاء التراث العربیہ)

۴۷۔ محمد شفیع، ''تفسیر معارف القرآن،'' ادارۃ المعارف، کراچی نمبر ۱۴، پاکستان)

۴۸۔ محمد ناصر الدین'' صحیح الترغیب والترھیب'' (مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع)

۴۹۔ مسلم بن الحجاج، ''ابی الحسن النیشاپوری، صحیح مسلم'' (وزارۃ التعلیم الفید رالیہ ، اسلام آباد، پاکستان)

۵۰۔ المظہر ی، محمد ثناء اللہ پانی پتی ''التفسیر المظہر ی'' (المکتبۃ الحقانیہ، محلہ جنگی، پشاور، پاکستان)

۵۱۔ مودودی، ابوالاعلیٰ مودودی، ''تفسیر تفہیم القرآن'' (ادارۃ ترجمان القرآن، لاہور، پاکستان)

ن

۵۲۔ النووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف، ''صحیح مسلم بشرح النووی، (دارالفکر، بیروت)

۵۳۔ النسائی، احمد بن شعیب بن دینار، ''سنن نسائی'' (وزارۃ التعلیم الفید رالیہ، اسلام آباد، پاکستان)

۵۴۔ الہاشمی، محمد بن سعد بن منیع، ''الطبقات الکبری''(مکتبہ دارالفکر)

۵۵۔ ہجویریؒ، علی بن عثمان بن علی، ''کشف المحجوب'' مترجم، فضل الدین گوہر،
(ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاہور، کراچی، پاکستان)

۵۶۔ الہیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، **"مجمع الزوائد و منبع الفوائد"**
(مکتبہ دارالفکر، بیروت)

57 The world book encyclopaedia, world book, Inc a Scottfetzer ,
Company , Chicogo.

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ)